سوانحعمری

مخدوم الامم

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

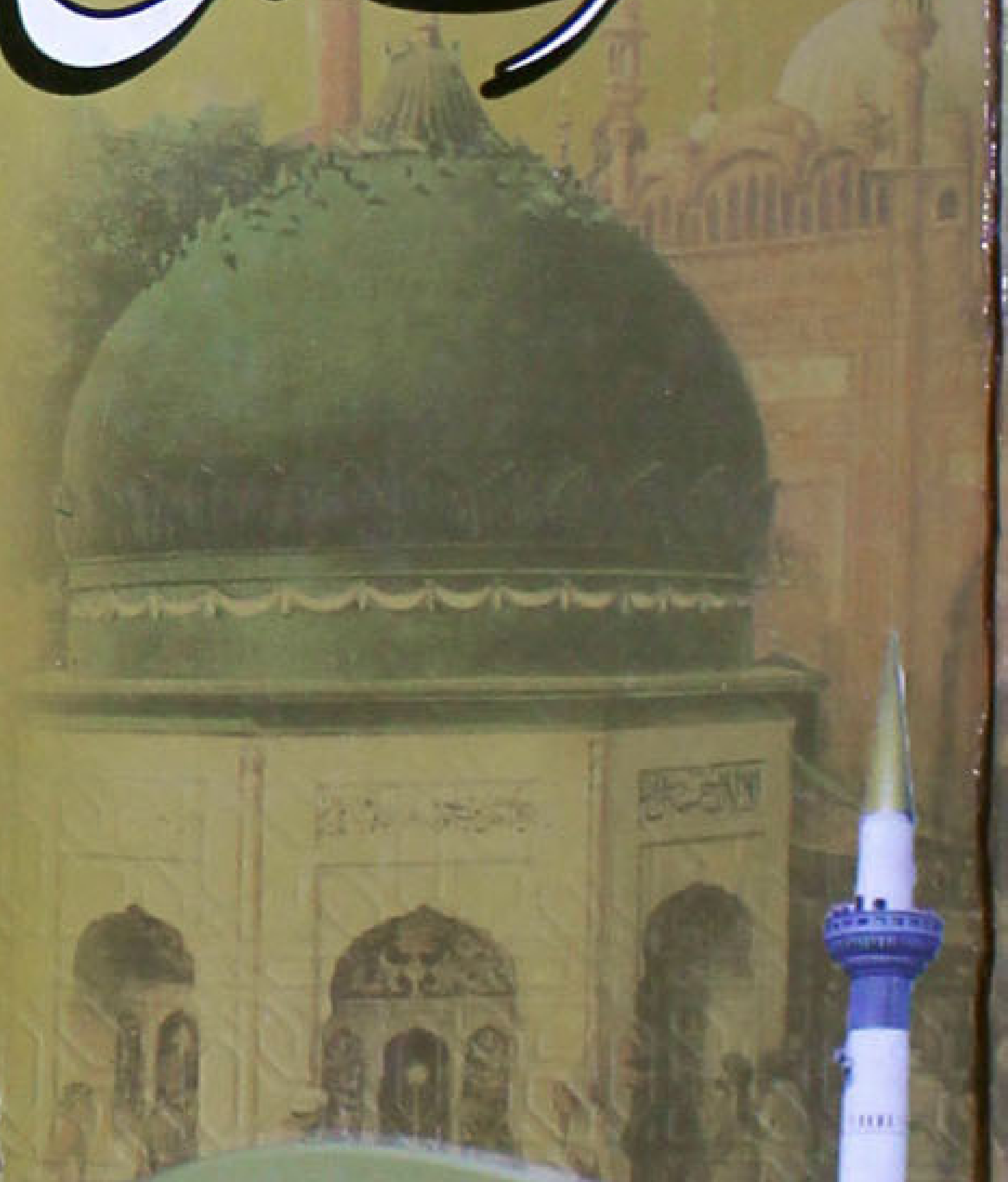

مؤلف

اکمل اویسی پیرزادہ

ادارہ الاویسیہ ۔ لاہور

Marfat.com

سوانح عمری

مخدوم الامم حضرت داتا گنج بخش علیہ رحمۃ اللہ

مؤلف

اکمل اویسی پیرزادہ

ادارۃ الاویسین ۰ لاہور

Marfat.com

اہل ذوق کیلئے دیدہ زیب
خوبصورت، منفرد اور معیاری
کتب پیش کرنے والا ادارہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب .... سوانح عمری حضرت داتا گنج بخشؒ
مولف .... اکمل اویسی پیرزادہ
ناشر .... ادارہ الاویس، لاہور
زیرنگرانی .... محمد علی، محمد سلیم مغل
پروف ریڈنگ .... طاہرہ حبیب
سرورق گرافکس .... شبیر حسین
اشاعت .... جنوری 2013ء
کمپیوٹر کوڈ 10132
قیمت .... 160 روپے

رابطہ خط وکتابت
ادارہ الاویس ۰ لاہور
5 فیروز پور روڈ مزنگ چونگی لاہور۔
فون: 042-37575836 فیکس: 042-37500290
Email:adaraalawais@yahoo.com

ادارہ الاویس لاہور

Marfat.com

اللہ

سید ہجویر مخدوم امم
مرقد او پیر سنجر را حرم

خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت

کلام حضرت علامہ اقبال رح

کتبہ خورشید عالم گوہر قلم لاہور
۱۴۱۹ھ
۱۹۹۸ء

Marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
پیش لفظ	8
تقریظ	11
اظہار رائے	13
اظہار خیال	15
شجرہ نسب	18
شجرہ طریقت	19
شجرہ نسب	20
ولادت باسعادت	20
خاندان	22
والد گرامی	23
والدہ محترمہ	24
حلیہ مبارک	24
تعلیم وتربیت	25
حصول علم وشریعت	26
عائلی زندگی	26
سلسلہ بیعت ومرشد طریقت	27
تربیت اساتذہ	29
مرشد کی کرامات	30
شیخ ابوالعباس اشقانیؒ	31
شیخ ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ	32
ابوسعید فضل اللہ بن محمدؒ	32
شیخ ابوالقاسم عبدالکریمؒ	33
حضرت ابواحمد مظفرؒ	34
حضرت باب فرغانیؒ	35
سیر وسیاحت	36
رختِ سفر	37
سیر وسیاحت کے مقامات	37
خراسان	38
نیشاپور	39
آذربائیجان	39
طوس	40
سرخس	40
نسا ومرو	41
ماوراالنہر	42
فرغانہ	43
خوزستان	44
طبرستان	45
بخارا	45

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
الہواز	45	تبلیغ دین	67
کرمان	46	مسجد کی تعمیر	71
فارس	46	درس کا قیام	72
دمشق	47	لقب گنج بخشؒ	72
بغداد	47	حضرت کے روحانی مدارج	75
حضرت علی ہجویریؒ کی تصنیفات	50	کرامات	76
کشف المحجوب	50	محراب سے کعبہ نظر آنے کا واقعہ	77
کشف الاسرار	51	ہندوؤں کا مسلمان ہونا	78
منہاج الدین	52	دودھ میں برکت	79
دیوان علی ہجویری	52	دین اسلام کی سربلندی کا واقعہ	80
الرعایۃ الحقوق اللہ	52	طاعون کی بیماری سے شفایابی	82
نحو القلوب	53	اخلاق و عادات	83
کتاب البیان لاہل العیان	54	انداز تکلم	84
شرح کلام منصور	54	عفو و درگزر	84
داتا گنج بخشؒ کی لاہور تشریف آوری	55	خودداری	85
لاہور کے سیاسی اور مذہبی حالات	58	ایثار و قربانی	86
سیاسی حالت	58	سخاوت و فیاضی	87
مجلسی حالت	63	انکساری	88
مذہبی حالت	66	لباس	89

Marfat.com

مضمون	صفحہ
خوراک	90
راہ راست کی تلقین	91
بابرکت عورتیں	94
مزار اقدس پر اولیائے عظام اور بادشاہوں کی حاضری	94
حضرت خواجہ معین الدینؒ	95
حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ	96
حضرت مادھو لال حسینؒ	97
حضرت شیخ بہلول دریائی قادریؒ	98
حضرت شیخ حسن علائی سہروردیؒ	98
شہزادہ دارا شکوہ	99
ظہیر الدولہ ابراہیم غزنوی	99
سماع اور حضرت داتا گنج بخشؒ	100
داتا گنج بخشؒ و منصور حلاج	102
حکایات حضرت داتا گنج بخشؒ	106
حضرت امام حسنؓ کی بردباری	107
حضرت امام حسینؓ کی دریا دلی	107
حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مرتبہ	108
حضرت علیؓ کا ایثار	109

مضمون	صفحہ
امام زین العابدینؒ کی سخاوت	110
حضرت امام جعفر صادقؒ کا واقعہ	111
حضرت اویس قرنیؒ کا واقعہ	112
حضرت داتا گنج بخشؒ کا وصال	114
مزار مبارک	115
داتا گنج بخشؒ کے روضہ کی چھت پہ آیات	117
سنہری دروازہ	118
قدیم کتب خانہ داتا دربار	118
جو عمارات ختم ہو گئیں	120
قیمتی پتھر	120
دالان سنگ سیاہ	121
نو تعمیر ڈیوڑھی	121
دالان رانی چندر کور	121
اکبری دالان	122
عمارات	122
مزار کے احاطہ کی عمارتیں	123
حجرہ اعتکاف	123
حضرت خواجہ معین الدین چشتی	123

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مسجد کے صحن میں قبر	123	ابوالطاہر فدا حسین	140
مجاوروں کی قبریں	124	منقبت سید نصیرالدین نصیر	141
گورنر کشمیر اور ان کے خاندان کی قبریں	124	منقبت ابوالعاصم محمد سلیم حماد	142
[illegible] بخش کے تعمیر کردہ کمرے	125	اقوال داتا گنج بخشؒ	143
[illegible]	125	[illegible]	149
مساجد و مزارات اور ترقیاتی منصوبے	127	اردو [illegible]	152
		از جناب مفتی غلام [illegible] صاحب	
عرس داتا گنج بخشؒ اور دیگر تقریبات	128	لاہوری از طبع زاد	155
اقوال زریں حضرت داتا گنج بخشؒ	130	جناب محی الدین صاحب	156
قصیدہ بردہ شریف	133	دیگر فارسی	157
ختم مبارک داتا گنج بخشؒ	138	ترجیع بند	158
منقبت مولانا محمد بخش مسلم	139	قطعہ تاریخ	159

ہر قسم کی اسلامی وادبی اصلاحی کتب کا مرکز

ادارہ الاویس

القرطبہ مارکیٹ 5۔اے فیروز پور روڈ

مزنگ چونگی لاہور

فون نمبر: 042-37575836

Marfat.com

پیش لفظ

صاحبزادہ ابوالعاصم محمد سلیم حماد

سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے عشاق کی تعداد لامحدود ہے۔ان عشاق میں حضرت اویس قرنیؒ کا عشق مصطفےٰ ﷺ اس درجہ کمال کو پہنچا ہوا ہے کہ جس پر محبت مصطفےٰ اور دیدار مجتبےٰ سے مستفیض ہونے والے اکابر صحابہ بھی رشک کرتے ہیں۔

حضرت سید علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں صوفیاء کے باب میں رقم طراز ہیں کہ آفتاب امت شمع دین وملت حضرت اویس قرنیؓ اہل تصوف کے عظیم مشائخ میں سے ہیں۔آپ آنحضور ﷺ کے دور سعید میں موجود تھے، صحبت سے مستفیض نہ ہو سکے۔سید المرسلین ﷺ کا شرف دیدار حاصل نہ کر سکنے کی دو وجوہ تھیں۔ ایک غلبہ حال دوسری والدہ ماجدہ کی خدمت۔حضور رسالت مآب ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ قرن میں اویس کا نام ایک مرد حق ہے وہ قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری امت کی شفاعت کرے گا...... جب آپ لوگ ان سے ملیں تو میرا اسلام پہنچائیں اور ان سے کہیں کہ وہ میری امت کے حق میں دعا کریں۔

یہ شان و مقام حضرت اویس قرنیؓ کو حضور ﷺ سے دیوانگی کی حد تک عشق نے عطا فرمایا۔آج بھی عشاق کی ایک جماعت خود کو اویسی کہلاتی ہے عشق سے سرشار لوگوں میں سے ایک بزرگ خواجہ نور الحسن اویسیؒ تھے۔جن کا صوفیانہ کلام خوبیوں سے مرصع ہے۔آپ حضرت داتا گنج بخشؒ

Marfat.com

کے سچے عقیدت مند تھے اور دربار شریف پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ فیض گنج بخشؒ سے مستفید ہوئے، آپ کے پوتے کا نام خواجہ محبوب الحسن اویسی ہے جو تقریباً ہر جمعرات کو دربار داتا صاحب پر حاضری دیتے اور عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ محمد اکمل اویسی صاحب خواجہ محبوب الحسن اویسی کے فرزند ہیں، جو گورنمنٹ کالج لاہور کے گریجوایٹ اور پنجاب یونیورسٹی کالج سے ایم اے عربی کے ڈگری یافتہ ہیں۔

پیرزادہ اکمل اویسی کا مطالعہ کتب اور تحقیق کے ذوق وشوق کا یہ عالم ہے کہ اکثر لائبریریوں کی خاک چھانتے نظر آتے ہیں، ادارہ الاولیس کے روح رواں بھی ہیں جو درجنوں کتب کی نشرواشاعت کرچکا ہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

حضرت علی ہجویریؒ سے عقیدت کے اظہار میں محمد اکمل اویسی صاحب نے ایک تذکرہ حضرت گنج بخشؒ مرتب کیا ہے۔ جس کے صفحہ صفحہ پر حضور داتا صاحبؒ سے محبت وعقیدت کا جذبہ موجزن نظر آتا ہے۔ عوام کی ذہنی استطاعت کے مطابق سلیس اور آسان اردو نے کتاب کی افادیت بڑھا دی ہے۔ توقع ہے کہ قارئین اس کتاب کو پسند فرمائیں گے۔

حضرت سید ہجویریؒ کی نسبت سے مختلف موضوعات نے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ بعض موضوعات پر اکمل اویسی صاحب سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، لیکن مجموعی طور پر یہ کتاب ایک مہکتا ہوا گلدستہ ہے۔ جس کی خوشبو ہر خاص وعام قاری محسوس کرے گا۔

اللہ تعالیٰ اکمل اویسی کی قرطاس وقلم سے وابستگی مزید مضبوط بنائے اور بزرگان دین کے احوال وآثار اور تعلیمات کے لئے ان کے قلم کو رواں دواں رکھے۔ تحقیق کے طلاطم کا غواث بنائے تاکہ ان کی کاوشوں سے گرد آلود صفحات میں سے پاک وصاف اور نتیجہ خیز تحریریں ابھر کر سامنے آسکیں۔

آج کے اس دور میں جبکہ انسانیت چکا چوند روشنیوں کے بھنور میں کھو چکی ہے اور بے راہ روی کے راستے پر بیمار ذہن اور کھنڈر جسم سے رینگ رہی ہے۔ اسے اسلامی قدروں، اسلامی گھواروں،

Marfat.com

اسلامی تہواروں ، اسلامی پہناووں ، اسلامی رویوں، اسلامی جذبوں، اسلامی لذتوں، اسلامی تقاضوں اور اسلامی رشتوں کی پہچان کروانا بہت ضروری ہوگیا ہے اور یہ کام علم وعمل ہی سے ممکن ہے۔ صوفیاء حق کی تعلیمات ہر دور میں راہ عمل متعین کرتی ہیں۔ اس لئے صوفیاء کی تعلیمات کا مطالعہ کیجئے میری دعا ہے کہ رب کریم ہم سب کو راہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

ابوالعاصم محمد سلیم حماد

۲۹ مئی ۱۹۹۸ء

Marfat.com

تقریظ

از حضرت سید محمود احمد رضوی شارح بخاری مصنف ومؤلف دینی کتب ہائے کثیرامیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سوانح عمری مخدوم الامم حضرت داتا گنج بخشؒ

فاضل علوم مجی ومحترم اکمل اویسی پیرزادہ صاحب نے تالیف فرمائی ہے۔ محترم پیرزادہ صاحب نے جامع اور مستند حوالوں سے یہ کتاب مرتب فرما کر اہل ذوق، علماء کرام، متعلمین، معلمین کے لئے گراں قدر سرمایہ فراہم کیا ہے۔ پیرزادہ صاحب موصوف کو حضرت داتا گنج بخشؒ سے جو عقیدت وانسیت ہے کتاب اس کی مظہر ہے۔ کتاب پڑھتے ہوئے دل میں یہ یقین پیدا ہوجاتا ہے کہ داتا صاحبؒ پیرزادہ صاحب کی رہنمائی فرماتے ہیں اور ہدایت دے رہے ہیں کہ اس کتاب میں ان ان باتوں کو شامل کرلو۔ ماشاءاللہ یہ کتاب صرف حضرت داتا گنج بخشؒ کی سوانح عمری نہیں ہے بلکہ ایک مکمل تاریخ بھی ہے، جغرافیہ بھی ہے اور داتا صاحب اور متعلمین داتا صاحب کی مختصر مگر جامع سوانح عمری بھی ہے۔ پیرزادہ صاحب نے حضرت غوث الاعظمؒ، حضرت سلطان الہند خواجہ اجمیریؒ اور حضرت داتا صاحبؒ کے مستند شجرہ نسب وشجرہ طریقت سے کتاب کو مفید بنادیا ہے۔

انہوں نے داتا حضور کے پیرومرشد اور ان کے بزرگان دین جن سے داتا صاحبؒ نے بالواسطہ فیض حاصل کیا کا خصوصی تذکرہ بھی رقم کیا ہے۔ داتاؒ جن مقامات پر دوران سیاحت

Marfat.com

تشریف لے گئے ان مقامات کا اور ان مقامات میں جن بزرگان علم وفضل سے شرف ملاقات ہوئی کا بہت اچھے پیرایہ میں ذکر کر کے قاری کے لئے دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ پیرزادہ صاحب نے داتا صاحب کی تصنیفات جن میں سے اکثر نایاب ہیں کا جامع تعارف کرادیا ہے۔ داتاؒ کی کرامات خاص کر مسجد سے نمازیوں کو کعبۃ اللہ کی زیارت کرانے کا تذکرہ عقیدت سے کیا ہے۔

کتاب میں مقبرہ کی ماضی کی شان وکتب خانہ کا اظہار کر کے کتاب کو دلچسپ بنادیا ہے۔

کتاب کے آخیر میں صاحب عرفان وبصیرت شعراء کا کلام عقیدت شامل کر کے اہل ذوق احباب کیلئے سکون قلب مہیا کر دیا ہے۔

کتاب ہر طرح سے جامع اور حقائق کا مظہر ہے، دلی دعا ہے کہ اللہ تعالٰی پیرزادہ صاحب کو صحت وایمان کی دولت سے مالا مال کئے رکھے اور معاشی طور پر ان کو خوشحال رکھے کہ مزید دینی کتب تالیف وتصنیف فرما کر تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرتے رہیں۔ تشنگان علم کی تشنگی دور کرتے رہیں اور اس دور جدید میں دینی حقائق سے اہل علم طبقہ کی رہنمائی کرتے رہیں۔ دلی دعا ہے کہ یا اللہ اس کتاب کو مقبول عام کر کے عوام وخواص کی رہنمائی اور تسکین قلب کا باعث بنا۔ آمین

سید محمود احمد رضوی

27 محرم 1419ھ 24 مئی 1998ء

Marfat.com

اظہار رائے

شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ دنیائے اسلام کی ایک نابغہ روزگار ہستی تھیں۔ علم و فضل سے مالا مال آپکی شخصیت اسلام کی روحانی دنیا میں بھی منفرد مقام پر فائز ہے۔ لاہور میں قیام فرما کر آپ نے اشاعت اسلام اور استحکام کیلئے جو جان سوز کوششیں کیں وہ ہماری تاریخ کا حصہ ہیں۔ آپ کی تصنیف کشف المحجوب تصوف کے موضوع پر اس خطہ میں اولین کوشش ہے اور اس پائے کی بلند کتاب ہے کہ یہ بے پیر، لوگوں کو پیر کا کام اور بے مرشدوں کے لئے مرشد کا درجہ رکھتی ہے۔ آپ کی حیات طیبہ ہی میں عقیدت مندوں کا ایک ہجوم آپ کے گرد جمع رہنے لگا۔ جونہی آپ دنیا سے رحلت فرما گئے تو آپ کا مزار مرجع خلائق بن گیا۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ جیسی روحانی دنیا کی سرتاج شخصیت نے بھی آپ کے آستانہ اقدس پر عبادت و ریاضت کو قابل افتخار سمجھا۔ دنیا کے کروفر کے مالک تاجور بھی ان کی دہلیز کو چومنا اپنے لئے باعث برکت سمجھتے رہے۔ عوام کا یا داتا کہتا ہوا ہجوم ان سے ان کی عقیدت کا مظہر ہے۔ مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ شیخ علی ہجویریؒ علم و ادب، روحانیت و تصوف کی وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جن کا کوئی دوسرا ہم پایہ نہیں۔

شیخ علی ہجویریؒ کے حیات و اوصاف کے بارے میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ نہایت قدیم سے چلا آرہا ہے۔ ان کے بارے میں بڑی بڑی نادر شخصیتوں نے قلم اٹھانا اپنے لئے باعث سعادت سمجھا' لیکن یہ سلسلہ نہ بند ہوا ہے نہ ہوگا کیونکہ شخصیت "ہر آن تیار طور رز میں برق تجلی ہے" چنانچہ ہر لکھنے والے پر ان کی شخصیت میں کوئی نہ کوئی ایسی روشنی نظر آتی ہے جسے وہ دوسرے تک پہنچانا ضروری سمجھتا ہے۔

Marfat.com

برادر عزیزم اکمل اویسی جو پیرزادہ ہیں۔علم وتصوف انہیں ورثہ میں ملا ہے، شیخ علی ہجویری سے ان کی عقیدت فطری ہے۔زیر نظر کتاب کی تالیف وتدوین میں انہوں نے جان جوکھوں سے کام کیا ہے اور ممکنہ متابع سے استفادہ کیا ہے۔کتاب میں اس دور کے لباس، مذہبی اور مجلس احوال کو شامل کر کے انہوں نے اس دور کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔اس طرح شیخ علی ہجویریؒ کی تبلیغی کوششوں کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہوگئی۔مولف نے بڑی کاوش سے شیخ علی ہجویریؒ کی حیات مقدسہ کے جملہ پہلوؤں پر کچھ نہ کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔اس طرح کتاب شیخ ہجویریؒ کی شخصیت اور ان کے کارناموں کا خوبصورت مرقع بن گیا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ نوجوان اکمل اویسی تصنیف وتالیف کا یہ سلسلہ جاری رکھیں اور ساتھ ساتھ گہرا مطالعہ بھی کرتے رہیں۔ہمیں امید ہے کہ وہ اپنی استقامت کی وجہ سے ہماری آئندہ نسل کا مایہ ناز مصنف ہوگا۔ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ ان کی یہ موجودہ تصنیف اپنی آسان زبان وبیان کے اعتبار سے پرکشش ہے۔

انجم رحمانی

ڈائریکٹر لاہور میوزیم، لاہور

۲۴ مئی ۱۹۹۸ء

Marfat.com

اظہار خیال

سرزمین پاک و ہند پر جو صوفیاء کرام ایک آفتاب عالم تاب کی طرح طلوع ہوئے اور جن کی ضیا پاشیوں اور تابنا کیوں سے سرزمین کا ہر گوشہ منور ہوا ان میں حضرت شیخ سید علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخشؒ کا اسم گرامی مقام صدارت پر ہے۔ آپؒ عالم اسلام کے ان صوفیاء کرام میں سے ہیں جو کہ بیک وقت عالم دین و شریعت بھی ہیں اور شہسوار الشہب طریقت و حقیقت بھی ہیں۔ آپ کی تصنیف لطیف ''کشف المحجوب'' سالکین راہ طریقت کے لئے ایک مرشد کامل کی حیثیت رکھتی ہے اور برصغیر پاک و ہند میں تصوف پر لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب شمار ہوتی ہے نیز یہ کتاب عربی میں کتاب اللمع اور عوارف المعارف کی مثیل اور ان کی طرح اپنے موضوع پر وقیع و مستند ہے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ اولیائے ہند کے میر کارواں ہیں۔ آپ کا مزار صدیوں سے مرجع خلائق ہے اور یہ موضوع بھی الگ سے تحقیق کا طالب ہے کہ آخر وہ کون سے اعمال صالحہ تھے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس قدر مقبول ہوئے کہ جن کے باعث اللہ رب العزت نے مخلوق کے قلوب آستانہ ہجویر کی طرف موڑ دیئے۔ سال کے بارہ ماہ میں لیل و نہار کی تمام ساعتوں میں خواہ کوئی بھی موسم ہو اور کوئی بھی وقت ہو یہاں لوگوں کی حاضری کبھی منقطع نہیں ہوتی اور یہ مزار گزشتہ گیارہ صدیوں سے حضرت داتا گنج بخشؒ کے فضل و کمال اور تقرب بارگاہ ربوبیت کی زبان حال سے شہادت دے رہا ہے۔

سید ہجویر مخدوم امم
مرقد او پیر سنجر را حرم

Marfat.com

بزرگانِ دین کے احوال و آثار کا ذکر سراسر رحمت ہے، ارشاد نبویؐ ہے **عند ذکر الصالحین تنزل الرحمہ (او کما قال)** کہ صالحین کا ذکر کرتے وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے، آج کے اس پرفتن دور میں صوفیائے کرام ہی ابنائے امت کی تعمیر، شخصیت اور سیرت سازی کے لئے روشن مینار ہیں، اور آج جب دین اسلام کو ہر طرف سے طاغوتی تحدیات کا سامنا ہے تو انہی بزرگان دین کی تعلیمات ہی راہ نجات وفلاح ہیں۔

برادر محترم پیرزادہ اکمل اویسی صاحب نے اسی نسبت اور اسی غرض وغایت کے پیش نظر سلطان الاولیاء حضرت شیخ علی ہجویری ثم لاہوریؒ کے احوال و آثار اور مناقب وکمالات پر مشتمل ایک ضخیم و مستند کتاب تصنیف کی ہے۔ یہ تصنیف حضرت داتا گنج بخشؒ کے دیگر سوانح حیات سے منفرد اور ممتاز ہے۔ مصنف نے بڑی محنت وجانفشانی سے صاحب سوانح کے متعلق جملہ متفرق معلومات کو یکجا کر دیا ہے اور آپ کی تعلیمات ومناقب پر خصوصی توجہ مرکوز کی ہے اور بلاشبہ یہ سعی وکوشش لائق صد تحسین ہے اور داتا کی نگری کے ایک فاضل اور خوش نصیب نوجوان کی سید ہجویرؒ کے ساتھ سچی محبت وعقیدت کا واضح وبین ثبوت اور زاد آخرت ہے۔

ڈاکٹر خالق داد ملک

22 مئی 1998ء

شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور

Marfat.com

نذرانۂ عقیدت

بحضور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

سیدِ ہجویر مخدومِ اُمم
مرقدِ اُو پیرِ سنجر را حرم

بندہائے کوہسار آساں گسیخت
در زمینِ ہند تخمِ سجدہ ریخت

عہدِ فاروق از جمالش تازہ شُد
حق ز حرفِ او بلند آوازہ شُد

پاسبانِ عزّتِ اُمّ الکتاب!
از نگاہش خانۂ باطل خراب

خاکِ پنجاب از دمِ او زندہ گشت
صبحِ ما از مہرِ اُو تابندہ گشت

عاشق و ہم قاصدِ طیّارِ عشق
از جبینش آشکار اسرارِ عشق

کتابت:- محمد عبدالرحمن سندھی معظم لاہور

از:- علامہ اقبالؒ

Marfat.com

شجرہ نسب

حضرت داتا گنج بخشؒ لاہوری وسید عبدالقادر جیلانیؒ
اور
خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

ہاشم

↓

عبدالمطلب

سیدنا عبداللہ
حضرت محمد ﷺ
سیدہ فاطمہؓ

ابو طالب
حضرت علیؓ

حضرت امام حسنؓ

- حضرت زیدؒ
- سید حسن اصغرؒ
- سید ابوالحسن علیؒ
- سید عبدالرحمٰنؒ
- سید علیؒ
- سید عثمانؒ
- سید علی ہجویری داتا گنج بخشؒ

حضرت حسن مثنیؒ — سیدہ فاطمہؒ

- سید عبداللہ محضؒ
- سید موسیٰ الجونؒ
- سید عبداللہ ثانیؒ
- سید موسیٰ ثانیؒ
- سید داؤد امیرؒ
- سید محمد روحیؒ
- سید عمر یحیٰ زاہدؒ
- سید ابوعبداللہ جبلیؒ
- سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوستؒ
- سید عبدالقادر جیلانیؒ

حضرت امام حسینؓ

- امام زین العابدینؒ
- امام محمد باقرؒ
- امام جعفر صادقؒ
- امام موسیٰ کاظمؒ
- امام علی رضاؒ
- امام ابراہیمؒ
- امام عبدالعزیزؒ
- سید طاہرؒ
- سید محمد حسینؒ
- سید محمد حسینؒ
- سید کمال الدینؒ
- سید غیاث الدینؒ
- خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

Marfat.com

شجرہ طریقت

حضرت داتا گنج بخشؒ لاہوری وسید عبدالقادر جیلانیؒ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خواجہ حسن بصریؒ

خواجہ حبیب عجمیؒ

حضرت داؤد طائیؒ

حضرت معروف کرخیؒ

حضرت سری مقلیؒ

حضرت جنید بغدادیؒ

خواجہ عبدالواحد

جن سے سلسلہ چشتیہ چلا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

خواجہ ممشاد دینوریؒ

جن سے سلسلہ سہروردیہ ملحق ہوتا ہے

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی

حضرت ابوبکر شبلیؒ

شیخ عبدالعزیز تمیمیؒ

جن سے سلسلہ قادریہ ملحق ہوتا ہے)

شیخ ابوالحسن علی ہنکاریؒ

شیخ ابوسعید مخزومیؒ

سید عبدالقادر جیلانیؒ

حضرت شیخ حصریؒ

شیخ ابوالفضل بن ختلیؒ

حضرت علی بن عثمان ہجویریؒ

المعروف بہ داتا گنج بخشؒ لاہوری

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخشؒ کا تعارف

حضرت داتا گنج بخشؒ کا اصل نام علی بن عثمان بن علی ہے۔ کشف المحجوب میں آپ نے اپنا نام ابوالحسن علی بن عثمان، بن علی الجلابی الہجویری الغزنوی تحریر فرمایا ہے۔ گویا کہ آپ کا نام علی، کنیت ابوالحسن، لقب گنج بخش، والد گرامی کا نام عثمان، سکونت غزنی شہر، محلہ ہجویر و جلاب اور مسلک حنفی ہے۔

شجرہ نسب

آپ کا سلسلہ نسب 9 واسطوں سے سیدنا حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے جاملتا ہے۔ حضرت علی ہجویری بن عثمان بن سید علی بن حضرت عبدالرحمٰن بن حضرت سید عبداللہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسین اصغر بن سید زید بن حضرت امام حسنؓ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب بن عبدالمطلب قریشی وہاشمی۔

حضرت زیدؓ بن حضرت امام حسنؓ جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے معرکہ کرب وبلا میں اپنے چچا حضرت امام حسینؓ کے ساتھ گئے تھے لیکن میدان جنگ سے صحیح وسلامت اپنے بھائی حسن مثنیٰ کی طرح سے واپس آئے تھے۔ سیدنا حضرت امام حسنؓ کے کل آٹھ بیٹے تھے۔

1- حسن مثنیٰ 2- زید 3- عمر 4- قاسم 5 ابوبکر 6- عبدالرحمٰن 7- طلحہ 8- عبیداللہ۔ اس طرح آپ کا شجرہ دس واسطوں سے حضرت محمد ﷺ تک پہنچتا ہے۔

ولادت باسعادت

حضرت داتا گنج بخش کی تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض بزرگان کی روایت کے مطابق آپ 400ھ میں سلطان محمود غزنوی کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے تاہم بعض تذکرہ

Marfat.com

نگاروں اور محققین کی آراء میں آپ کی ولادت ماہ ربیع الاول 373ھ میں ہوئی۔ حافظ عبداللہ فاروق ''شیخ علی ہجویری جو داتا گنج بخش کے نام سے زیادہ مشہور ہیں وہ 1009ء کے قریب پیدا ہوئے۔ شیخ محمد اکرم (آب کوثر) صفحہ نمبر 76۔

''آپ کی ولادت پانچویں صدی کے شروع میں ہوئی ہوگی''۔ ڈاکٹر محمد شفیع مولوی (مقالات دینی و علمی) جلد اول صفحہ نمبر 223۔

''بعض لوگوں نے آپ کی پیدائش کا سال 400ھ لکھا ہے، لیکن اس کو یقینی نہیں کہا جا سکتا''۔ معین الحق ڈاکٹر (معاشرتی و علمی تاریخ) صفحہ نمبر 2۔

''آپ کی پیدائش دسویں صدی عیسوی کے آخر یا گیارہویں صدی عیسوی کے ابتدائی عشرے میں ہوئی'' آر۔اے۔ نکلسن (انگریزی ترجمہ کشف المحجوب) صفحہ نمبر 111۔ جن تذکرہ نگاروں نے آپ کی تاریخ ولادت 400ھ سے اتفاق کیا ہے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

محمد دین فوق (داتا گنج بخش)، غلام جیلانی مخدوم (سیرت گنج بخش)، ضیاء الدین عبدالرحمٰن (بزم صوفیہ)، محمد منیر قریشی (پیر کامل)، پروفیسر طفیل سالک (داتا گنج بخش)، خالد محمود (داتا گنج بخش اور ان کا عہد)، پروفیسر غلام سرور رانا (حضرت داتا گنج بخش)، محمد نصیب (صاحب وقت)، محمد مسعود کھدر پوش (گنج بخش)، مورخ لاہور محمد دین کلیم قادری (مدینۃ الاولیاء)، اے جی سکندر شیخ (مقام فقر حضرت داتا گنج بخش) اور ابوالعاصم محمد سلیم حماد (حیات و تعلیمات حضرت داتا گنج بخش)۔

تاہم ایک بات طے ہے کہ حضرت داتا گنج بخش سلطان محمود غزنوی کے عہد حکومت میں ان کے دارالسلطنت غزنی میں پیدا ہوئے۔ اصل وطن غزنی ہونے کے باوجود آپ بالعموم ہجویری اور جلابی کے نام سے مشہور ہیں۔ غزنی شہر کے محلے جلاب اور ہجویر میں رہنے کی نسبت سے آپ جلابی اور ہجویری کہلائے۔ غزنی شہر کے ان دو محلوں جلاب اور ہجویر کے

Marfat.com

بارے میں تذکرہ نویسوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد پہلے جلاب میں رہتے تھے وہاں سے محلہ ہجویر میں چلے آئے اور آخر وقت تک یہیں قیام پذیر رہے۔ ایک اور خیال یہ بھی ہے کہ ہجویر آپ کا ننھیال تھا اور محلہ جلاب ددھیال' جس کی وجہ سے آپ ہجویری اور جلابی کے نام سے معروف ہوئے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ "کشف الاسرار" میں اپنے وطن کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ میری پیدائش کا مقام ہجویر ہے خدا تعالیٰ اسے آفتوں، حادثوں اور ظالم بادشاہوں سے بچائے رکھے"

صاحب سفینۃ الاولیاء نے لکھا ہے کہ آپ کی پیدائش آپ کے ننھیال محلہ ہجویر میں ہوئی کیونکہ آپ کی والدہ ماجدہ محلہ ہجویر کی رہنے والی تھیں اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو وہ اپنے والدین کے گھر مقیم تھیں اسی نسبت سے آپ ہجویری کہلائے۔

خاندان

آپ کا خاندان غزنی کے ممتاز اور عالم فاضل گھرانوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ آپ کے نانا غزنی کی سرکردہ شخصیات میں شمار کئے جاتے تھے اور مالی اعتبار سے یہ ایک مضبوط اور مستحکم خاندان تصور کیا جاتا تھا۔ پورا خاندان روحانیت اور متصوفانہ عقائد کی بناء پر علم و عمل کا گہوارہ تھا۔ آپ کے ماموں اپنے زہد و تقویٰ کی بناء پر "تاج الاولیاء" کے لقب سے معروف تھے، شرافت اور صداقت میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ خاندان سادات سے تعلق ہونے کی وجہ سے بھی لوگ ہمیشہ انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھتے اور معزز تصور کئے جاتے تھے۔

والد گرامی

حضرت سید عثمان بن علی چوتھی صدی ہجری کے آخر میں عباسی حکمران بہاء الدولہ کے دور میں جو کہ بدامنی' افراتفری اور مفلوک الحالی کا دور تھا' لوگ حکومت کے رویہ سے تنگ آ کر نقل مکانی پر

Marfat.com

مجبور تھے ہر وقت جان خطرے میں رہتی تھی۔ان حالات میں سادات کا یہ خاندان امن و آشتی کی تلاش میں اپنے وطن سے نکلا اور غزنی میں آباد ہو گیا۔

ابتداء میں آپ کو کافی مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا آپ نو وارد تھے جوانی کا عالم تھا بہر حال سید عثمان بن علی نے اپنی مشکلات پر جلد ہی قابو پالیا اور اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناء پر محلہ جلاب میں آباد ہو گئے۔آپ عالم دین تھے اس لئے اپنے فارغ اوقات میں دینی اور علمی خدمات میں مصروف رہتے۔آپ نے تمام عمر رزق حلال کمایا اور اپنے اہل وعیال کی کفالت کی۔آپ بڑے عابد اور زاہد تھے شریعت اور طریقت کے مسائل سے پوری طرح آگاہ تھے اور اس کے پابند بھی۔عقیدہ توحید پر سختی سے کاربند تھے اور فقہ حنفیہ کے پیروکار تھے۔آپ اپنے عقیدے اور عمل میں کتاب وسنت کی پابندی ملحوظ خاطر رکھتے،صبر ورضا، توکل وقناعت، درویشی وفقر آپ کی طبیعت کا جزو تھی۔عبادت الٰہی اور ذکر الٰہی میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

دنیاوی معاملات میں بھی آپ اخلاق کی بلندی پر فائز تھے۔ہر ایک سے محبت اور خلوص سے پیش آتے۔غریبوں محتاجوں، مسکینوں، ضرورت مندوں کی بلا تخصیص مدد فرماتے اور ان کی دلجوئی کرتے۔قرآن پاک کی تلاوت ان کا روزانہ کا معمول تھا' کم گو تھے آپ میں وہ تمام خوبیاں اور کمالات موجود تھے جو ایک متقی، پرہیزگار، زاہد اور عابد شخص کی شخصیت کا لازمہ ہوتی ہیں۔آپ کا وصال غزنی میں ہوا اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے۔

والدہ گرامی

آپ کی والدہ ماجدہ ایک نیک سیرت اور پاکباز خاتون تھیں ان کی شادی سید عثمان بن علی سے ہوئی اور حضرت داتا گنج بخشؒ آپ کی اکلوتی اولاد تھے۔آپ بہت شفیق تھیں' شرافت اور دینداری

Marfat.com

کی وجہ سے پورے خاندان میں نہایت عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔لوگوں سے بہت محبت اور ہمدردی کا سلوک روا رکھتیں۔ بہت مہمان نواز اور سلیقہ شعار خاتون تھیں' پردے کی پابند اور شوہر کی اطاعت اپنا فرض اولین سمجھتی تھیں۔آپ کا وصال غزنی میں ہوا اور آپ کو آپ کے بھائی تاج الاولیاء کے مزار کے قریب دفن کیا گیا۔

حلیہ مبارک

صاحبزادہ ابوالعاصم محمد حماد سجادہ نشین درگاہ حضرت گنج بخشؒ اپنی تصنیف ''تذکرہ سرتاج الاولیاء حضرت گنج بخشؒ'' صفحہ نمبر 45 جو کہ انہیں ان کے بزرگوں کی زبانی معلوم ہوا لکھتے ہیں کہ:

''آپ کا قد میانہ' جسم سڈول اور گھٹا ہوا تھا، جسم کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی تھیں۔فراخ سینہ اور ہاتھ پاؤں مناسب تھے۔ چہرہ گول تھا نہ لمبا، سرخ وسفید چمکدار رنگت، کشادہ جبین اور بال سیاہ گھنے تھے۔ بڑی اور غلافی آنکھوں پر خمدار گھنی ابرو تھیں۔ ستواں ناک درمیانے ہونٹ اور رخسار بھرے ہوئے تھے چوڑے اور مضبوط شانوں پر اٹھتی ہوئی گردن تھی۔ریش مبارک گھنی تھی آپ بڑے جاذب نظر اور پرکشش تھے''۔

لباس کے بارے میں آپ کی کتاب ''کشف المحجوب'' (طبع تہران) صفحہ نمبر 58 سے معلوم ہوتا ہے جس میں آپ خود فرماتے ہیں:

''ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس نے لباس کے بارے میں تکلف نہیں کیا اگر رب تعالیٰ نے انہیں گدڑی دی زیب تن کر لی' اگر قبا دی تو پہن لی اور اگر برہنہ رکھا تو برہنگی میں بھی صبر وشکر کیا۔

میں نے مسلک اعتدال کو اختیار کر رکھا ہے اور لباس کے سلسلہ میں مجھے یہی طریقہ پسند ہے''

گویا آپ لباس کے معاملے میں کسی قسم کا تکلف نہیں برتتے تھے جو ملتا تھا صبر وشکر کے ساتھ اس کو زیب تن کر لیتے۔لباس دکھاوے اور نمود ونمائش کے لئے نہیں صرف تن ڈھانپنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔

Marfat.com

تعلیم وتربیت

اولاد کی تربیت میں اولین ہاتھ والدین کا ہوتا ہے آپ کے والدین چونکہ خود دیندار اور علوم ظاہری وباطنی سے مالا مال تھے اس لئے انہیں خواہش تھی کہ ان کا بیٹا بھی بڑا ہو کر عالم وفاضل بنے۔ حضرت علی ہجویریؒ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ ایک خالص علمی اور دینی ماحول تھا۔

غزنی شہر میں دنیائے اسلام کے معروف وممتاز علماء وفضلاء قیام پذیر تھے۔ غزنی ان دنوں علم وادب کا گہوارہ تھا شہر میں کئی مدرسے تھے جن میں تعلیم وتربیت کا بہترین انتظام تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دور دراز سے طالب علم حصول علم کے لئے غزنی آتے، اس وقت مساجد میں دینی مدرسے بھی موجود تھے۔ جو تشنگان علم کی پیاس بجھاتے اور انہیں قرآن وحدیث کی تعلیم سے سیراب کرتے۔ مختصر یہ کہ غزنی کا ماحول خالص علمی تھا اور یہاں ہر طرح کی تعلیمی سہولتیں ایک طالب علم کو میسر تھیں۔

قرآن پاک کی تعلیم

آپ نے قرآن مجید کی تعلیم اپنے والد یا کسی استاد سے چار سال کی عمر میں حاصل کرنی شروع کی۔ فطری طور پر خدا نے انہیں بہت اچھا حافظہ دیا تھا۔ آپ بہت ذہین تھے چنانچہ تھوڑے دنوں میں آپ نے قرآن پاک پڑھ لیا۔

حصول علم شریعت

قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت علی ہجویریؒ نے غزنی کے مختلف مدارس سے اس دور کے مروجہ علوم یعنی عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد علم فقہ، علم حدیث وتفسیر، علم منطق اور فلسفہ پر عبور حاصل کیا۔ اس طرح آپ کو علم شریعت میں پوری طرح مہارت

Marfat.com

حاصل ہوگئی۔اس کے بعد مختلف شہروں میں علوم ظاہری و باطنی کی سعی کی۔ علمی پختگی حاصل کرنے کے لئے آپ نے جن اساتذہ سے فیض حاصل کیا ان کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

شیخ ابوالقاسم' عبدالکریم بن ہوازن القشیری، ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی، امام ابوالعباس بن محمد اشقانی، شیخ ابوسعید ابوالخیر، خواجہ احمد مظفر بن احمد بن حمدان، ابوالعباس بن محمد قصاب' ابو جعفر محمد بن مصباح صدلانی باب فرغانی' حضرت ابوعبداللہ بن علی الداغستانی' حضرت شیخ ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ گرگانی کے نام قابل ذکر ہیں۔ آخرالذکر شیخ ابوالقاسم گرگانی آپ کے سب سے پہلے استاد ہیں جن سے آپ نے درسی علوم حاصل کئے اور سب سے زیادہ استفادہ کیا۔

آپ نے "کشف الاسرار" میں شیخ ابوالقاسم کو اپنا علم دین کا استاد لکھا ہے فرماتے ہیں۔

"میرے علم دین کے استاد فرمایا کرتے تھے فقر میں رضا جوئی مرشد سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہے پس فقیر کو چاہئے کہ مرشد ہی کی حضوری رکھے یعنی ہر وقت مرشد کو اپنے پاس ہی سمجھے آگے مرشد کی تعریف کے ضمن میں بتایا ہے کہ اسے کس قسم کا ہونا چاہئے" ایسا نہ ہو کہ وہ خود ہی ڈوبا ہوا ہو اور اپنے مرید کو بھی لے ڈوبے"۔

عائلی زندگی

محمد دین فوق اپنی تصنیف "داتا گنج بخش" میں لکھتے ہیں:

"حضرت نے اپنی پہلی شادی کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ کب ہوئی' کہاں ہوئی' جہاں انہوں نے دوسری شادی کا ذکر کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ گیارہ سال سے خدا تعالیٰ نے نکاح کی آفت سے بچایا تھا۔ مقدر نے آخر پھنسا دیا اور میں عیال کی محبت میں دل و جان سے بن دیکھے ہی گرفتار ہو گیا"

سید صباح الدین عبدالرحمن اپنی تالیف "بزم صوفیہ" میں رقم طراز ہیں!

Marfat.com

''تعلقات زن شوئی سے پاک رہے۔''

مولانا عبدالماجد دریا آبادی اپنی کتاب ''تصوف اسلام'' میں لکھتے ہیں کہ ''قید ازدواج سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ آزاد رہے البتہ ایک مقام پر آپ بیتی یوں بیان کرتے ہیں کہ جیسے غائبانہ کسی سے تعلقات محبت قائم ہو گئے تھے اور یہ ایک سال تک اس زخم لطیف کے بجل بنے رہے، پھر آخر اس سے نجات مل گئی۔''

پروفیسر نکلسن ترجمہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں'' میں ایک سال تک اس آفت میں غرق رہا' چنانچہ قریب تھا کہ میرا دین تباہ ہو جاتا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی محبت اور لطف وکمال بخش کر مجھے نجات عطا کی۔'' ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کے بعد دوسری بیوی کا بھی ایک سال بعد انتقال ہو گیا۔ ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ بچپن ہی میں آپ کا نکاح ہو گیا تھا اور پہلی بیوی کے انتقال کے گیارہ سال بعد تک دوسرا نکاح نہیں کیا تھا۔ پہلی شادی آپ کے والدین کی موجودگی میں ہوئی اور دوسری شادی بھی والدین کے اصرار پر ہوئی ہو گی کیونکہ دوسری بیوی کے انتقال کے بعد آپ نے زندگی بھر نکاح نہیں کیا۔

سلسلہ بیعت اور مرشد طریقت

بیعت عربی زبان کا لفظ ہے اور بارع سے نکلا ہے۔ اس کے معنی دونوں ہاتھوں کے درمیان فاصلہ کے ہیں۔ ابن خلدون کا کہنا ہے کہ جب مسلمان اپنی پسند اور مرضی کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں تا کہ عہد کی پختگی ظاہر ہو تو چونکہ یہ فعل بائع اور مشتری کے مشابہ ہے اس لئے اسے ''بیعت'' کہا جاتا ہے۔

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخشؒ کا تعلق سلسلہ جنیدیہ سے ہے۔ حضرت جنید بغدادی طریقت

Marfat.com

کے شیخ المشائخ اور شریعت کے امام الائمہ ہیں۔آپ کا یہ سلسلہ حضرت جنید بغدادی کی طرف منسوب ہے۔مسلک جنیدیہ تمام مسالک میں معروف ہے۔اس لئے بہت سے صوفیا روحانیت میں اس سلسلہ طریقت سے مستفید ہوئے ہیں۔

حضرت علی ہجویریؒ جب ظاہری اور باطنی علوم مکمل کر چکے تو ان کے دل میں تزکیہ نفس کے لئے راہ طریقت پر گامزن ہونے کا شوق پیدا ہوا۔آپ کے زمانہ میں ابوالفضل محمد بن حسن ختلی کو شیخ کامل اور ولایت کا بلند درجہ حاصل تھا۔

علوم ظاہری اور باطنی میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں تھا وہ یگانہ روزگار تھے اور سلسلہ جنیدیہ کے شیوخ میں سے انہیں ولی کامل کا درجہ حاصل تھا۔اپنے ہم عصر بزرگوں میں انہیں بلند مقام حاصل تھا۔

حضرت داتا گنج بخشؒ جس زمانے میں سیر و سیاحت میں مشغول تھے۔تو ایک دفعہ سفر شام میں جب وہ ملک شام پہنچے تو وہاں آپ کی ملاقات حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی سے ہوئی۔آپ ان کی عالمانہ اور عارفانہ گفتگو سے اتنے متاثر ہوئے کہ ان کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے۔دوسری طرف حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی نے بھی آپ کی پیشانی پر ولایت کا نور نظر باطن سے دیکھ لیا۔اس طرح آپ راہ سلوک کی طلب میں سلسلہ جنیدیہ سے منسلک ہو گئے۔

روحانی فیوض اور برکات آپ نے مرشد سے حاصل کیے اور اپنی کتاب کشف المحجوب میں مختلف مقامات پر اس کا اظہار کیا ہے۔فرماتے ہیں:

''مبتدی کے لئے مناسب یہی ہے کہ سماع کے پاس نہ پھٹکے بلکہ الگ رہے۔یہ راستہ بہت کٹھن اور محال ہے۔اس میں خرابی کا اندیشہ ہے گوشہ گیری اختیار کرے، محبت مرشد خدا سے طلب کرے اور اس کے سامنے مجنوں کی طرح رہے ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

ایک دفعہ میں اپنے مرشد کے ہمراہ آذربائیجان کے علاقے سے گزر رہا تھا میں نے دیکھا کہ دو تین گدڑی پوش ایک گندم کے کھلیان پر اپنے خرقے کے دامن پھیلائے کھڑے ہیں تا کہ کاشتکار اس میں گندم ڈال دے۔ مرشد کی نگاہ ان پر پڑی تو پکار اٹھے یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔ تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔ میں نے کہا حضور یہ لوگ کیوں اس مصیبت میں گرفتار ہوئے اور مخلوق کے لئے باعث ذلت بنے؟ آپ نے فرمایا ان کے پیروں کو مرید بڑھانے کا حرص ہے اور انہیں متاع دنیا جمع کرنے کی لالچ اور حرص کوئی بھی ہو دوسری حرص سے بہتر نہیں اور بے حقیقت دعویٰ پروری نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

تربیت اساتذہ

حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ نے یوں تو بہت سے اساتذہ کرام سے کسب فیض کیا لیکن جن سے ان کو روحانی اور دلی تعلق رہا اور جن کے فضائل کا ذکر اپنی مشہور تالیف ''کشف المحجوب'' میں کیا ہے مندرجہ ذیل ہیں جن کے فضائل و برکات کا ہم مختصراً ذکر کریں گے۔

(1) شیخ ابوالفضل ختلی: آپ (حضرت سید علی الہجویری کے شیخ طریقت تھے) آپ کا شمار جلیل القدر صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ قرآن اور حدیث کے زبردست عالم تھے۔ زہد وتقویٰ میں کوئی ان کے پایہ کا نہیں تھا۔ سلسلہ جنیدیہ کے بزرگ تھے، ساٹھ برس تک مسلسل لوگوں سے الگ تھلگ پہاڑوں پر یاد خدا میں وقت گزارتے تھے۔

آپ ختلان کے رہنے والے تھے اس لئے آپ کو ختلی کہا جاتا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ملک شام کے شہر دمشق کی ایک وادی ''بیت الجن'' میں گزارا۔ حضرت

Marfat.com

علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ بارعب' صاحب جلال اور دبدبے والا انسان نہیں دیکھا۔ آپ بہت کم کھاتے اور اپنے عقیدت مندوں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

آپ صوفیوں کے ظاہری لباس اور روایات کے پابند نہیں تھے۔ بہت معمولی لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک جامہ پہنا وہی جامہ برسوں آپ کے بدن پر رہا دھو کر پھر وہی پہن لیتے' پھٹ جاتا پیوند لگا لیتے، یہاں تک کہ اصل کپڑے کا نشان بھی باقی نہ رہا۔

مرشد کی کرامات

آپ اپنی تصنیف ''کشف المحجوب'' میں رقم طراز ہیں'' کہ ایک مرتبہ میں آپ کو وضو کرا رہا تھا میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب تمام امور تقدیر اور قسمت سے وابستہ ہوتے ہیں تو پھر آزاد لوگوں کو پیروں اور فقیروں کا غلام کس لئے بنایا جاتا ہے۔ کیا کرامات کی امید پر، میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا' کچھ کہنے نہیں پایا تھا کہ مرشد نے اپنے کشف سے جان لیا، فرمانے لگے بیٹا جو بات تیرے دل میں پیدا ہوئی ہے مجھے معلوم ہو گئی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی کو تاج و تخت دینا چاہتا ہے تو اس کو توبہ کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور وہ ایک مہربان دوست کی خدمت کرنے لگتا ہے۔ اسی خدمت کے نتیجے میں اس کی کرامت کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت علی ہجویریؒ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے پیر و مرشد کے ساتھ بیت الجن سے دمشق کا سفر کر رہا تھا راستے میں بارش ہو گئی جس کی وجہ سے بے انتہا کیچڑ ہو گیا ہم بہت مشکل

Marfat.com

سے چل رہے تھے کہ اچانک میری نظر مرشد پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کا لباس بھی خشک ہے اور پاؤں پر بھی کہیں کیچڑ کا نشان نہیں۔

مجھے بڑی حیرت ہوئی دریافت کیا تو فرمایا ہاں جب سے میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ہر قسم کے وہم اور شبہ کو دور کر دیا ہے اور دل کو حرص ولالچ کی دیوانگی سے محفوظ کر لیا ہے تب سے اللہ تعالیٰ نے میرے پاؤں کو کیچڑ سے محفوظ کر رکھا ہے۔

حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ جب میرے پیرو مرشد ابوالفضل ختلی کی وفات ہوئی ان کا سر مبارک میری گود میں تھا اور میں سخت مضطرب اور پریشان تھا۔ آپ نے میری حالت کو دیکھا تو فرمایا کہ میں تمہیں عقیدے کا ایک مسئلہ بتاتا ہوں۔ اگر تم اس کو سمجھ گئے اور اس پر عمل کیا تو ہر قسم کے دکھ اور رنج اور تکلیف سے بچ جاؤ گے۔ آپ نے فرمایا یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت اور مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔

وہ حالات کو ان کے نیک وبد کا لحاظ کر کے پیدا کرتا ہے، اس لئے اے بیٹا اس کے کسی فعل پر انگشت نمائی نہ کر اور نہ ہی دل میں اس پر معترض ہو۔ اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ کا وصال وادی بیت الجن میں ہوا اور وہیں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

شیخ ابوالعباس اشقانیؒ

شیخ ابوالعباس اشقانیؒ سے حضرت علی ہجویریؒ کو بے انتہا عقیدت ومحبت تھی۔ جناب شیخ اصول علم کے امام اور برگزیدہ صوفی بزرگ تھے۔ حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر شریعت کی تعظیم کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت ابوالعباس صاحب تحریر بھی تھے، ان کا محبوب موضوع فنا تھا۔ انداز تحریر بہت مشکل تھا جس کی وجہ سے کوئی ان کی بات کو سمجھ نہیں پاتا تھا۔ ان کا

Marfat.com

ارشاد ہے کہ ہر شخص کا ایک مقام ہوتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ میرا بھی ایک مقام ہے، وہ یہ کہ میں ایک ایسی ہستی کا طالب ہوں جس کا کوئی وجود نہ ہو" کیونکہ یہ جس قدر مقامات وکرامات ہیں یہ سب حجابات ہیں اور آدمی نادانی سے اپنے حجاب کا خود ہی عاشق بن گیا ہے۔ دیدار میں نیتی حجاب کے آرام سے کہیں بہتر ہے۔ شیخ ابوالعباس اشقانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن جب میں گھر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا لیٹا ہے میں سمجھا کہ یہ محلہ سے آیا ہے۔ اسے نکالنے کا ارادہ کیا تو وہ میرے دامن کے نیچے آکر غائب ہو گیا۔

(صفحات الانس)

شیخ ابوالقاسم بن علی عبداللہ گرگانیؒ

حضرت ابوالقاسم گرگانی اپنے وقت کے بے مثل اور یگانہ بزرگ تھے۔ آپ نے طریقت کی خاطر بڑے دشوار گزار اور کٹھن سفر اختیار کیے۔ آپ کو اپنے مریدوں کے واقعات کے کشف میں مہارت حاصل تھی، آپ لسان الوقت کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ابوالقاسم گرگانی کی خدمت اقدس میں اپنا حال بیان کر رہا تھا کہ آپ صاحب علم وفضل اور ناقد وقت ہیں میرے حال پہ نظر فرمائیں گے۔

آپ بڑی رغبت اور شوق سے میری باتیں سن رہے تھے۔ میں جوانی کے جوش وخروش اور بچگانہ شوخی میں بڑھا چڑھا کر باتیں کر رہا تھا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شیخ کو ابتداء میں ان حالات واردات کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ جب ہی وہ اس قدر توجہ سے میری باتیں سن رہے ہیں۔ آپ میری سوچ سے واقف ہو گئے، فرمانے لگے خوب جان لو کہ میرا یہ احترام توجہ تیری ذات یا تیرے احوال کے لئے نہیں ہے۔

احوال کے بدلنے کیلئے ہے اور حق کے تمام چاہنے والوں کیلئے یہ عام بات ہے۔ میں تو احوال کے خالق اور اس کے احترام وجلال کی خاطر ایسا کر رہا ہوں۔ اس میں تمہاری کوئی خصوصیت نہیں

Marfat.com

اور جب مجھ پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا تو میں بہت حیران ہوا۔

ابوسعید فضل اللہ بن محمد مہینیؒ

آپ اپنے زمانے کے صاحب جمال بادشاہ تھے۔لوگوں کو آپ سے بہت محبت اور عقیدت تھی۔آپ نے طریقت کو سمجھنے کیلئے حضرت ابوعلی زاہد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔آپ نے طریقت کیلئے بہت ریاضت کی' آپ کا قاعدہ تھا کہ تین دن سبق لیتے اور تین دن خدا کی عبادت میں مشغول رہتے۔آپ کی عبادت و ریاضت کو بارگاہ رب العزت میں شرف یابی ہوئی اور آپ کو ایک بلند مرتبہ پر فائز کر دیا گیا۔آپ طریقت کے صاحب جمال بادشاہ تھے۔آپ کی زندگی اگرچہ شاہانہ کروفر اور عیش وعشرت ۔سے گزری تاہم غرور تکبر کبھی آپ کے دل میں پیدا نہیں ہوا۔

شیخ ابومسلم فارسی کا کہنا ہے کہ ان کا شاہانہ لباس اور ظاہری ٹھاٹ باٹھ دیکھ کر میرے دل میں آپ سے نفرت پیدا ہوئی۔ایک دن میں ان سے ملنے گیا تو دیکھا کہ وہ نہایت بیش قیمت لباس پہنے تخت شاہی پر دراز ہیں، مصری دیبا کی بہت قیمتی چادر اوڑھے ہوئے ہیں، میں نے دل میں سوچا کہ بھلا اس شاہانہ ٹھاٹ کو فقر وغنا اور تصوف سے کیا نسبت؟ اس سے پہلے کہ ان سے کچھ کہتا فرمایا تم نے یہ باتیں کس دیوان میں لکھی پائیں! میں ان کی یہ بات سن کر سخت شرمندہ ہوا۔پھر فرمایا سنو تصوف تو اللہ سے دل لگانے کا نام ہے، میں یہ بات سن کر شیخ کی عظمت اور بزرگی کا قائل ہوگیا اور ان کے ظاہری لباس کو دیکھ کر جو شک وشبہ اور نفرت کے جذبات میرے دل میں پیدا ہوئے تھے وہ ہمیشہ کے لئے رفع ہوگئے۔

شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیریؒ

آپ اپنے وقت کے رفیع القدر اور نادر الوجود بزرگوں میں سے تھے۔آپ نے ہرفن میں

Marfat.com

نہایت اعلیٰ اور محققانہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپ علم تصوف میں اعلیٰ مقام اور بلند درجے پر فائز تھے۔ علم شریعت اور علم تصوف پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دینی اور روحانی نعمتوں سے پوری طرح فیض یاب کیا تھا۔ آپ صاحب حال بزرگ تھے۔ آپ کو حضرت علی ہجویریؒ کا استاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کو تصوف کے بہت سے ارشادات آپ کی صحبت کی بدولت حاصل ہوئے۔ لوگ آپ کو علم وفضل کی وجہ سے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے استاد ابوالقاسم قشیری سے ان کے ابتدائی حالات کے بارے میں جاننا چاہا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک بار مجھے مکان کی کھڑکی کے لئے پتھر کی ضرورت تھی۔ میں جس پتھر کو پکڑتا جواہر بن جاتا میں اس کو پھینک دیتا، یعنی ان کی نظر میں جواہر اور پتھر میں کوئی فرق نہیں تھا۔ جواہر کی حیثیت بھی عام پتھر کی سی تھیں۔ یہ ان کے استغناء اور درویشی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

حضرت علی ہجویریؒ نے فرمایا کہ ایک اور موقع پر میں نے سنا آپ نے فرمایا صوفی کی مثال مرض سرسام کی طرح کی ہے، جس کی ابتداء ہذیان سے ہوتی ہے یعنی مریض کے منہ میں جو آتا ہے بولے چلے جاتا ہے، جیسے پاگل اور دیوانہ اور آخر میں بہت خاموشی ہے، سکوت ہے، یعنی جب انسان درجہ تمکین کو حاصل کر لیتا ہے تو گونگا ہو جاتا ہے' بولنا ترک کر دیتا ہے۔ اس طرح تصوف کی دو صورتیں ہیں ایک وجد اور دوسری نمود کی۔ نمود مبتدی حضرات کے لئے ہے اور وجد منتہی حضرات کے لئے۔ وجد کی حالت میں عبادت محال ہوتی ہے جب تک وہ طالب حق ہوتے ہیں اپنی بلند مقصدی کے سبب ناطق ہوتے ہیں اور پھر جب وہ اپنی انتہا تک پہنچ جاتے ہیں تو ان تمام باتوں سے چھٹکارا چاہتے ہیں یہاں تک کہ ان میں بولنے' بیان کرنے یہاں تک کہ اشارہ کرنے کی ہمت بھی نہیں ہوتی اور یہ مقام اور منزل نہایت بلند اعلیٰ وارفع ہے۔

Marfat.com

حضرت ابواحمد مظفر

آپ حضرت ابواحمد مظفر صوفیائے عظام کے ناصح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ رئیس الاولیاء تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ریاست کی مسند پر ہی آپ پر بزرگی کا راز کھولا اور آپ پر اپنی معرفت کی راہوں کو کشادہ کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دوسروں نے جو چیز جنگلوں اور صحراؤں کی خاک چھان کر حاصل کی۔ مجھے وہی چیزیں خداوند تعالیٰ نے مسند و بالانشینی میں ہی عطا فرمادیں۔

حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز سخت گرمی میں میں گرد آلود کپڑے پہنے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا ابوالحسن کہو کیا ارادہ ہے۔ میں نے عرض کی حضور سماع کی خواہش ہے، آپ نے اسی وقت قوال بلوائے اور سماع کا انتظام کر دیا۔ سماع پر حال کھیلنے والوں کی ایک جماعت بھی آگئی۔ یہ میرے لڑکپن کا زمانہ تھا، آتش جوانی، سوز و درد اور ارادت نے مجھے سماع کے پہلے ہی کلمات میں بے قرار و مضطرب کر دیا۔ جب تھوڑی دیر کے بعد وقفہ کے بعد میرے دل کو قرار آیا تو فرمایا کہو ابوالحسن تم پر کیا گزری۔ میں نے کہا حضور میں بہت لطف اندوز ہوا ہوں۔ فرمایا سنو ابوالحسن! ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ تمہارے لئے سماع اور کوے کی کائیں کائیں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ اس لئے کہ سماع میں قوت اس وقت تک ہے جب تک کہ مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا اور جب مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے تو سماع کی خواہش مٹ جاتی ہے۔ دیکھو ابوالحسن تم سماع کو اپنی عادت نہ بنا لینا۔ ورنہ یہ طبیعت کا جزو بن جائے گی اور عمیق مشاہدے سے محروم کر دے گی اور تم یہیں پر رہ جاؤ گے۔

حضرت باب فرغانی

آپ کا اصل نام عمر تھا اور فرغانہ کے رہنے والے تھے۔ فرغانہ کے لوگ چونکہ بزرگ کو باب کہتے ہیں اس لئے آپ کا نام باب فرغانی مشہور ہو گیا۔ آپ بڑے صاحب کشف و کرامات بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت علی ہجویریؒ نے فرغانہ جا کر آپ سے استفادہ کیا اور آپ کے ارشادات و

Marfat.com

فرمودات اور شفقتوں سے فیض یاب ہوئے۔آپ اوتاد الارض تھے۔آپ پر خدا تعالیٰ کی خاص رحمت تھی۔حضرت علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ شیخ باب فرغانی کے پاس ایک بڑھیا رہتی تھی جس کا نام فاطمہ تھا۔میں ابتدائے حال میں تھا تو میں نے باب فرغانہ کی خدمت میں جانے کا ارادہ کیا۔فرغانہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ کیوں آئے ہو؟میں نے کہا اس لئے کہ آپ کی زیارت کروں اور آپ اپنی نظر کرم مجھ پر کریں۔انہوں نے فرمایا اے فرزند میں خود تم کو فلاں دن سے دیکھ رہا ہوں،میں نے جب دنوں کا حساب لگایا تو شیخ نے جو دن بتایا تھا وہ میری توبہ کا پہلا دن تھا۔پھر انہوں نے فرمایا اے فرزند!مسافت طے کرنا بچوں کا کام ہے،اب تو ہمت سے زیارت کرو اور صورتوں کی زیارت کرنا کوئی اچھی بات نہیں،پھر فاطمہ کو بلایا اور کہا جو کھانے کو ہے لے آؤ۔تاکہ اس درویش کو کھلائیں۔فاطمہ گئیں اور تازہ انگوروں سے بھرا تشت لے کر آئیں،حالانکہ یہ انگوروں کا موسم نہیں تھا،ان انگوروں پر تازہ کھجوریں رکھی ہوئی تھیں اور فرغانہ میں تازہ کھجوروں کا ہونا ناممکن تھا یہ سب شیخ کی کرامت کا نتیجہ تھا۔

سیر و سیاحت

سیر و سیاحت بزرگان دین اور اولیاء اللہ کی زندگیوں کا جزو لاینفک ہے۔ان بزرگان سلف کی سیر و سیاحت کا مطلب دنیاوی سوداگری یا حصول رزق نہیں تھا وہ تو تلاش حق کے جویا تھے انہوں نے اس کی تلاش میں دور دراز کے سفر اختیار کئے۔قدم قدم پر رحمت الٰہی کی جلوہ سامانیوں کا نظارا کیا۔کئی مقامات ایسے مشاہدے میں آئے جن کو دیکھ کر عبرت حاصل ہوئی۔اس سفر میں بہت سے ایسے بزرگان سلف سے بھی ملاقات ہوئی جن سے علم کی معرفت و سلوک کی بہت سی راہیں روشن ہوگئیں۔مرید اپنے پیرو مرشد کے ساتھ اپنے علم دین کی تکمیل کے لئے نکلا کرتے تھے تاکہ خلق کو صراط مستقیم کے راستے پر گامزن کرسکیں۔

حضرت علی ہجویریؒ نے بھی اپنے عالم شباب کا زمانہ بلاد اسلامیہ کی سیر و سیاحت میں گزارا اور

Marfat.com

اپنے پیرومرشد کے ساتھ سفر کی صعوبتوں، مصائب اور تکالیف کو برداشت کیا۔ ریاضت شاقہ، مجاہدات اور سلوک و معرفت کی راہیں طے کرنے میں جن مصائب سے دوچار ہوئے اس کا ذکر ان کی تصنیف کشف المحجوب میں ملتا ہے۔ جن صبر آزما حالات واحوال اور جن مقامات وحوادث سے آپ کو گزرنا پڑا اس سے آپ کی شخصیت کی مضبوطی اور استقامت کا اندازہ ہوتا ہے۔

رختِ سفر

حضرت داتا گنج بخشؒ کے نزدیک مسافر کے پاس سامان اتنا ہونا چاہئے جو اس کی ضرورتوں کو پورا کرے مثلاً مصلیٰ، عصا، لوٹا، خرقہ، جوتا یا چپل وغیرہ تاکہ خرقہ اس کے جسم کو ڈھانپنے کے کام آئے مصلیٰ نماز کے لئے، عصا خطرناک چیزوں کو اپنے سے دور ہٹانے کے لئے، لوٹا سے وضو اور پاکیزگی حاصل کرنے، کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرے اور راہ کی تمام مشکلات اللہ کے لئے برداشت کرے اور صبر وضبط کا مظاہرہ کرے۔

سیروسیاحت کے مقامات

حضرت علی ہجویریؒ کے زمانے میں سفری سہولیات اگرچہ نہ ہونے کے برابر تھیں، اس کے باوجود آپ نے اپنے پیرومرشد کے ہمراہ اور اکیلے بھی بہت سے ممالک کی سیاحت کی۔ ان شہروں میں خراسان، نیشاپور، سمرقند، آذربائیجان، طوس، سرخس، بسطام، نسامرو، ماوراالنہر، فرغانہ، قستان، خوزستان، طبرستان، بخارا، اہواز، کرمان، فارس، دمشق، جبل لکام، وادی بیت الجن، بصرہ، کوفہ، ترکستان، میںھہ، رملا، شمالی ہند، دوران سفران علاقوں میں آپ کی بہت سے علماء، مشائخ، فضلاء اور اولیاء اللہ سے ملاقاتیں ہوئیں اور آپ نے ان سے کسب فیض کیا۔ اب ان شہروں کا اجمالی خاکہ پیش کرتے ہوئے ان بزرگان دین کا بھی ذکر ہوگا جن سے آپ کو ملنے کا شرف حاصل ہوا۔

Marfat.com

خراسان

حضرت داتا گنج بخشؒ کے زمانے میں خراسان ایران کا ایک بہت بڑا صوبہ تھا۔اس کا کچھ حصہ روس کی ریاست ترکمانستان میں ہے اور کچھ افغانستان میں تاہم اس کا زیادہ حصہ ایران میں ہے۔ خراسان کا جو علاقہ ایران میں واقع ہے اس میں طوس نیشاپور اور بسطام کے علاقے آباد ہیں۔ آپ کے زمانے نیشاپور خراسان کا دارالحکومت تھا۔کشف المحجوب میں آپ اپنے سفر خراسان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں عثمان بن علی جلابی کے بیٹے علی نے خراسان کے ایک گاؤں میں جس کو کمند کہتے ہیں ایک آدمی کو دیکھا۔جس کو ادیب کمندی کہتے تھے۔یہ بزرگ شخص بیس سال تک ایک پاؤں کے بل کھڑا رہا اور سوائے نماز کے کبھی نہیں بیٹھتا تھا،لوگوں نے کھڑا رہنے کا سبب پوچھا جواب دیا مجھے ابھی تک یہ درجہ حاصل نہیں ہوا کہ خدا کے مشاہدہ میں بیٹھنے کی عزت حاصل کرسکوں''۔

صوفیائے خراسان کے بارے میں سید علی ہجویریؒ نے لکھا ہے کہ اہل خراسان بزرگوں کی محبت سے مالا مال ہیں۔میں کم از کم تین سو ایسے بزرگوں سے ملا جو اپنے وقت کے ایسے عالم فاضل اور صاحب مشرف بزرگ تھے کہ ان میں ایک تنہا بھی سارے عالم کے لئے کافی تھا۔محمود نیشاپوری نہایت فصیح زبان تھے۔اپنے وقت کے امام کا درجہ انہیں حاصل تھا۔خواجہ احمد حماد سرخسی ایک مدت تک میرے رفیق رہے،جواں مرد صوفی تھے ان کی بہت سی کرامات کو میں نے دیکھا۔محمد معشوق نیک فطرت اور محبت کے نور سے روشن فارغ البال اور خوش وقت تھے۔

نیشاپور

کشف المحجوب میں اگرچہ نیشاپور کا ذکر تفصیل سے نہیں کیا گیا تاہم حضرت علی ہجویریؒ کے

Marfat.com

استاد شیخ ابوالقاسم قشیری کا تعلق نیشاپور سے تھا۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ گویا آپ کی سیاحت میں نیشاپور بھی شامل تھا۔ تاہم اس زمانے میں نیشاپور میں مذہبی تعصب کا زہر پھیلا ہوا تھا۔ حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ شاہ شجاع کرمانی جو ایک بہت بڑے بزرگ تھے میں مدتوں ان کے ساتھ رہا۔ ایک دفعہ ان کے ہمراہ نیشاپور کا سفر اختیار کیا، اور وہاں ہماری ملاقات حضرت ابوحفص سے ہوئی۔

حضرت شجاع نے اس وقت قبا پہنی ہوئی تھی۔ حضرت حفص دیکھتے ہی تعظیم کی خاطر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے، آج میں نے قبا میں وہ سب کچھ پالیا جس کو مدتوں عبا میں تلاش کرتا رہا۔ حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ سیر و سیاحت اور سفر کی صعوبتیں اٹھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تین بزرگوں کے وسیلے سے مجھے حق و معرفت اور سلوک کی منازل طے کرادیں۔ مجھے غیرت کا مقام شاہ شجاع کرمانی سے، رجا کا مقام حضرت یحییٰ معاذ کی محبت سے اور شفقت کا مقام حضرت ابوحفص کی محبت سے حاصل ہوا۔

آذربائیجان

یہ ایران کے شمال اور ترکی کے مشرق میں واقع ہے۔ یہ روس کی ایک آزاد شدہ مسلم ریاست ہے۔ آذربائیجان کے مشرق رو یہ بحیرہ کیسپین ہے جو دنیا کی سب سے بڑی جھیل شمار کی جاتی ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ نے اس علاقے کی بھی سیاحت کی۔ آذربائیجان کا صدر مقام اردبیل ہے، مقدسی کے مطابق ”شہر میں ہر وقت فوج رہتی ہے باشندے بخیل اور بار خاطر ہیں۔

علماء کا فقدان ہے واعظ فقہ سے ناآشنا ہیں اور لوگ مذہبی تعصب میں گرفتار ہیں۔ شیعہ نہیں پائے جاتے علم الکلام سے کسی کو بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تصوف کی طرف میلان زیادہ ہے۔ اردبیل میں ایک خانقاہ بھی ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ نے آذربائیجان کی پہاڑیوں میں ایک درویش

Marfat.com

کا آنکھوں دیکھا حال قلم بند کیا ہے کہ وہ درویش اشعار پڑھتا اور گریہ وزاری کرتا جا رہا تھا آخر ایک پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور وہیں جان دے دی۔

طوس

حضرت علی ہجویریؒ لکھتے ہیں کہ ایک معاملے کے حل کے لئے میں شیخ ابو القاسم گرگانی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے طوس پہنچا۔ وہ اس وقت اپنے مکان کے ساتھ والی مسجد میں بالکل تنہا کھڑے ایک ستون سے ہم کلام تھے۔ میں نے عرض کی اے شیخ! آپ یہ بات کس کو سنا رہے ہیں۔ فرمایا اے بیٹا! ابھی ابھی اللہ تعالیٰ نے اس ستون سے گفتگو کی مجھے قوت عطا فرمادی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے مجھ سے سوال کیا اور میں اس کا جواب دے رہا تھا۔ کسی زمانے میں اس شہر کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ طوس کے سارے باشندے امام شافعی کے مقلد ہیں، ان کے پیروکار ہیں اور ان کی فقہ پر عمل کیا جاتا ہے۔

سرخس

مشہور سیاح ابوعبداللہ محمد المقدسی نے اپنے سفر نامہ جس کا نام ''احسن التقاسم فی معرفۃ الاقالیم'' ہے حضرت علی ہجویریؒ کی سیاحت ان تمام علاقوں کا جہاں وہ گئے اپنے سفرنامے میں ذکر کیا ہے۔ یہ سیاح مقدسی کے نام سے معروف ہیں۔ وہ سرخس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سرخس میں حنفیوں کے فرقہ عروسیہ اور شافعیوں کے فرقہ اہلیہ کے درمیان سخت عداوت پائی جاتی تھی۔

حضرت علی ہجویریؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے احمد حماد سرخسی جو کہ ماوراالنہر میں میرے دوست تھے پوچھا کہ وہ کون سا واقعہ ہے جس نے تمہیں توبہ کی طرف مائل کیا۔ انہوں نے بتایا کہ میں سرخس کے جنگل میں مقیم تھا۔ میرا اونٹ بھی میرے ساتھ تھا۔ میرا طریقہ تھا کہ میں اکثر اپنی

Marfat.com

روٹی حاجت مندوں کو دے دیا کرتا تھا اور خود فاقے سے رہتا۔ اس دوران ایک دفعہ ایک شیر آیا اس نے میرے اونٹ کو مار ڈالا اور کھایا نہیں بلکہ اونچی جگہ جا کر بیٹھ گیا اور زور زور سے دھاڑنے لگا۔ اس کے دھاڑنے کی آواز سن کر جنگل کے درندے اونٹ کے پاس جمع ہو گئے اور اسے چیر پھاڑ کر کھا گئے۔ جب وہ چلے گئے تو شیر نیچے اترا۔ ابھی وہ شکار کے قریب پہنچا نہیں تھا کہ سامنے سے ایک لنگڑی لومڑی نمودار ہوئی۔ اس کو دیکھ کر شیر پھر واپس چلا گیا تا کہ لومڑی بے خوف ہو کر کھا سکے۔ لومڑی کے جانے کے بعد شیر اونٹ کے پاس آیا اور تھوڑا سا گوشت کھا کر چل دیا۔ جب وہ میرے قریب سے گزرا تو مجھے مخاطب کر کے رقت آمیز لہجے میں کہنے لگا کہ اے احمد! پیٹ بھرنے والی اشیاء کا ایثار کر دینا تو درندوں اور چوپایوں کا طریقہ ہے انسان کی ہمت عالی کا تقاضہ تو یہ ہے کہ وہ اس سے بلند چیز یعنی اپنی جان بھائیوں کی بہبود کے لئے قربان کر دے۔ یہ دیکھ کر میں نے دنیاداری کے علائق چھوڑ کر بندگان خدا کی خدمت اور عبادت الٰہی کے لئے خود کو وقف کر دیا اور یہی واقعہ میری توبہ کا باعث بنا۔

نسا و مرو

مقدسی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ نسا درختوں میں چھپا ہوا ایک صاف ستھرا خوبصورت شہر ہے۔ جامع مسجد خوش نما ہے۔ شہر مذہبی عیاروں کا اکھاڑا ہے۔ مذہبی تعصب ہے، اجتماعی عافیت برباد ہے۔ حد تو یہ ہے کہ نسا کے علماء نے قرآن میں تحریف و اضافہ کر دیا ہے۔ شہر کے وسط میں جامع مسجد ہے، شہر میں بیدار اور باشعور اکابر موجود ہیں۔ ہر رات وعظ اور مباحثے ہوتے ہیں۔ واعظ فقہ کا علم رکھتے ہیں اور امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں۔

مدارس میں طلباء کو وظیفے دیئے جاتے ہیں لوگوں میں فیاضی اور مروت کی کمی ہے، وسائل روزی تنگ ہیں باشندے فتنہ پرور اور شاطر ہیں، فسادات کی وجہ سے شہر کی آبادی کم ہو گئی ہے

Marfat.com

اور اکثر مکان اجڑ گئے ہیں۔ شہر میں بدکاریاں پھیلی ہیں اور برابر جھگڑے اور فتنے اٹھتے رہتے ہیں۔ حضرت علی ہجویریؒ نے فرمایا کہ مرو اور نسا کا علاقہ حضرت ابوالعباس سیاری کے ملک سے کبھی خالی نہیں رہا' وہاں میں نے ان کے مکتوب دیکھے' جو بہت دلچسپ تھے اور ان کا موضوع جمع وتفرقہ تھا۔ حضرت علی ہجویریؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں مرو میں تھا کہ ایک مشہور عالم نے مجھ سے کہا کہ میں نے سماع کا مباح ہونے پر ایک کتاب لکھی ہے۔ میں نے کہا یہ تو دین میں بڑی خرابی کا باعث بن جائے گی۔

آپ جیسا محدث لہو ولہب والے عمل کو جو تمام برائیوں کی جڑ ہے، جائز قرار دے دے، انہوں نے کہا کہ اگر جائز نہیں ہے تو تم کیوں سنتے ہو۔ میں نے کہا کہ اس کے جائز اور ناجائز ہونے کی کئی صورتیں ہیں۔ اگر سماع کی تاثیر دل میں حلال جذبات وخیالات پیدا کرے تو سماع جائز ہے' حلال ہے اور اگر حرام خواہشات ابھارے تو حرام ہے اور اگر مباح تاثر پیدا کرے تو مباح ہے۔ جو چیز ظاہری طور پر گناہ ہے اس کی باطنی کیفیت کئی وجوہ سے ہوسکتی ہے۔ کسی ایک پہلو پر اس کا اطلاق اور قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

ماورالنہر

مقدسی لکھتے ہیں کہ ماورالنہر ہمہ وقت ایک صوبہ ہے۔ ہر ملک سے زیادہ شاداب ہے کسی ملک میں نہ تو اتنے فقہا ہیں اور نہ علم کا ایسا چرچا ہے مذہبی زندگی صراط مستقیم پر ہے ادب اور حدیث سے لوگوں کو خاص شغف ہے۔ درس وتدریس کا سلسلہ دن رات جاری ہے۔

حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ نے ماورالنہر میں خواجہ عارف احمد ایلاقی، خواجہ علی بن اسحاق، ابوصغیر محمد بن حسین حرمی، ابومحمد باقری سے ملاقات کی آپ نے کشف المحجوب میں ایک مقام ماورالنہر کے بارے میں لکھا ہے کہ مجھے وہاں ایک ملامتی کے ساتھ ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ کچھ

Marfat.com

دن کے بعد میں نے پوچھا کہ تمہاری اس شوریدہ سری کا کیا مطلب ہے، کہا خلقت کو دور کرنا۔ میں نے کہا خلقت کی تو انتہا نہیں۔ تیری عمر اور زبان و مکان اتنا وسیع نہیں کہ تمام خلقت کو دور کر سکے۔ کچھ لوگ خود خلقت کی طرف مشغول ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ خلقت ان کی طرف مشغول ہے، تجھے کوئی نہیں دیکھتا تو اپنے آپ کو مت دیکھ، تیرے لئے ہر فتنہ تیری اپنی نظر کا نتیجہ ہے۔

تجھے دوسروں سے کیا سروکار۔ اگر کسی کو شفا پرہیزی کھانا کھانے سے ملتی ہو اور وہ کھانا طلب کرے تو یقیناً آدمیت سے خارج ہے۔ کچھ لوگ طریقہ ملامت پر ازرہ ریاضت گامزن ہوتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور انہیں اپنی بے بسی کا احساس ہو۔ بے کسی اور بے بسی ان کیلئے باعث مسرت ہے۔

مزید ایک مقام پر فرماتے ہیں احمد حماد سرخسی آپ کے رفیق تھے ان سے دریافت کیا آپ نکاح کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے کہا ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ فرمایا کیوں؟ کہا کہ میں اپنے آپ سے غائب رہتا ہوں اور دونوں جہانوں سے مجھے کچھ یاد نہیں ہوتا اور جب میں حاضر ہوتا ہوں تو اپنے نفس کو ایسے رکھتا ہوں کہ ایک روٹی کو ہزار حور سے بہتر سمجھتا ہوں۔ پس دل کے شغل سے بہتر کوئی شغل نہیں سمجھتا۔

ماورالنہر میں حضرت علی ہجویریؒ نے اہل ملامت میں سے ایک بزرگ کو دیکھا جس کے باب میں لکھتے ہیں کہ وہ بزرگ کوئی چیز کھاتا پیتا نہیں تھا' جو عام طور پر لوگوں کو میسر ہیں۔ اس کی خوراک وہ چیزیں تھیں جو عام لوگ پھینک دیتے تھے۔ مثلاً ساگ پات' کڑوا کدو' گلی سڑی گاجریں وغیرہ۔ اس کا لباس ان چیتھڑوں پر مشتمل تھا جو وہ ادھر ادھر سے جمع کر کے پاک کر لیتا اوران سے گدڑی سی لیتا اور پہنتا۔

Marfat.com

فرغانہ

فرغانہ روسی ترکستان کا صوبہ تھا۔اس کی آب وہوا معتدل اور زمین سرسبز وشاداب اور زرخیز ہے۔پھل اور غلہ بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔مغرب کی سمت کے علاوہ تینوں طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اور ان پہاڑوں کے درمیان دریائے سیہون بہتا ہے۔حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں فرغانہ کے ایک گاؤں میں جس کا نام سلاتک بیان کیا جاتا ہے۔ایک بزرگ رہتے تھے۔اس ملک کے تمام درویش ان کی عزت وتوقیر کیا کرتے تھے اور ان کو باب عمر کہہ کر پکارتے تھے۔سلاتک میں میری ملاقات باب فرغانی سے ہوئی اور یہاں وہ واقعہ پیش آیا جس کا ذکر پہلے باب فرغانی کے باب میں ہو چکا ہے۔

خوزستان

خوزستان اسلامی مملکت تھی۔اس میں تشتر،سوس،اہواز،وردق اور ہرمنر کے علاقے شامل تھے۔آج کل یہ ایران میں خلیج فارس کا بالائی ایرانی علاقہ ہے۔اس کے بالمقابل عراق کا مشہور شہر بصرہ واقع ہے۔خوزستان کی معاشرتی اور مذہبی حالت کے بارے میں مقدسی اپنے سفرنامے میں لکھتا ہے کہ خوزستان عقائد کا اکھاڑہ ہے۔واعظ قصہ گو ہیں اور مساجد میں اودھم مچائے رکھتے ہیں۔خوزستان اعتزال کا سب سے بڑا مرکز ہے۔کسی ملک میں یہاں سے زیادہ معتزلی نہیں پائے جاتے۔عسکر مکرم والے تو سوفی صد معتزلی ہیں عسکر،مکرم اور تشتر والوں کے درمیان تعصب کے سبب لڑائیاں ہوتی ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تشتر والوں نے ایک مرتبہ سوس سے حضرت دانیال کا تابوت منگوایا اور پھر واپس نہ کیا اس سے دونوں شہروں کے درمیان تعلقات خراب ہو گئے۔عسکر مکرم کے علماء کو علم الکلام اور اعتزال سے شغف ہے۔اس لئے عوام ان سے نفرت کرتے ہیں۔حضرت داتا گنج بخشؒ خوزستان میں جنسو جاج کے حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے گئے تھے۔انہوں نے وہاں بہت سی کتابوں کو دیکھا جو منصور حلاج کی تصنیف کردہ تھیں۔

Marfat.com

طبرستان

طبرستان کا زیادہ علاقہ ایران میں شامل ہے۔اس کے علاوہ ترکی اور عراق کا کچھ علاقہ اس دور میں طبرستان میں شامل تھا۔مقدسی ،طبرستان کے بارے میں لکھتا ہے کہ آمل اس کا صدر مقام ہے، کچھ باشندے حنفی ہیں، باقی حنبلی اور شافعی۔ پہاڑی علاقہ میں کرامتیہ فرقہ کی خانقاہیں ہیں۔ بعض حصوں میں شیعوں کا زور ہے۔شیخ علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ ان علاقوں میں مندرجہ ذیل بزرگوں سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔شیخ شفیق فرخ اخی ،زنجانی کے نام سے معروف ہیں۔شیخ ابو عبداللہ جنیدی،خواجہ حسن سمنان، شیخ احمد، شیخ حریان، شیخ سلکی۔

بخارا

مقدسی اپنے سفرنامہ میں بخارا کے بارے میں یوں رقمطراز ہے۔"بخارا کی ساری مساجد خوشنما ہیں اور نمازیوں سے بھری رہتی ہیں۔ جہلا اوران پڑھوں کی تعداد کم ہے۔واعظ،فقہ اور تفسیر کا علم رکھتے ہیں۔ یہاں باہر کے بہت سے لوگ آگئے ہیں۔جنہوں نے برائیاں پھیلانی شروع کردی ہیں۔ یہ لوگ بدمعاملہ ہیں اور نماز باجماعت کو غیر ضروری جانتے ہیں۔ درباری مقربین کا ایک گروہ ریشم و دیبا پہنتا ہے۔سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا کھاتا ہے اور مذہبی معاملات سے بے اعتنائی برتتا ہے"۔

اہواز

مقدسی کے مطابق اہواز کے شہریوں میں نہ شرافت نسبی ہے نہ دین وایمان' جامع مسجد میں عیاروں اور قلندروں کا ڈیرہ ہے۔

Marfat.com

ہیں۔ یہ لوگ بد معاملہ ہیں اور نماز باجماعت کو غیر ضروری جانتے ہیں۔ درباری مقربین کا ایک گروہ ریشم و دیبا پہنتا ہے۔سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا کھاتا ہے اور مذہبی معاملات سے بے اعتنائی برتا ہے"۔

اہواز

مقدسی کے مطابق اہواز کے شہریوں میں نہ شرافت نسبی ہے نہ دین و ایمان' جامع مسجد میں عیاروں اور قلندروں کا ڈیرہ ہے۔

کرمان

حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں کہ یہ میرے وقت کے ایک بزرگ تھے جن سے مجھے کرمان میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔کلیم بن خواجہ علی، شیخ مجتہد ابوالعباس سرمقانی، شیخ محمد بن سلمی۔ کرمان بھی ایران کا ایک شہر ہے۔ جو ایران کے شرقی حصے میں واقع ہے۔مقدسی نے کرمان کی اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی حالت کا ذکر کچھ اس طرح کیا ہے۔کرمان کی کھجور اتنی میٹھی ہوتی ہے کہ سادہ کھائی نہیں جاتی۔ کرمان کا صدر مقام سرجان ہے۔علماء معتزلی خیالات کے ہیں، نرماسیر کھجور کی تجارت کا مرکز ہے۔یہاں کی عورتیں بدچلن ہیں، ہر سال تقریباً ایک لاکھ اونٹ کھجور اٹھائے کرمان آتے ہیں تو زنا و فساد کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ جیرفت ضلع کے باشندے حنفی ہیں۔باقی مملکت میں بحیثیت مجموعی امام شافعی کا مسلک غالب ہے۔ فقہ کے ماہر ہیں۔اہل حدیث کا اثر بڑھتا جارہا ہے۔یم میں خوارج ہنگامہ مچاتے ہیں۔ان کی جامع مسجد الگ ہے۔

فارس

فارس ایران کا بڑا شہر ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ نے یہاں کی بھی سیاحت فرمائی اور وہاں ان کی

Marfat.com

مجموعی طور پر فارس میں مستقلاً کئی مسلک و مذہب موجود ہیں۔ مثلاً حنفی، شافعی، معتزلی، شیعی یہاں ہر جگہ سے زیادہ ہیں اور بڑے بارسوخ اور مقتدر ہیں۔ ان کی تعداد کافی ہے، ارجان اور ساحلی علاقوں میں شیعوں کی تعداد زیادہ ہے۔ معاشرہ واعظوں کی عزت نہیں کرتا۔

دمشق

دمشق شام کا صدر مقام ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ ملک شام میں اپنے سفر کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں ملک شام میں تھا کہ ایک مرتبہ حضرت بلالؓ کے مزار کے سرہانے سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں مکہ معظمہ حاضر ہوں اور نبی کریم ﷺ باب شبیہ سے داخل ہو رہے ہیں اور ایک سن رسیدہ بوڑھے شخص کو گود میں لئے ہوئے ہیں۔ میں دوڑتا ہوا خدمت اقدس میں پہنچا۔ پائے مبارک کو بوسہ دیا اور دل میں قیاس کرنے لگا کہ یہ سن رسیدہ کون ہے؟ آنحضرت ﷺ کو میرے دل کی کھٹک معلوم ہوئی' ارشاد ہوا یہ شخص تیری قوم کا امام ہے، یعنی امام ابو حنیفہؓ نے دمشق کے بارے میں اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ شام کے صدر مقام دمشق کے باشندے مفسد اور شوریدہ سر ہیں۔ اس شہر کی واحد خوبی اور اس کا قیمتی سرمایہ ولید بن عبدالملک کی تعمیر کردہ جامع مسجد ہے۔ شام پر مصر کے فاطمی خلفاء حکمران ہیں۔

بغداد

مقدسی اپنے سفر نامہ میں بغداد شہر کی سماجی حالت لوگوں کے مذہبی اعتقادات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عراق کا دارالخلافہ بغداد کسی زمانے میں بہت پر رونق شہر تھا' لیکن جب سے عباسی خلفاء کمزور ہوئے ہیں اس کا زوال شروع ہوا۔ آبادی کم ہوگئی اور شہر بھی اجڑ چکا ہے۔ جامع مسجد صرف جمعہ کے روز آباد ہوتی ہے۔ شہر کی حالت روز بروز بگڑتی جا رہی ہے۔ مجھے (مقدسی) اندیشہ

Marfat.com

ہے کہ وہ سامرا کی طرح برباد ہو جائے گا فتنے فساد، جہالت اور فسق و فجور کا بازار گرم ہے، مقامی حکومت ظالم ہے۔ عراق پر عباسی خلفاء کی حکومت ہے وہ سلاطین جو کہ ماتحت ہیں۔ بغداد میں عراق کے بلند پایہ فقہا حنابلہ اور شیعہ عوام پر حاوی ہیں۔ ان کے علاوہ یہاں مالکیہ، اشعریہ معتزلہ اور تجاریہ فرقوں کے پیرو بھی موجود ہیں۔

حضرت سید علی ہجویریؒ نے اپنی عمر کا کچھ حصہ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت جنید بغدادی کے شہر بغداد میں بسر کیا تھا۔ آپ بغداد شہر کے گلی محلوں اور مسجد کا ذکر اس طرح کرتے ہیں گویا شہر کے چپے چپے سے واقف ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بغداد اور اس کے گردونواح میں منصور حلاج کی تقریباً پچاس کے قریب کتابیں دیکھیں ان تمام کتابوں میں ایسی باتیں میری نظر سے گزریں' جو سالک ابتدائی حال میں کرتا ہے۔ ان میں سے بعض باتیں اعلیٰ پائے کی تھیں بعض کمزور ترین' کچھ باتیں انتہائی سادہ' آسان اور کچھ انتہائی نامعقول تھیں۔ جب کسی پر حق کی روشنی ظاہر ہوتی ہے تو اس کی حالت عبارت میں آنے لگتی ہے اور جب فضل جاری ہوتا ہے تو اس سے متعلق باتیں اس طرح ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں بالخصوص جب وہ تعبیر میں تعجب کا اظہار کرتا ہے۔ تو فکر اس سے بیگانگی محسوس کرتی ہے اور عقل اس کے ادراک سے قاصر رہ جاتی ہے۔ سننے والے کہتے ہیں کہ یہ کلام بہت عالی ہے اس موقع پر ایک گروہ جہالت کی وجہ سے اس کا منکر اور دوسرا گروہ جہالت کی وجہ سے اس کا قائل ہو جاتا ہے۔ ان کا قرار بھی انکار کی مانند ہوتا ہے۔ مگر جب محققین اور اہل بصیرت کو ایسا معاملہ درپیش آتا ہے تو وہ الفاظ میں نہیں الجھتے اور نہ ہی عبارت کی تعجب نمائی ان پر اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ مدح و ذم سے بے نیاز ہوتے ہیں اور کسی کا ماننا نہ ماننا ان کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ حضرت علی ہجویریؒ اپنی زندگی کا خاص واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عراق میں تھا۔ مجھے دینا رکھانے اور خرچ کرنے میں بڑی دلیری اور جرأت حاصل ہوگئی۔ حتیٰ کہ جس کسی کو کچھ ضرورت اور احتیاج کسی شے کی پیش آتی وہ میرے پاس چلا آتا میں اس کی ضرورت پوری کرتا کیونکہ میں یہ چاہتا

Marfat.com

تھا کہ کوئی بھی شخص میرے ہاں سے خالی نہ لوٹے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری اپنی کمائی اس غرض سے کم پڑنے لگی اور دوسروں کی ضروریات پوری کرنے کی غرض سے مجھے قرض لینا پڑا اور میں چند ہی دنوں میں مقروض ہوگیا اور میں سخت پریشان ہوگیا۔ چنانچہ اس زمانے کے ایک بزرگ نے میرے احوال کو دیکھتے ہوئے مجھے نصیحت کی کہ دیکھو! یہ تو ہوائے نفس ہے۔اس قسم کے کاموں میں پڑ کر کہیں خدا سے دور نہ ہو جانا۔ جو ضرورت مند ہے اس کی احتیاج تو ضرور پوری کرو۔مگر خدا کی ساری مخلوق کے کفیل بننے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ انسانوں کی کفالت کا فریضہ خود خدائے بزرگ و برتر نے انجام دینا ہے۔ مجھے اس بزرگ کی نصیحت سے اطمینان قلب حاصل ہوا اور مجھے محسوس ہوا کہ خدا کی مخلوق سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔

Marfat.com

حضرت علی ہجویریؒ کی تصنیفات

سیروسیاحت گری نے آپ میں لکھنے کا شوق پیدا کردیا۔ جب خوب سیروسیاحت کرلی تو تصنیف وتالیف کی طرف مائل ہوئے اور اپنے سفری تجربات اور زندگی کے اسرار ورموز سے پردہ اٹھایا اور ایسے ایسے نکات پیدا کئے جو شرح وتحقیق کے کلمات ثابت ہوئے۔ آپ کی سب سے پہلی تصنیف جو آپ نے بارہ سال کی عمر میں لکھی تھی۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل تصنیفات جن کا ذکر آپ کی کتاب کشف المحجوب میں ہے یہ ہیں۔

1- کشف المحجوب 2- کشف لاسرار کا ذکر کشف المحجوب میں قطعاً نہ ہے 3- منہاج الدین 4- دیوان علی ہجویری 5- الرعیۃ الحقوق اللہ 6- کتاب الفقا وبقا 7- اسرار الخرق والموئنات 8- نحو القلوب 9- کتاب البیان لاہل العیان 10- شرح کلام منصور۔

اس وقت کشف المحجوب کے سوا آپ کی کوئی تصنیف محفوظ نہیں ہے۔ تمام کتابیں ضائع ہوچکی ہیں اور کشف المحجوب بھی کہا جاتا ہے کہ روسی مفکر ژوفسکی کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے۔ تاہم ان کتابوں کا مختصر تعارف درج ذیل میں کیا جاتا ہے۔

کشف المحجوب

حضرت علی ہجویریؒ کی تمام تصنیفات میں سے یہی ایک کتاب ایسی ہے جو عام طور پر مل جاتی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ قیام غزنی کے دوران یہ آخری کتاب ہے جو آپ نے لکھی اور لاہور میں آپ کی تشریف آوری کے وقت یہ کتاب آپ کے ہمراہ تھی اور یہیں پر تحریر ہوئی یہی کشف المحجوب

Marfat.com

ہے۔آپ نے اسے اپنی عمر کے آخر حصے میں مکمل کیا، کشف المحجوب میں قرآن کی 69 سورتوں کی 237 آیات ایک سو اکیس احادیث اور 351 روایات درج ہیں۔ یہ کتاب اتنی جامع اور مستند ہے کہ اسلامی تصوف پر اس سے پہلے اور بعد میں کوئی اور کتاب دیکھنے میں نہیں آئی جو اس کتاب کے پایہ کو پہنچ سکے۔ یہ کتاب ابوسعید ہجویری (جن کا مزار آپکے احاطہ مزار میں موجود ہے) کی خواہش کے مطابق لکھی گئی تھی کہ تصوف کے طریقہ کی تحقیق ان کے ارباب کا ذکر اہل تصوف کے حجت کی حقیقت اور دلوں پر اسکے ظاہر کرنے کی حقیقت کا ذکر کیا جائے اور یہ وہی بزرگ ابوسعید تھے جو غزنی سے لاہور آپ کے ہمراہ آئے تھے، سید علی ہجویریؒ نے اس کتاب میں اٹھائیس مقامات پر اپنا نام لکھا ہے۔اس کتاب میں تصوف و معرفت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو بیان نہ کیا گیا ہو۔

کشف المحجوب کا سب سے مستند نسخہ وہ ہے جو روسی ماہر شرقیات اور مستشرق پروفیسر ژوفسکی نے سالوں کی مسلسل کاوش اور محنت سے ترتیب دیا تھا اور روسی زبان میں ایک مفصل دیباچہ تحریر کیا۔

اس کے علاوہ کشف المحجوب کا انگریزی ترجمہ جو انگلستان سے پروفیسر نکلسن نے گب میموریل سیریز میں انڈیا آفس اور برٹش میوزیم کے مخطوطات کی مدد سے 1911ء میں شائع کیا۔

اس کے علاوہ اس کتاب کے بہت سے اردو تراجم کئے گئے۔

کشف الاسرار

یہ ایک چھوٹی سی مختصر کتاب ہے لیکن اس میں تصوف و معرفت کے رموز بہت اختصار اور جامعیت سے بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب بھی لاہور میں لکھی گئی اس کتاب کا اردو ترجمہ مولوی فیروزالدین نے بہت جانفشانی سے کیا ہے۔

اس کتاب کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں کہ یہ داتا صاحب کی تصنیف نہیں ہے اور

Marfat.com

کچھ کی رائے میں یہ ان کی تصنیف ہے۔ (واللہ علم الصواب)

مہناج الدین

یہ کتاب غزنی میں لکھی گئی تھی اور اس کا موضوع بھی تصوف تھا اس کتاب کو ا محض نے لے کر آپ کا نام مٹا دیا اور اپنا نام لکھ دیا اور عوام کے سامنے اس کتاب کا مصنف ودکو ظاہر کیا وہ لوگ جو آپ کے پاس یہ کتاب دیکھ چکے تھے اس بددیانتی کو جانتے تھے اس کتا ب کے چور کے لئے بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلا:

''اس ادنیٰ مدعی کا خدا کرے نام روشن نہ ہو''

اللہ تعالیٰ نے اس فعل کی وجہ سے ان کو بے برکتی نصیب کی۔

دیوان علی ہجویری

اس کتاب کے بارے میں آپ خود ہی لکھتے ہیں کہ ''ایک محض نے پڑھنے ے لئے یہ دیوان مجھ سے لیا، میرے پاس اس کا ایک ہی نسخہ تھا۔ وہ میں نے دے دیا اس غارتگ نے دیوان میں جہاں میرا نام آتا تھا۔ اپنا نام لکھ دیا اور میری ساری محنت اکارت ہوگئی۔ یہ آپ ا سب سے پہلی تصنیف تھی۔ آپ نے اس چور کے بارے میں کہا ''اچھا خدا اس پر رحم کرے''۔ ب پ کی شاعری کی کتاب تھی۔

الرعایۃ الحقوق اللہ

یہ کتاب ان حقوق کے بارے میں لکھی گئی ہے جو عبد ہونے، انسان ہونے ر ناطے سے ہم پر واجب ہیں۔ توحید اور خدا کی وحدانیت پر اچھی طرح روشنی ڈالی گئی ہے اور وہ ل جو ایک سے زائد خالقوں کو مانتے ہیں۔ دلائل کے ساتھ سختی سے ان کا رد کیا ہے۔ یہ کتاب ا شاید زمانے کی

Marfat.com

دست برد۔ ضائع ہو چکی ہے۔ دیکھنے میں نہیں آتی، صرف نام ہی سنا ہے۔

کتاب الفناو بقا

یہ کتاب ی زندگی کے فانی ہونے اور مسئلہ فنا و بقا کے بارے میں ہے۔ آپ نے اس کتاب کے بارے ، فرمایا کہ کتاب الفناو بقا میں نے عمر کے اس دور میں لکھی جب میرا علم ناپختہ اور عقل پر ابھی بچپن ں کے اثرات غالب تھے۔ یہ کتاب بھی ناپید ہے۔

اسرار الخرق والمؤنات

اس کتاب کا موضوع درویش کا ظاہر اور باطن ہے اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ظاہری او طنی طور پر ایک درویش میں کن خوبیوں کا ہونا ضروری ہے اور اس کتاب میں صراحت کے ساتھ یان کیا گیا ہے کہ باطن کی پاکیزگی برقرار رکھنے سے معرفت جلد حاصل ہو جاتی ہے اور حاصل ر مانیت کیلئے، حفاظت نفس، عجت اور پاکیزگی لازمی ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ نے فرمایا کہ یہ کتاب بں نے مریدوں اور شیخ کے بارے میں لکھی تھی اور مریدوں کو اپنی اصلاح کیلئے اس کتاب کا ایک نسخہ اپنے پاس ضرور رکھنا چاہئے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ مرو میں رہ گیا۔ اس لئے کتاب بھی ناپید ہے۔

نحو القلوب

جمع و تفرقہ تصوف کے موضوعات میں ایک بہت اہم موضوع ہے۔ جمع کیا ہے؟ وہ جو اپنے اوصاف کے ساتھ جمع ہو۔ تفرقہ وہ ہے جو اپنے افعال سے جدا ہو۔ اس چیز کی وضاحت کیلئے آپ نے کتاب نحو القلوب لکھی جس میں وضاحت کے ساتھ قرآن و سنت کی روشنی میں اس مسئلے کو بیان کیا۔ تا کہ اہل تصوف کو یہ مسئلہ سمجھنے میں مشکل درپیش نہ ہو۔

Marfat.com

کتاب البیان لاہل العیان

اس کتاب کے بارے میں آپ اپنی کتاب کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ میں نے ابتدائی زمانے میں ایک کتاب البیان لاہل العیان لکھی۔ جس میں دنیا کی ناپائیداری کا ذکر کیا اور وہ لوگ جو خدا سے اپنا دل لگاتے ہیں وہ دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اس بات کی وضاحت کیلئے واقعہ معراج کا ذکر کیا۔ لکھتے ہیں کہ

''معراج کی رات جب پیغمبر ﷺ کو دونوں جہان دکھائے گئے، تو آپ نے کسی چیز کی طرف توجہ نہ کی۔ وجہ یہ کہ جمع میں جمع تھے اور جو جمع ہوا وہ تفرقہ کو پسند نہیں کرتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مازاغ البصر وماطغیٰ محمد ﷺ کی آنکھ نے ادھر ادھر نہ میل کی، نہ راہ سے گزری''۔

شرح کلام منصور

حضرت داتا گنج بخشؒ کی یہ کتاب حضرت حسین بن منصور حلاج کے کلام کی شرح پر لکھی گئی تھی اس کتاب میں حلاج کے کلام کے باطنی نقاط پر روشنی ڈالی گئی تھی، لیکن یہ بھی ناپید ہے۔

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخشؒ کی لاہور میں تشریف آوری

حضرت داتا گنج بخشؒ سلوک کی منازل، شریعت، طریقت، معرفت الٰہی میں کامل ہو چکے تو آپ کے پیرو مرشد کو معلوم ہو گیا کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ ان کے فیض و برکت کی روشنی عوام تک بھی پہنچے اور وہ ان سے فیض یاب ہوں اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیں تا کہ ان کی ولایت کا فیض دنیا کو منور کرتا رہے اور تبلیغ دین میں جمود نہ آنے پائے۔ چنانچہ جب آپ بھی حصول معرفت میں عرفان کی بلندیوں تک پہنچ گئے تو آپ کے مرشد نے بھی آپ کو حکم دیا کہ تم لاہور جاؤ اور وہاں اپنے علم و فضل سے توحید کی شمع روشن کرو اور مخلوق خدا کو رشد و ہدایت کے راستے پر گامزن کرو۔

جب آپ کو اپنے مرشد ابوالفضل ختلی کا یہ حکم ملا تو آپ نے انکساری سے اپنے مرشد کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! وہاں تو ہمارے پیر بھائی اور آپ کے مرید کامل یعنی حضرت شاہ حسین زنجانی پہلے سے موجود ہیں۔ ان کی موجودگی میں میری وہاں کیا ضرورت ہے اور میرے جانے سے لوگوں کو کیا فائدہ ہوگا۔ اس کے جواب میں آپ کے مرشد نے فرمایا! اے علی! تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم تبلیغ دین کا فریضہ انجام دینے کے لئے لاہور چلے جاؤ، آپ کو بحث سے کیا مطلب بلا چوں و چرا چلے جاؤ۔

مرشد کا یہ حکم سنتے ہی آپ حضرت علی ہجویری اپنے وطن غزنی گئے اور لاہور جانے کے لئے تیاری شروع کر دی۔ غزنی سے لاہور تک کا سفر بہت دشوار گزار تھا۔ اس زمانے میں جب سفر کی کوئی سہولت نہیں تھی۔ غزنی سے لاہور تک کے سفر میں شمالی سرحدی علاقہ آتا ہے۔ آپ بغیر کسی ساز و سامان کے پا پیادہ اپنے دو رفیقوں کے ہمراہ عازم سفر ہوئے۔ اس ملک کی طرف جہاں کی

Marfat.com

معاشرت، تہذیب، زبان سے ناواقف تھے۔آب و ہوا میں بھی نمایاں فرق تھا۔راستے سے بھی شناسائی نہیں رکھتے تھے' لیکن اپنے مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ شیخ احمد حماد سرخسی اور شیخ ابو سعید ہجویری کے ہمراہ اس اجنبی ملک کی طرف روانہ ہوئے۔راستہ دشوار گزار پہاڑیوں پر مشتمل تھا۔یہ تینوں برگزیدہ بندے انتہائی مشقت اٹھاتے ہوئے پہاڑی راستے کو عبور کرتے پشاور پہنچے اور پھر پنجاب کے دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے لاہور پہنچے۔مختلف روایات اور کتابوں کے حوالے سے آپ کی لاہور آمد کا سن 431ھ 1039ء درج ہے۔

حضرت داتا گنج بخش کی لاہور آمد کے سلسلے میں مختلف مورخین کی مختلف آراء ہیں،خواجہ حسن سنجری اپنی کتاب ''الفواد الفواد'' میں لکھتے ہیں کہ

''اس بارے میں مشہور قدیم روایت حضرت نظام الدین اولیاء سے منقول ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضرت داتا گنج بخش اور شیخ حسین زنجانی لاہوری دونوں پیر بھائی ہیں۔شیخ حسین زنجانی پہلے لاہور میں مقیم تھے۔ایک دن حضرت داتا گنج بخش کے مرشد نے آپ کو حکم دیا کہ لاہور جاؤ۔ چنانچہ حضرت داتا گنج بخش لاہور روانہ ہوگئے۔جس دن لاہور پہنچے، رات ہوگئی تھی۔قلعہ کے دروازے بند ہوگئے تھے،لہٰذا باہر رات گزاری صبح اٹھے تو دیکھا کہ لوگ ایک جنازہ اٹھائے قلعہ سے باہر آرہے ہیں۔دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جنازہ شیخ حسین زنجانی کا ہے۔آپ کو اس وقت اپنے مرشد کے حکم کی حکمت سمجھ میں آئی''۔

یہ روایت ''ثمرات القدس'' میں بھی ہے' مگر کسی اور تذکرے میں موجود نہیں' لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت داتا گنج بخش نے کشف المحجوب میں جہاں اپنے معاصرین کا ذکر کیا ہے۔وہاں کہیں بھی شیخ حسین زنجانی کا اور اس واقعہ کا ذکر نہیں۔''خزینۃ الاصفیاء'' میں مفتی غلام سرور لاہوری نے حضرت داتا گنج بخش کی تاریخ وفات 465ھ لکھی ہے اور شیخ حسین زنجانی کی تاریخ وفات 600ھ درج کی ہے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور شیخ حسین زنجانی معاصر تھے۔حضرت

Marfat.com

داتا گنج بخش متعلقہ روایات کی رو سے ان سے پہلے 465ھ میں وفات پا گئے تھے۔ للہذا نظام الدین اولیاء کے حوالے سے جو روایت مذکور ہوئی ہے وہ درست نہیں۔

جدید آراء میں سے تین آراء ایسی ہیں جو درست تسلیم کی جاتی ہے۔

1۔ مسعود غزنوی (جو کہ غزنوی کا بیٹا تھا) کے حملہ ہانسی کے وقت 469ھ میں اس کے ساتھ آئے (ہاشمی فرید آبادی۔ ماثر لاہور)

2۔ محمود غزنوی کے ساتھ آئے۔ (سبحان رائے خلاصۃ التوریخ اردو)

3۔ مسعود غزنوی کی ترکمانوں کیلئے شکست کے بعد 431ھ میں آئے۔ (محمد حسین تسبیحی مقالہ ڈاکٹریٹ کشف المحجوب)

یہی روایت درست سمجھی جاتی ہے کہ حضرت داتا گنج بخش 431ھ میں اپنے دو ساتھیوں شیخ ابوسعید ہجویری اور حماد سرخسی کے ساتھ لاہور تشریف لائے۔ ان دنوں غزنی میں سلطان مسعود غزنوی حکمران تھا اور سلجوقیوں نے جن کا حکمران سلطان الپ ارسلان سلجوقی تھا حملہ کر دیا اور مسعود غزنوی کو شکست دی۔ اس افراتفری اور بدامنی کے دور میں غزنی کے بہت سے علماء فضلاء اور مقامی لوگ دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کر گئے۔ سلطان مسعود غزنوی بھی لاہور آتے ہوئے جہلم کے کنارے گرفتار ہو کر مارا گیا۔

حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری کے اس بیان کی روشنی میں کہ ''آپ کے پیرو مرشد شیخ حسینؒ الختلی کا سران کے انتقال کے وقت آپ کی گود میں تھا۔ ماننا پڑے گا کہ آپ دو مرتبہ لاہور تشریف لائے پہلی مرتبہ 431ھ اور دوسری مرتبہ 461ھ میں کیونکہ علامہ ذہبی نے اپنی کتاب ''تاریخ اسلام'' میں شیخ حسین الختلی کی تاریخ وفات 460ھ بیان کی ہے اس لئے ضروری ہے کہ حضرت شیخ علی ہجویریؒ اپنے مرشد کے انتقال کے بعد 461ھ میں دوبارہ لاہور آئے ہوں اور مستقلاً اپنی وفات تک لاہور میں ہی مقیم رہے۔

Marfat.com

لاہور کے سیاسی اور مذہبی حالات

حضرت علی ہجویریؒ جب لاہور تشریف لائے تو آبادی بہت کم تھی اونچی اونچی اور فلک بوس عمارتیں نہیں تھیں بلکہ سیدھے سادھے گھر تھے اور جہاں سے آپ تشریف لائے تھے وہاں کے ماحول سے ایک بالکل مختلف معاشرت سیاسی حالت اور مذہبی حالت سے آپ کو سامنا کرنا پڑا آپ کی تشریف آوری کے وقت لاہور کا نام "لیاہور" "لوہور تھا۔

زمانہ قدیم سے پنجاب کی سرزمین حملہ آوروں کا نشانہ بنتی رہی اس زمانے میں لاہور کو سرزمین پنجاب کی ریاست کہا جاتا تھا اس لئے یہ شہر کئی بار برباد اور آباد ہوتا رہا۔

سیاسی حالت

آپ کی آمد سے پہلے ہندوستان میں بہت سی ریاستیں تھیں اس کے شمال کی جانب غزنوی حکومت تھی ریاستوں کے حکمران ہندو راجے اور راجپوت تھے۔ محمود غزنوی سے پہلے لاہور کو سیاسی اور عسکری اہمیت حاصل نہیں تھی۔ لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ محمود غزنوی حملے کرتے ہوئے پنجاب تک آ پہنچا اور پنجاب میں چند قلعوں کو فتح کیا وہاں مساجد بنوائیں اور مال غنیمت لوٹ کر واپس چلا گیا۔ اس زمانے میں کابل اور پشاور کے علاقے پنجاب میں شامل تھے چنانچہ لاہور ملتان اور کشمیر سے کابل تک ہندو راجہ جے پال کی حکومت تھی۔

اس نے جب ایک مسلمان حکمران کو دیکھا تو اسے سخت تشویش ہوئی اور اپنے لئے خطرہ محسوس کرتے ہوئے اپنی فوجوں کو لے کر غزنی کی طرف روانہ ہوا۔ ادھر امیر سبکتگین کو بھی راجہ جے پال کے ارادوں کی خبر ہوگئی چنانچہ اس نے بھی فوجوں کے ساتھ پشاور کا رخ کیا چنانچہ لمغان کے میدان میں دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ لمغان پشاور اور کابل کے درمیان ایک میدان ہے

Marfat.com

اس جنگ میں محمود غزنوی بھی اپنے باپ امیر نصیر الدین سبکتگین کے ہمراہ تھا محمود غزنوی اس وقت ایک نوعمر شہزادہ تھا طویل جنگ کے بعد راجہ جے پال کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اس نے صلح کی درخواست کی چنانچہ صلح کی شرائط یہ طے پائیں کہ راجہ اپنے چند امراء اور قریبی عزیزوں کو بطور یرغمال کے امیر کے حوالے کرے اور ہندوستان واپس جا کر تاوان جنگ کے طور پر گھوڑے، ہیرے جواہرات سبکتگین کی خدمت میں ارسال کرے۔ جے پال پنجاب میں بھٹنڈا اپنے دارالخلافہ پہنچا اور یہاں پہنچ کر اس کی نیت بدل گئی اس نے وعدہ شکنی کرتے ہوئے وفد کو قید کر لیا۔ امیر سبکتگین کو جب جے پال کی اس وعدہ خلافی کی خبر ہوئی تو اسے بہت طیش آیا اور وہ بہت برہمی کے عالم میں تیزی کے ساتھ ہندوستان کی طرف بڑھا افغانوں کی مدد سے اس نے ہندوستان کے سرحدی علاقوں میں قتل وغارت کی۔ اس عرصے میں جے پال بھی ہندوستان کے تمام راجوں اور مہاراجوں سے مدد کی اپیل کر چکا تھا ہندوستان کے تمام راجے سبکتگین کی یلغار سے گھبرا گئے اور ایک دوسرے کا دشمن ہونے کے باوجود جے پال کی مدد کے لئے دہلی، کالنجر قنوج کی آزمودہ کار فوجیں جے پال کی مدد کے لئے پہنچ گئیں چنانچہ ایک لاکھ لشکر جے پال کے جھنڈے تلے سامان رسد کے ساتھ پہنچ گیا۔ جے پال اس عظیم لشکر کو لے کر نکلا اور دونوں فوجوں کا پشاور کے مقام پر آمنا سامنا ہوا۔ محمد قاسم فرشتہ اپنی کتاب تاریخ فرشتہ کی پہلی جلد میں لکھتا ہے کہ "اس موقع پر جب سبکتگین نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر اپنے مدمقابل فوج کا جائزہ لیا تو اسے معلوم ہوا کہ شمالی ہندوستان کے تمام حکمرانوں کی فوجیں جمع ہیں گویا ایک دریائے بے پایاں اور لشکر بے کراں ہے جدھر نظر اٹھتی تھی ہر طرف سر ہی سر نظر آتے تھے مگر سبکتگین اپنے تجربے کی بنا پر سمجھتا تھا کہ اس لشکر بے اندازہ کی حیثیت بھیڑ بکریوں کے ایک گلے سے زیادہ کچھ نہیں۔ چنانچہ اس نے اپنی فوج کے تمام سرداروں کو جمع کیا اور ان کے سامنے اسلام کی خدمت اور خدا کی راہ میں لڑنے کے لئے پر جوش تقریر کی اور ان کا حوصلہ بڑھایا۔ یہاں تک کہ سب مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ اس موقع پر

Marfat.com

امیر نے ایک حکمت عملی اختیار کی وہ یہ کہ اپنے لشکر کو پانچ پانچ سو سواروں میں تقسیم کیا ہر دستہ علیحدہ علیحدہ جنگ میں شریک ہوا۔ جب ایک دستہ تھک جائے تو اس کی جگہ دوسرا دستہ حملہ کردے۔ اس طرح جنگ مسلسل جاری رہے۔

اس طرح امیر نے جے پال کی فوجوں کو تھکا دیا جب ایک دستہ تھک کر پیچھے ہٹتا تو جے پال کی فوجیں سمجھتیں کہ امیر کی افواج ہمت ہار گئی ہیں۔ لیکن دوسرا دستہ اس کی جگہ لے لیتا اس طرح تیسرا دستہ دوسرے کی جگہ لے لیتا۔ چند دن کی جنگ کے بعد جے پال کی فوج میں کمزوری کے آثار پیدا ہوگئے۔ چنانچہ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے۔ امیر نے اپنی فوج کو یکبارگی حملے کا حکم دیا پھر کیا تھا دشمن کے سپاہی لاشوں کی صورت گرنے لگے اور باقی فوج بھاگ نکلی۔ افغان فوج نے دریائے اٹک تک فوج کا تعاقب کیا اور مسلمانوں نے کابل سے پشاور تک کا سارا علاقہ فتح کر کے غزنی کی سلطنت میں شامل کرلیا۔ اس طرح پنجاب کے علاقے میں مسلمان مبلغین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

امیر سبکتگین کی وفات کے بعد اس کا نوعمر سلطان محمود غزنوی 387 ہجری 977ء میں تخت نشین ہوا۔ راجہ جے پال اس کو نوعمر اور ناتجربہ کار سمجھتے ہوئے اپنی شکست کا بدلہ لینے اور اپنے علاقے واپس لینے کی خاطر غزنی پر چڑھائی کے منصوبے بنانے لگا اور ایک لشکر جرار کو ترتیب دے کر حملہ کے لئے روانہ ہوا۔ سلطان محمود غزنوی کو پہلے ہی جے پال کی آمد کی خبر مل گئی تھی۔ چنانچہ سلطان محمود بھی اپنی فوجوں کے ساتھ غزنی سے روانہ ہوا اور راستے میں ہی دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔ راجہ جے پال تیس ہزار فوج کے ساتھ تھا۔ بارہ ہزار سوار اور تین سو جنگی ہاتھی اس کے علاوہ تھے۔ اس کے برعکس سلطان محمود غزنوی کے پاس صرف پندرہ ہزار سوار تھے۔

معرکہ آرائی ہوئی، تمام دن قتل وغارت کا بازار گرم رہا، مؤرخین کے ایک اندازے کے مطابق

Marfat.com

اس دن جے پال کی فوج کے پندرہ ہزار سپاہی مارے گئے اور جے پال اپنے سرداروں کے ہمراہ گرفتار ہوا اور جان بخشی کی درخواست کی اور سلطان نے اسے چھوڑ دیا' لیکن جے پال کو اپنی اور اپنے سرداروں کی رہائی کیلئے ڈھائی لاکھ کی خطیر رقم ادا کرنا پڑی۔ پنجاب واپس پہنچا تو اس نوعمر بادشاہ کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کا اس کے دل پر بہت بوجھ تھا اور دوسرے راجاؤں اور مہاراجوں کی لعنت ملامت اس کے علاوہ اسے سننا پڑی، چنانچہ وہ زندہ چتا میں بیٹھ کر جل مرا۔

جے پال کی خودکشی کے بعد اس کا بیٹا آنند پال پنجاب کی ریاست کا حکمران بنا۔ باپ کے انجام سے عبرت حاصل کرتے ہوئے بظاہر تو اس نے سلطان سے صلح کر لی، لیکن در پردہ وہ سلطان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہو گیا اور ملتان کی قرامطی ابوالفتح کو سلطان کے خلاف کر دیا۔ 1003ء میں جب سلطان بجیرے اور بھنڈا کے راجہ کو ان کی سرکشی کا مزہ چکھانے کے بعد غزنی کی طرف روانہ ہوا تو ملتان کے حاکم ابوالفتح قرامطی نے سلطان محمود غزنوی کا راستہ روک لیا اور دوسری طرف دریائے سندھ کا وہ راستہ جو ملتان کی طرف جاتا تھا آنند پال نے روک لیا، لیکن خدا کی رحمت اور تائید غیبی سلطان کے ساتھ تھی۔

سلطان نے ان دونوں کو شکست سے ہمکنار کیا قرامطیوں کو بغداد کے خلیفہ کی خوشنودی حاصل ہو گئی۔ دوسرا قرامطیوں کی آنند پال کے ساتھ مل کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف آئے دن کی سازشیں ختم ہو گئیں۔ تیسرا آنند پال کی اطاعت شعاری کا پول کھل گیا اور اس کی سازشوں کو ختم کرنے کیلئے سلطان کے لئے لازم ہو گیا کہ وہ ہمیشہ کیلئے اس فتنے کا خاتمہ کر دے۔

جے پال کی سازشیں طشت از بام ہو گئیں۔ چنانچہ اس نے اب کھلم کھلا اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت شروع کر دی۔ آنند پال نے ہندوؤں میں یہ خیال پھیلا دیا کہ مسلمان ایک ناپاک قوم ہیں اور ان کا پاکیزہ مذہب اس کے بڑھتے ہوئے رسوخ کی وجہ سے خطرے میں پڑ گیا ہے۔ چنانچہ آنند پال کی یہ چال کامیاب رہی اور ہندوؤں نے دل کھول کر اس کی مالی مدد کی یہاں تک کہ بیوہ

Marfat.com

عورتوں نے چرخہ کات کر اس رقم سے فوج کی مدد کی۔

چنانچہ 1008ء میں اٹک کے قریب حضرو کے میدان میں دونوں فوجوں کی ایک فیصلہ کن جنگ ہوئی۔اس دفعہ آنند پال کے ہمراہ نہ صرف اجمیر، قنوج، کالنجر اور گوالیار کی تربیت یافتہ افواج تھیں بلکہ عوام کی تائید بھی اسے حاصل تھی۔آنند پال کی افواج نے بہادری اور بے جگری کا مظاہرہ کیا اور سلطان کی فوج کے چار ہزار آزمودہ کار سوار اس جنگ میں مارے گئے۔

سلطان محمود غزنوی کیلئے یہ موقع انتہائی نازک تھا۔ چنانچہ سلطان نے اپنی فوج کو یکبارگی حملہ کا حکم دیا۔حملہ ہوتے ہی آنند پال کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔آنند پال اپنے ہاتھی پر بیٹھ کر غائب ہو گیا کہ پھر کسی نے اس کو نہیں دیکھا۔ ہندو راجپوتوں نے سلطان کی بہادری کو جان لیا۔وہ چاہتا تو اس جنگ میں فتح کے بعد پنجاب پر اپنی حکومت قائم کر دیتا اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ آنند پال کے بیٹے تری لوچن پال کو باج گزار حکمران کی حیثیت سے حکومت کا نظم ونسق دے دیا اور خود غزنی چلا گیا۔

سلطان کی ان مہربانیوں اور فیاضیوں کے باوجود پنجاب کے حکمران اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے۔ان سازشیوں کا خاتمہ کرنے کیلئے سلطان کو مجبوراً کالنجر، نگر کوٹ اور قنوج کی ریاستوں پر حملہ کرنا پڑا۔ان ریاستوں کو اپنے قبضہ میں لینے کے بعد سومنات کے عظیم الشان مندر پر جو کاٹھیاوار گجرات کے شہر میں واقع ہے حملہ کر دیا، کیونکہ سلطان ہندوؤں کے اس باطل خیال سے آگاہ ہو چکا تھا کہ سومنات کا بت سلطانی فوج کو تباہ و برباد کر دے گا۔

سومنات کا مندر سلطان کے حملے سے ایک سو سال پہلے سمندر کے کنارے بنایا گیا تھا۔

سمندر کی لہریں مندر کی دیواروں سے آ کر ٹکراتیں تو ہندو یہ سمجھتے کہ لہریں سومنات کے بت کو غسل دینے اور اس کے درشن کو آتی ہیں اور اس طرح ان کے دلوں میں مندر کی عظمت قائم ہو گئی۔ بھارت کے تمام راجپوتوں اور مہاراجوں نے اس مندر کے اخراجات کیلئے ہزاروں گاؤں وقف

Marfat.com

دیئے تھے۔ ایک ہزار برہمن اس مندر کی دیکھ بھال کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ پانچ سو لڑکیاں مندر کے سامنے دن رات رقص کے لئے مقرر کی گئیں۔

سلطان نے اس مندر میں سومنات کے بت کے ٹکڑے کر دیئے اور چشم عبرت کیلئے بعض ٹکڑوں کو اپنے ساتھ غزنی لے گیا اور اب سلطان نے راجپوتوں کی مسلسل ہنگامہ آرائیوں کی وجہ سے پنجاب کے برہمن حکمران خاندان کو ختم کر کے اس کا براہ راست الحاق غزنی سے کر دیا اور اپنے حاکم مقرر کر دیئے۔

سلطان کی وفات کے بعد اس کا بیٹا محمد بن سلطان محمود غزنوی غزنی کا حکمران بنا مگر اس میں حکومت کرنے کے اوصاف نہیں تھے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد ان کے دوسرے بیٹے سلطان مسعود بن سلطان کو حکمران بنایا گیا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کے زمانے میں حضرت علی ہجویریؒ لاہور آئے۔ سلطان کی طرف سے ان کا بیٹا شہزادہ مجدود پنجاب کا حکمران تھا۔

مجلسی حالت

حضرت داتا گنج بخشؒ کی آمد کے وقت لاہور میں راجپوت اور آرائیں قوموں کی اکثریت تھی۔ ایک خدا کو ماننے والا کوئی نہیں تھا۔ یہ سب لوگ بت پرست تھے، ذات کی تفریق کی وجہ سے قومیں ایک دوسرے کی دشمن تھیں۔ ہر قوم کے لوگ اپنی ذات کے مطابق پیشہ اختیار کرنے پر مجبور تھے۔ غریبوں کے لئے تعلیم کے دروازے بند تھے۔ وہ چاہتے ہوئے بھی اسے حاصل نہیں کر سکتے تھے، ان کے علاوہ برہمن سپاہی اور راجپوت سپاہی بھی یہاں آباد تھے۔

تاجر اور اہل فن بھی رہتے تھے جن میں زرگر، عطار، تیر گر، منجم، مستری، عنبر فروش، قاضی، نجومی، جوگی، فلسفی اور فال گیر لاہور شہر کے وسط میں رہائش پذیر تھے۔ شہر کے ارد گرد زیادہ تر زمینیں تھیں۔ جو کہ ہندو آرائیوں کی ملکیت تھیں جو ان زمینوں پر اپنے مزارعین سے کھیتی باڑی کرواتے اور خود کو

Marfat.com

راج پوتوں کے برابر خیال کرتے۔

ذات پات کی نسبت البیرونی نے لکھا ہے کہ ہندوؤں کے ہاں انسانی حیثیت کے چار درجے ہیں۔ اول برہمن، دوم کھشتری، سوم ویش، چہارم شودر۔ برہمن کو سب سے اونچی ذات کا خیال کیا جاتا ہے۔ اور اس کا درجہ سب سے زیادہ قرار دیا گیا۔ باقی ایک دوسرے سے کم حیثیت کے درجے کے ہیں۔

خصوصیت کے اعتبار سے برہمن زادے کی زندگی کے چار ادوار ہیں۔ پہلا دور 8 برس کی عمر سے 25 سال تک ہے۔ اس میں ایک برہمن زادے کے پاس بڑی عمر کے برہمن اکٹھے ہو کر آتے ہیں۔ اس کی کمر میں زنار باندھتے ہیں، گلے میں ایک جوڑا جنیئو پہناتے ہیں۔ جو مضبوط دھاگے کی نو تاروں سے بٹا ہوتا ہے اور ایک تیسری تار کپڑے کی بنی ہوتی ہے۔ جسے وہ بائیں کندھے پر رکھ کر دائیں بغل کے نیچے لے آتا ہے۔

اسے ایک لکڑی دی جاتی ہے، جسے اٹھائے رکھتا ہے' ایک انگوٹھی جسے در کہا جاتا ہے اس کے داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہنا دی جاتی ہے۔ اسے ایک تبرک اور مذہبی شے خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے اتارنے کے بارے میں کوئی سخت احکام نہیں جیسا کہ جینو کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اسے بدن سے کسی حالت میں بھی علیحدہ نہ کیا جائے۔ اگر ایسا کیا جائے گا تو روزہ اور صدقہ دیئے بغیر اس گناہ کا کفارہ نہیں ہوگا۔

برہمن زادہ کے لئے ضروری ہے کہ پچیس سال تک دنیاوی تعلقات سے علیحدہ رہے۔ وہ ملک ملک گھومتا ہے، کسی گرو کی خدمت کر کے اس سے مختلف مذہبی علوم حاصل کرتا ہے۔ اس کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ دن میں تین مرتبہ غسل کرے، صبح و شام دن کے دونوں وقت آگ کی قربانی دے اور اس کے بعد اپنے گرو کو سجدہ کرے۔ ایک دن روزہ رکھے دوسرے دن افطار کرے، گوشت بالکل نہ کھائے، استاد کے گھر رہے اور وہاں رہتے ہوئے دن میں پانچ گھروں سے بھیک مانگ کر

Marfat.com

لائے اور جو کچھ ملے اپنے استاد کو دے اور وہاں سے جو بچے گرو کی اجازت سے کھائے۔قربانی کے لئے لکڑیاں آگ تک خود اکٹھا کر کے لائے۔

برہمن زادے کے دوسرے دور میں جو کہ پچیس سال سے پچاس سال کے عرصہ پر مشتمل ہے، اسے اجازت ہے کہ وہ شادی کرے مگر شرط یہ ہے کہ اولاد پیدا کرنے کی غرض سے شادی کرے،اور مہینے میں صرف ایک مرتبہ عورت کے پاس جائے۔

ازدواجی زندگی اختیار کرنے کے بعد ایک برہمن کیلئے لازم ہے وہ صرف برہمنوں اور کھشتریوں کو تعلیم دے اور اس سے جو ملے اس سے گزر بسر کرے۔اگر اخراجات کو پورا کرنے کے لئے کوئی اور کام کرنا چاہتا ہے تو صرف کپڑے اور سپاری کی تجارت کر سکتا ہے۔ مویشی پالنا، بیل رکھنا، جائیداد بنانا اور سود کھانا برہمن کیلئے حرام ہے۔نیل رنگ اس کے بدن پر لگ جائے تو غسل واجب ہے۔

برہمن کی زندگی کا تیسرا دور 50 سال سے 75 سال کی عمر تک کا ہے۔اس دور میں وہ گھر چھوڑ کر جنگلوں کی راہ لیتا ہے۔اگر بیوی ساتھ نہ رہنا چاہے تو اسے اپنی اولاد کے حوالے کر کے اکیلا چلا جاتا ہے۔کپڑے صرف اس قدر پہنتا ہے کہ ستر پوشی ہو سکے۔صرف پھل، ساگ پات اور اس کی جڑیں کھاتا ہے،اناج نہیں کھاتا،بغیر کسی کپڑے اور بستر کے زمین پر سوتا ہے۔سر کے بال بڑھا لیتا ہے تیل استعمال نہیں کرتا۔

برہمن کی زندگی کا آخری چوتھا حصہ جو آخر تک رہتا ہے اس دور میں وہ سرخ رنگ کا کپڑا پہنتا ہے۔ہاتھ میں ایک عصا رکھتا ہے، دل کو دوستی، دشمنی سے خالی کر کے اور ذہن کو حرص و ہوس اور شہوت سے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، بالکل الگ رہتا ہے۔برہمن کی زندگی کا تمام تر مقصد صدقہ لینا اور دینا ہے۔کھشتریوں کے بارے میں یہ حکم ہے کہ وہ لکھنا، پڑھنا سیکھ سکتے ہیں مگر دوسروں کو تعلیم نہیں دے سکتے۔لوگوں پر حکمرانی کرنے اور

Marfat.com

جنگ کرنے کا بھی انہیں حق حاصل ہے۔ ہر کھشتری جب بارہ سال کو پہنچے تو ایک فرد تین دھاگے اور ایک فرد موٹے کپڑے جینو پہنے۔ ویش کا کام کھیتی باڑی کرنا، مویشیوں کی دیکھ بھال کرنا اور برہمنوں کی ضرورتیں پوری کرنا ہے۔ ہر ویش کو صرف دو دھاگوں کی جینو پہننے کی اجازت ہے۔

شودروں کی حیثیت صرف برہمنوں کی خدمت کرنا ہے۔ ان کی حیثیت غلاموں کی سی ہے۔ اگر وہ جینو پہننے کی خواہش کریں تو صرف ایک فرد موٹے کپڑے کی پہن سکتے ہیں۔ ایسا کام جو برہمن انجام دیتے ہیں، شودروں کو اجازت نہیں مثلاً مالا جپنا، آگ کی قربانی دینا اور وید پڑھنا اور اگر اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے جو صرف برہمنوں کیلئے مخصوص ہے۔

مثلاً وید پڑھنا تو شہر کا حاکم سزا کے طور پر اس کی زبان کاٹ ڈالنے کا حکم دے سکتا ہے۔ شودروں کے علاوہ ہندوؤں کی نظر میں ہندی نہیں ملیچھ یعنی ناپاک کے ہیں وہ لوگ بھی جو مار دھاڑ کرتے ہیں، ذبح کرتے ہیں اور جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی کہ مسلمان۔

مذہبی حالت

آپ کی آمد سے پہلے لاہور میں ہندو دھرم اپنے عروج پر تھا۔ البیرونی لکھتا ہے کہ ان کے نکاحوں میں بھی بے حیائی اور بے شرمی کے تعلقات موجود ہیں۔ چنانچہ پنجیر ے سے کشمیر کے آس پاس کے علاقے تک جو سلسلہ کوہ پھیلا ہوا ہے وہاں کے لوگوں میں مشہور ہے کہ چند بھائیوں کے درمیان اگر وہ حقیقی ہوں تو ایک عورت کا مشترک ہونا فرض ہے۔

ماضی قدیم میں ہندوؤں کے یہاں نکاح کے دو طریقے اور بھی تھے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو کسی بڑے خاندان میں اولاد پیدا کرنے کیلئے یہ حکم دیتا کہ وہ فلاں شخص

Marfat.com

کے پاس جائے اور اس سے ہم بستر ہو اور اس کا شوہر اس شوق میں کہ اس کا بچہ نجیب ہو حمل کے دنوں میں بیوی کے پاس نہیں جاتا تھا۔ ایک اور طریقہ یہ تھا کہ ایک شخص اپنی بیوی دوسرے شخص کو دے دیتا اور اس کی بیوی خود لے لیتا۔

اس طرح باہمی رضامندی سے بیویاں تبدیل کر لی جاتیں۔ ایک اور صورت یہ بھی تھی کہ چند آدمی ایک عورت کے پاس جاتے اور باری باری اس سے ہم بستر ہوتے پھ[illegible] اتا اور اولاد پیدا ہوتی تو عورت یا تو خود اسے کسی مرد سے منسوب کر دیتی یا پھر اندازے [illegible] جاتا کہ وہ اولاد کس مرد کی ہو سکتی ہے۔

اس کے علاوہ نکاح کی ایک صورت یہ بھی ہوتی تھی جو باپ یا بیٹے کی بیوہ سے کیا جاتا تھا۔ اس طریقے سے جو بیٹا پیدا ہوتا اسے مرنے والے کے نام سے موسوم کرتے اور اس کی نسل بڑھانے کا ذریعہ جانتے تھے۔

مذہب کے نام پر ہر قسم کی بے حیائی روا تھی۔ شہر میں ہندوؤں کے مندر تھے۔ ان مندروں میں پجاری رنگ رلیاں مناتے۔ لوگوں کی اخلاقی حالت نہایت خراب تھی۔ شراب، زنا، جوا اور دوسری برائیاں عام تھیں۔

عورتوں میں ستی کی رسم عام تھی۔ آداب الحرمین میں لکھا ہے کہ راجہ بزت نے اپنے زمانے میں سورج دیوتا کا مندر (راوی) بنوایا تھا یہ بڑا مشہور اور قابل دید مندر تھا اور اس مندر میں سورج کی عبادت کی جاتی تھی۔

تبلیغ دین

حضرت علی ہجویریؒ کی لاہور آمد سے پہلے ہی اگرچہ اسلام کی روشنی پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ آپ کے آنے سے پہلے جو بزرگ یہاں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے رہے تھے ان کی کاوشوں سے بہت لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے۔ مگر ہندو پروھتوں کی اجارہ داری کی وجہ سے تبلیغ دین میں

Marfat.com

رکاوٹیں تھیں اور لاہور کی فضا مسلمانوں کے حق میں بڑی ناسازگار تھی۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں حضرت علی ہجویریؒ کا لاہور تشریف لانا اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دینا جہاد بالسیف سے بڑا کارنامہ ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ کا لاہور میں آنے کا مقصد لوگوں کو دین حق کی دعوت دینا تھا اور اس مقصد کے لئے آپ اپنے وطن غزنی کو چھوڑ کر یہاں آئے تھے۔

آپ نے تبلیغ کا آغاز فرمایا آپ کے پاس جو آتا اسے اللہ پر ایمان لانے کی ترغیب دیتے۔ اسے دین اسلام کے عقائد سے آگاہ کرتے اور اس کے لئے بارگاہ خداوندی میں فرماتے کہ خدا ان کو اسلام قبول کرنے کی سعادت عطا فرما۔ لوگ آپ کے پاس آنے والے لوگوں کو آپ کی روحانیت کے باعث دینی اور دنیاوی فیض حاصل ہوتا، آپ کی دعاؤں کی برکت سے کئی مریضوں کو شفا نصیب ہونے لگی۔ لوگوں کی تنگدستی عزت خوشحالی میں بدل گئی۔

سب سے پہلے غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا وہ کوئی عام اور معمولی غیر مسلم نہیں تھا بلکہ ایک ایسا ہندو راجپوت تھا جو لاہور کی غیر مسلم ریاست کا ایک اہم سیاسی اور کلیدی عہدے دار تھا، جب لاہور یعنی پنجاب کی ریاستوں کا غزنی سے الحاق ہوا تو کچھ عرصہ بعد جب شہزادہ مجدد پنجاب کا حاکم بنا تو رائے راجو کو نائب حاکم پنجاب بنایا گیا تھا۔ کچھ عرصہ وہ اس اہم عہدہ پر فائز رہا آخر راج پاٹ گھر بار چھوڑ کر جوگ اختیار کرلیا اور جب استدراج کے مقام پر پہنچا تو رائے راجو جوگی کہلایا۔

لاہور اور اس کے گردونواح میں اس کا بڑا چرچا تھا اور لوگ اس کو بہت نذر نیاز دیتے تھے۔ جب حضرت علی ہجویریؒ لاہور پہنچے تو اس کی شہرت اور نذر نیاز میں کمی واقع ہوگئی، جس پر وہ حضرت کے سامنے آکھڑا ہوا اور آپ سے مقابلہ کی ٹھان لی۔ آپ نے بہت پیار و محبت سے سمجھایا کہ میں کوئی شعبدہ گر نہیں ہوں کہ تمہیں کوئی کمال دکھاؤں۔ میں تو اللہ کا ایک عاجز بندہ ہوں اگر تم میں کوئی خوبی ہے، کوئی شعبدہ ہے تو دکھاؤ۔ اس پر جوگی رائے راجو ہوا میں اڑنے لگا، حضرت داتا گنج بخشؒ

Marfat.com

نے مسکراتے ہوئے اپنی پاپوش مبارک ہوا میں پھینک دی جو جوگی کے سر پر کفش کاری کرتے ہوئے اسے زمین پر لے آئی۔ اس کرامت سے متاثر ہوکر جوگی آپ کے قدموں میں گر گیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ آپ نے اسے اپنی بیعت میں لے لیا آپ کی نظر عنایت سے اس کی ظاہری اور باطنی حالت بدل گئی اور آپ نے اس جوگی رائے راجو کو اسلامی نام عبداللہ اور لقب شیخ ہندی عطا فرمایا۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے حدیقۃ الاولیاء میں آپ کی تبلیغ کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت سید علی ہجویریؒ نے لاہور میں آکر ہنگامہ فضیلت و شیخیت گرم کیا۔ دن کو طالب علموں کی تدریس اور رات کو طالبان حق کو تلقین ہوتی، ہزاروں جاہل ان کے ذریعے سے عالم، ہزاروں کافر مسلمان، ہزاروں فاسق نیکوکار بن گئے۔ تمام زمانے نے ان کی غلامی کو اپنا فخر تصور کیا۔ اس وقت لاہور مرجع علماء و فضلاء تھا۔ دور دراز سے لوگ آپ کی خدمت میں آکر فیض یاب ہوتے۔

جسٹس امیر علی رقمطراز ہیں کہ جب حضرت علی ہجویریؒ کے ہاتھوں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو ہندو اس وقت کے راجہ جے سنگھ کے پاس گئے اور شکایت کی کہ سید علی ہجویریؒ ایک زبردست سیاسی شخصیت بنتے جا رہے ہیں۔

آپ اس کی طرف توجہ دیں چنانچہ راجہ جے سنگھ نے سلطان مسعود غزنوی سے اس کا ذکر کیا تو اس نے یہ بات سن کر ٹال دی اور کہا کہ آپ ایک برگزیدہ ہستی ہیں، اس کی طرف سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی، اس کے کچھ عرصہ بعد مسلمانوں نے بھاٹی دروازے کو ہجویریؒ دروازہ کہنا شروع کر دیا۔

جب سید علی ہجویریؒ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے دونوں قوموں کے عمائدین کو بلایا اور کہا کہ نام بدلنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تک کہ دلوں میں انقلاب نہ آئے، پھر کہا کہ آپ لوگ جو

Marfat.com

بھی نام رکھیں گے ہمیں منظور ہوگا۔ اگر بھاٹی دروازہ ہی نام رہے تو کیسا ہے۔ راجہ جے سنگھ آپ کے فیصلے اور اخلاق سے بہت متاثر ہوا اور اسلام قبول کر لیا اور عرض کی کہ اس کا نام ہجویریؒ دروازہ رکھنے کی اجازت فرمائی جائے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ ہجویریؒ کی نسبت بھٹی قوم کا حق اس دروازے پر زیادہ ہے۔ جو یہاں صدیوں سے آباد ہیں۔ جسٹس امیر علی نے مزید لکھا ہے کہ اس واقعہ کے تقریباً ایک ماہ کے اندر ساری بھٹی قوم حلقہ بگوش اسلام ہوگئی۔

حضرت علی ہجویریؒ کی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ آپ کے قدم سے اہل پنجاب اور اہل لاہور کو بالخصوص بہت سے روحانی فیوض نصیب ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے اخلاق حسنہ اور کلام پر تاثیر کی وجہ سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ آپ کی زندگی اور آپ کے پر تاثیر کلام نے وہ کام کیا جو تیر و تفنگ، تیغ و تبر سے ممکن نہ تھا۔

لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے اور اس مظہر نور خدا عارفوں کے پیر اور کاملوں کے راہنما کی توجہ سے تاریکی سے نور اور جہالت سے علم کی روشنی کفر سے اسلام کی لازوال نعمتوں سے مستفید ہوئے۔

اس خطے کی خوش نصیبی تھی کہ آپ جیسے بزرگ کامل کی رہنمائی انہیں حاصل ہوئی۔ آپ کی زندگی میں ہی نہ صرف لوگ آپ سے فیض اٹھاتے رہے، بلکہ آپ کی رحلت کے بعد بھی آپ کے مزار مبارک پر ولی، قطب، ابدال اور قلندر حاضر ہو کر اپنی روحانی منازل طے کرتے رہے۔

آپ اپنی کتاب کشف المحجوب میں اپنے زمانے کے حالات کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خداوند بزرگ و برتر نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا ہے جب لوگوں نے حرص و ہوس اور لالچ کا نام شریعت، تکبر اور جاہ و ریاست کی طلب کا نام عزت اور علم ریائے خلق (دنیا سے دھوکا کرنے) کا نام خوف الٰہی دل میں کینہ چھپائے رکھنے کا نام حلم تحمل، لڑائی جھگڑے کا

Marfat.com

نام بحث ومباحثہ طبیعت کے ہذیان کا نام معرفت، نفسانی خواہشوں اور دل کی باتوں کا نام محبت، خدا کے راستے سے بھٹکنے اور بے دین ہونے کا نام فقر، اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھنے کا نام فنا فی اللہ اور ترک شریعت کا نام "طریقت" رکھ لیا ہے۔

مسجد کی تعمیر

حضرت علی ہجویریؒ جب لاہور میں مستقل قیام پذیر ہو گئے تو انہوں نے سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت محسوس کی وہ مسجد تھی۔ کیونکہ مسجد ہی تبلیغ دین کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے قریب ہی اپنے دست مبارک سے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ آپ نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے کہیں سے روپیہ اکٹھا نہیں کیا سارا پیسہ خود خرچ کیا اور ایک مزدور کی حیثیت سے اس مسجد کی تعمیر میں آپ نے حصہ لیا۔

مسجد ایک بڑے کمرے پر مشتمل تھی اور اس پر لکڑی کی چھت ڈالی گئی۔ شہر لاہور میں یہ پہلی مسجد تھی، جس کی بنیاد حضرت علی ہجویریؒ نے ڈالی۔ اس مسجد کی تعمیر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ مسجد برصغیر کی پہلی وسیع مسجد تھی اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اولیائے مشائخ نے اپنے تذکروں میں اس مسجد کو کعبہ پنجاب وہند کے نام سے یاد کیا ہے۔

دارا شکوہ کی کتاب سفینۃ اولیاء کے مطابق 431 ہجری میں اس مسجد کی تعمیر ہوئی اور صدیوں تک یہ مسجد قائم رہی۔ عالمگیر کے زمانے میں جب دریائے راوی میں زبردست سیلاب آیا تو شہر میں نشیبی علاقہ کی دیگر عمارتوں کے ساتھ اس مسجد کو بھی بہت نقصان ہوا۔ بعد ازاں چودھری غلام رسول نے مسجد قدیم کی جائے محراب کو سنگ مرمر کی ایک سل قائم رکھتے ہوئے ازسرنو مسجد کی تعمیر کر دی۔

Marfat.com

درس کا قیام

گزشتہ زمانے میں کوئی مسجد ایسی نہیں تھی جہاں درس وتدریس کا کام نہ کیا جاتا ہو۔ مسجد کو بطور درس گاہ کے بھی استعمال کیا جاتا تھا' جو مسجد آپ نے نماز کے لئے تعمیر کی تھی اسی مسجد میں آپ نے درس وتدریس اور تبلیغ اسلام کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ فارغ اوقات میں آپ اس مسجد میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دیتے اور اسلام کی بنیادی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کرتے۔ آپ نے اپنے درس سے بہت سے لوگوں کو دین اسلام کی روشنی بہم پہنچائی۔

اس مسجد کے ساتھ آپ نے ایک حجرہ بھی تعمیر کرایا جس میں آپ آرام فرماتے تھے۔

''کشف الاسرار'' میں آپ کہتے ہیں کہ ''جب میں ہندوستان میں پہنچا اور نواح لاہور کو جنت نظیر پایا تو یہیں بیٹھ گیا اور لڑکوں کو پڑھانا شروع کیا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ اس طرح سے حکومت کی بو دماغ میں پیدا ہو رہی ہے تو میں نے لوگوں کو درس دینا چھوڑ دیا اور پھر اس کا نام نہ لیا۔ معلمی چھوڑنے کے بارے میں ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے جو کتابوں کے حوالے سے نہیں بلکہ سینہ بہ سینہ چلتی ہوئی لوگوں کے حوالے سے پہنچی ہے کہ دو طالب علم تھے آپ نے خفا ہو کر ان کی طرف غصے اور جلال سے دیکھا وہ وہیں ختم ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے درس کا سلسلہ ختم کر دیا۔

لقب گنج بخش

حضرت داتا گنج بخشؒ کے مرتبے ان کی جلالت اور شان کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے آپ کے مزار پر چلہ کشی کی اور ہندوستان روانگی کیلئے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ حضرت کی پائینتی کی طرف کھڑے تھے۔ آپ کی زبان مبارک پر یہ شعر آگیا۔

Marfat.com

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اس وقت سے آپ گنج بخشؒ کے لقب سے مشہور ہو گئے گنج بخش کے معنی ہیں ''خزانے بخشنے والا'' لیکن تذکرہ نویسوں نے اس بات سے اختلاف کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ گنج بخش کا لفظ بطور لقب ہے حضرت معین الدین چشتی کے آپ کے مزار پر آنے سے پہلے ہی شہرت پا چکا تھا۔ اس کی رائے میں یہ شعر کسی معمولی اور غیر معروف شاعر کا ہے۔ ایک گروہ اس بات پر بھی اختلاف کرتا ہے کہ خزانے بخشنے والا صرف اللہ کی صفت ہے، اس کے بندے کی نہیں، اس طرح دیگر صفات جو اس شعر میں بیان کی گئی ہیں ان صفات کا خدا کی ذات کے علاوہ کسی اور سے منسوب کرنا شرک ہے۔

حضرت علی ہجویریؒ اپنی کتاب ''کشف الاسرار'' میں اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔

> ''اے علی! تجھے خلقت گنج بخش کہتی ہے اور (عجب لطف ہے کہ) تو ایک دانہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتا اس بات کا کہ (مخلوق تجھے گنج بخش کہتی ہے) کبھی خیال تک بھی نہ لا ورنہ محض دعوے اور غرور ہو گا گنج بخش یعنی خزانے بخشنے پر قادر تو صرف اسی کی ایک ذات ہے۔ جو بے چوں و بے چگون اور بے شک وشبہ مالک الملک ہے۔ اس کے ساتھ شرک نہ کر بیٹھنا ورنہ زندگی تباہ ہو جائے گی۔ بے شک وہی اکیلا خدا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں''

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی فیض رسانی سے متاثر ہو کر لوگوں نے جو آپ کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ آپ کو ''گنج بخش'' کہنا شروع کر دیا۔ کیونکہ جو انہوں نے مانگا جو چاہا سو پایا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے وفور محبت اور جذبات کے عالم میں یہ شعر پڑھا اور مشہور ہو گیا۔ گنج بخش کا لقب آپ کو زیبا ہے کیونکہ آپ نے پوری زندگی علم و عرفان کا جو خزانہ لوگوں میں تقسیم کیا ہے وہ نا قابل

Marfat.com

بیان ہے اور آپ کی طبیعت میں سخاوت اور فیاضی کا جذبہ غیر معمولی تھا۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت میاں میر قادریؒ، حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوریؒ، حضرت سید خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ جیسے جلیل القدر بزرگوں نے آپ کے مزار مبارک پر معتکف ہو کر منازل سلوک و معرفت الٰہی کو حاصل کیا۔ داراشکوہ نے اپنی تصنیف سفینۃ اولیاء میں لکھا ہے کہ جو شخص چالیس جمعرات کو بلا ناغہ مزار داتا پر حاضری دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے۔ وصال کے بعد اولیاء کرام کے فیض و برکات کا سلسلہ رہتا ہے، یہ بات کتاب و سنت سے درست تسلیم کی جاتی ہے۔

حضرت علی ہجویریؒ نے اپنی کتاب ''کشف الاسرار'' میں شیخ حسام الدین لاہوری کا ذکر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے شیخ حسام الدین لاہوری سے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص ماں باپ کی قبر کو سجدہ کرے گا تو کافر نہیں ہوتا اور اگر کسی مشکل وقت میں ماں باپ کی قبر پر دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل کشائی فرماتا ہے۔ شیخ حسام الدین کے بارے میں مزید لکھتے ہیں کہ ''وہ ایک نیک طبیعت بزرگ تھا جس نے 78 برس عمر پائی تھی۔

آپ جب شیخ صاحب کے پاس پہنچے تو شیخ حالت نزع میں تھے' نے کہا میری جان! میرے خاتمہ بالخیر کی دعا کر۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس کی آخری سانس میں اس کے منہ پر کان دھرا تو وہ کہہ رہا تھا ''اللھم انت ربی وانا عبدک (الٰہی تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں) جب حضرت نے شیخ سے کہا کہ میرے لئے بھی کچھ دعا کیجئے تو فرمایا اے علی ہجویری! کسی کو رنجیدہ نہ کوشش کرتے رہو کہ ہر کوئی تجھ سے خوش رہے۔ جہاں تک ہو سکے احسان کر، مگر با این ہمہ کسی کو اپنا دوست نہ سمجھو اور اپنے علم کو برباد نہ کر۔

مال اور اولاد کو فتنہ سمجھتا رہ۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے ''مال اور اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں' میری طرف دیکھو اب میری جانکنی کا وقت ہے۔ کوئی بیٹا اور کوئی رشتہ دار اس

Marfat.com

وقت میری مدد نہیں کر سکتا۔ جو کچھ میں نے کیا ہے وہی میرے سامنے ہے اور وہی میرے آگے آئے گا''۔

حضرت کے روحانی مدارج

کشف المحجوب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دو مرتبہ حضرت محمد ﷺ کی زیارت فرمائی۔ لکھتے ہیں کہ'' میں علی بن عثمان جلابی ہوں۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ارشاد فرمایا کہ اپنے حواس خمسہ کو قید میں رکھنا ہی مکمل ترین مجاہدہ ہے۔

اس لئے کہ تمام علوم کا حصول انہی پانچوں دروازوں سے ہوتا ہے۔ یعنی دیکھنا، سننا، چکھنا، سونگھنا اور چھونا وہ پانچ حواس ہیں جو علم اور عقل کے قافلہ کے سالار ہیں۔ ایک اور خواب کا ذکر کیا جس سے حضرت امام حنفیہ کے بلند مقام کا اظہار ہوتا ہے آپ نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں ایک دفعہ ملک شام میں مؤذن رسول حضرت بلالؓ کے مزار پر سو رہا تھا۔

خواب میں دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں اور حضرت محمد ﷺ ایک بزرگ کو بچوں کی طرح شفقت سے اپنی بغل میں لئے باب بنی شیبہ سے اندر تشریف لا رہے ہیں۔ میں دوڑا اور حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومے۔

حیران تھا کہ یہ بزرگ کون ہیں اور یہ کیا صورت ہے۔آپ نور باطن سے میرے دل کی کیفیت کو جان گئے اور فرمایا تیرا امام ہے اور تیرے ہی علاقے کا رہنے والا ہے، مجھے اپنے علاقے کے اعزاز پر بڑی خوشی ہوئی۔آپ کے اس خواب سے حضرت امام اعظم یعنی ابوحنیفہ کی شان ظاہر ہوتی ہے۔

Marfat.com

کرامات

معجزے اور کرامات میں بڑا فرق ہے، معجزہ وہ ہوتا ہے جو ظاہر کیا جا سکتا ہے اور یہ نبیوں کی صفت ہے۔ کرامت وہ ہے کہ اسے جہاں تک ہو سکے ظاہر نہ کیا جائے اور یہ ولیوں کی صفت ہے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ اثبات کرامت کے بیان میں فرماتے ہیں کہ ولی سے ہر کرامت کا ظہور جائز ہے، کیونکہ وہ اس کی سچائی کی علامت ہے اور ولی کی کرامت نبی کی نبوت کا ثبوت ہے اور مومن کے لئے بھی ولی کی کرامت نبی کی روایت اور سچائی پر زیادہ اعتماد پیدا کرتی ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ کرامت کا ظہور تکلف اور رعونت سے نہ ہے۔

ولایت اور کرامت خود اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی عنایت ہے، نہ تو اسے محنت سے حاصل کیا جا سکتا ہے اور نہ چلہ کشی سے۔ یہ کسی ایسے شخص سے بھی ظاہر ہو سکتی ہے جو اسلام کی نعمت سے خالی ہو۔

کشف المحجوب میں آپ لکھتے ہیں کہ "ایک مرتبہ آپ شیخ ابوسعید کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سفید کبوتر آیا اور غلاف کے نیچے جو قبر پر ڈالا گیا تھا چلا گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے سمجھا شاید کسی نے اڑایا ہے جب غلاف الٹ کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی حیرت انگیز واقعہ ہوا۔ رات کو شیخ خواب میں ملے میں نے ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ فرمایا یہ کبوتر میرے معاملے کی مثال ہے اور ہر روز میری قبر پر میری ہم نشینی کیلئے آتا ہے۔ ولیوں کی کرامتوں کے متعلق آپ نے اپنے چشم دید واقعات کا تذکرہ اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اس سے پہلے شیخ ابوالقاسم گرگانی کا ستون سے ہم کلام ہونے کا واقعہ اور فرغانہ میں باب عمر کے پاس فاطمہ نامی ضعیف خاتون کا بے موسم کے پھلوں کے لانے کے واقعہ کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ کرامات تو وہ ہیں جن کا آپ نے مشاہدہ کیا۔ مگر جو کرامات آپ سے ظہور پذیر ہوئیں وہ مختلف تذکروں کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں۔

Marfat.com

محراب سے کعبہ نظر آنے کا واقعہ

اللہ کے ولی جہاں بھی قیام پذیر ہوئے انہوں نے وہاں سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی۔ کیونکہ اسلامی معاشرت میں مسجد کی حیثیت بنیادی ہے۔ اس لئے حضرت علی ہجویریؒ جب لاہور آگئے اور ان کے قیام کو کچھ عرصہ گزر گیا تو انہوں نے سوچا کہ یہاں مسجد بنائی جائے۔ تاکہ لوگ اسلام قبول کریں انہیں اسلام کی بنیادی عبادات کے طریقے سکھائے جائیں اور نماز کی تربیت کی جائے۔ جس کیلئے مسجد کی تعمیر بہت ضروری تھی۔ چنانچہ آپ نے اس ضرورت کے تحت اپنے عقیدت مندوں میں مسجد بنانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چند ساتھیوں نے تعاون کا اظہار کیا۔ چنانچہ ایک روز مسجد کی تعمیر کے لئے تعمیراتی سامان اکٹھا کر کے مسجد کی بنیاد رکھ دی۔ آہستہ آہستہ مسجد کی تعمیر شروع ہوگئی۔ کچھ دنوں کے بعد مسجد مکمل ہوگئی۔ ادھر ادھر کے لوگوں نے آکر دیکھا کہ مسجد تو بن گئی ہے۔ لیکن اس کے محراب کا رخ کعبۃ اللہ کی سمت بالکل سیدھا نہیں ہے، بلکہ کچھ جنوب کی طرف جھکاؤ ہے۔ اس زمانے میں قطب نما تو نہیں تھے۔ جس سے سیدھی اور صحیح سمت کا اندازہ لگایا جاسکتا۔ اس لئے کچھ لوگوں نے کہا کہ حضرت علی ہجویریؒ کی مسجد کا محراب قبلہ رخ نہیں تھوڑا سا ٹیڑھا ہے۔ آپ نے لوگوں کو مدعو کیا کہ آؤ آج سب مل کر اس مسجد میں نماز ادا کریں۔ نماز کا وقت ہوا، اذان ہوئی اور اس کے بعد جماعت کھڑی ہوگئی۔ آپ نے خود امامت فرمائی، جب لوگ نماز سے فارغ ہوگئے تو آپ نے لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ کچھ لوگ کہتے تھے کہ یہ مسجد قبلہ رخ نہیں۔ آؤ دیکھیں کہ قبلہ کس طرف ہے لوگوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مسجد سے کعبۃ اللہ نظر آنے لگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسجد سے لے کر کعبۃ اللہ تک تمام حجابات اٹھا لئے تھے۔ سب لوگ اس بات پر حیرت زدہ ہوئے کہ یہ اللہ کا کتنا عظیم اور باکمال ولی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اعتراض کو خود اسے کس طرح دور کر دیا۔ اعتراض کرنے والے بہت شرمندہ ہوئے، آپ سے معذرت کی، آپ نے فرمایا اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کرامت کا ذکر سفینۃ الاولیاء میں بھی ہے اور یہ

Marfat.com

کرامت اس دور میں بہت مشہور ہوئی۔

ہندوؤں کا مسلمان ہونا

کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش میں لکھا ہے کہ حضرت سید علی ہجویریؒ ایک مرتبہ شہر کے اس طرف گئے، جہاں ہندوؤں کے مندر تھے۔ یہ علاقہ آج کل رنگ محل کے قریب پانی والا تالاب کے نام سے معروف ہے۔ اس زمانے میں یہاں راوی مندر تھا، جہاں بتوں کی پوجا میں مصروف رہتے تھے۔ آپ نے مندر کے قریب جا کر دیکھا کہ ایک ہندو ایک بت کے سامنے کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں گندم کے آٹے کی روٹی سے بنی ہوئی چوری ہے۔ آپ داخل ہو گئے اور بت کو مخاطب کر کے کہا اللہ کے حکم سے چوری کھاؤ تو وہ بت چوری کھانے لگا۔ کچھ اور ہندو بھی وہاں موجود تھے اور ان کا پجاری بھی تھا۔ اسے دل میں افسوس ہوا کہ ہم سے ایسے واقعات نہیں ہوتے اسے اپنی توہین محسوس ہوئی اور اس نے چوری والے ہندو سے کہا کہ تمہارے اس طرح کرنے سے دیوتا تم سے ناراض ہو گئے ہیں۔ لہٰذا آج سے ہمارا تمہارا ناطہ ختم ہو گیا، وہ پروہت ہندو سے ناراض ہو گیا۔ کچھ روز کے بعد وہ چوری والا ہندو حضرت داتا گنج بخشؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت لوگ اس روز کے واقعہ سے انکار کر رہے ہیں۔ کوئی میری بات کو سچ نہیں مانتا۔ آپ نے فرمایا اپنے رشتے داروں اور عزیزوں کو اکٹھا کر کے لاؤ اور اللہ کی طاقت دیکھو۔ سب لوگ جمع ہو گئے آپ نے پھر بت کو حکم دیا کہ چوری کھاؤ تو چوری کھانے لگا۔ ہندو لوگ یہ واقعہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ آپ نے فرمایا اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے تم ان بے جان بتوں کی پرستش سے باز آجاؤ، توبہ کرو اور اللہ کے دین کی طرف آؤ۔ آپ کی اس کرامت سے بے شمار ہندو مسلمان ہو گئے۔ یہ واقعہ پہلے لوگوں میں سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا، لیکن اب مختلف تذکروں میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ (واللہ علم بالصواب)

Marfat.com

دودھ میں برکت

روایت ہے کہ ایک روز سید علی ہجویریؒ اپنی قیام گاہ پر تشریف فرما تھے اور یادالٰہی میں مصروف تھے کہ ایک بوڑھی عورت کا گزر ادھر سے ہوا۔ جس کے سر پر دودھ سے بھرا ہوا مٹکا تھا۔ آپ نے اس عورت سے کہا کہ تم اس دودھ کی قیمت لے کر دودھ دے دو۔ اس عورت نے جواب دیا کہ یہ دودھ آپ کو نہیں دے سکتی، کیونکہ یہ دودھ رائے راجو کو دیتی ہوں، اگر نہ دیں تو اس کے اثر سے بھینسوں کے تھنوں سے دودھ کی جگہ خون نکلنے لگتا ہے۔ آپ نے عورت کی یہ بات سن کر کہا کہ اگر تم یہ دودھ ہمیں دے جاؤ، تو اللہ کی رحمت اور فضل سے تمہاری بھینسیں پہلے سے بھی زیادہ دودھ دیں گی اور تم ہر قسم کی آفت سے بھی محفوظ رہو گی۔

آپ کی یہ باتیں سن کر وہ عورت رضامند ہوگئی، چنانچہ اس نے دودھ آپ کو دے دیا اور واپس لوٹ گئی۔ شام کو جب اس نے اپنے جانوروں کو دوہا تو انہوں نے روز کی نسبت زیادہ دودھ دیا یہاں تک کہ اس گھر کے سب برتن بھر گئے اللہ تعالیٰ نے اس کے دودھ میں برکت ڈال دی۔ یہ خبر جلد ہی لاہور کے قرب و جوار میں پھیل گئی کہ لاہور کے باہر اللہ کا ایک فقیر ہے اس کو دودھ دیں تو دودھ اللہ کی برکت سے بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ دودھ میں برکت کی خاطر لوگ آپ کے پاس دودھ لانے لگے، آپ اپنی ضرورت کا دودھ لے کر باقی دودھ لوگوں میں تقسیم کر دیتے اور جب یہ لوگ گھروں میں اپنے جانوروں کا دودھ دوہتے تو وہ دودھ پہلے کی نسبت زیادہ ہوتا۔

آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر لوگوں نے رائے راجو کو دودھ دینا بند کر دیا اور اس کے خلاف ہو گئے۔ رائے راجو کو جب اصل حقیقت کا علم ہوا کہ اب اس فقیر کی دعا سے اس کا جادو بھینسوں کے تھنوں پر نہیں چلتا تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ اپنے جادو کو تیز کر کے فقیر کو یہاں سے بھگا دیا جائے

Marfat.com

جس کے پاس لوگ دودھ کا تحفہ لے کر جاتے ہیں۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اللہ کے فقیروں کے ساتھ خدا کی مدد شامل حال رہتی ہے۔

چنانچہ انتقامی جذبے کے تحت وہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے ہمارا دودھ تو بند کرادیا اب ہمارے ساتھ مقابلہ کرو اور پھر وہی واقعہ جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے کہ رائے راجو نے زبان میں کچھ پڑھا اور ہوا میں اڑنے لگا اور خدا کے فضل سے آپ کی جوتیاں ہوا میں بلند ہو کر اس کے سر پر پڑنے لگیں تو وہ زمین پر اتر آیا۔ آخر وہ حضرت کے قدموں میں گر گیا اور مسلمان ہو گیا۔

اس کے پاس سفلی علم تھا جس کی بنا پر اس نے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔ مگر اس کا سارا علم اللہ کے ولی کامل کے سامنے ہیچ ہو گیا اور وہ بے بس ہو گیا لیکن یہی بے بسی اس کا مقدر جگا گئی اور وہ سلوک کی منزل پر گامزن ہو گیا اور شیخ ہندیؒ بن گیا۔

دین اسلام کی سربلندی کا واقعہ

حضرت داتا گنج بخشؒ نے جب لاہور میں دین اسلام کی تبلیغ کا فریضہ انجام دینا شروع کیا تو اس وقت ہندو مذہب عروج پر تھا۔ وہ بت پرستی کرتے اور کلمہ حق سننے کے لئے تیار نہیں تھے، مگر آپ چونکہ شمع وحدانیت کو روشن کرنے کا فریضہ انجام دینے کے لئے یہاں آئے تھے، چنانچہ غیر مسلموں میں جہاں بھی آپ کو موقع ملتا دعوت حق دیتے۔ انہیں توحید و رسالت کا درس سناتے اور ان کے صاحب ایمان ہونے کی دعا فرماتے۔ آہستہ آہستہ لوگ دعوت حق کی طرف مائل ہونے لگے اور اسلام قبول کرنے لگے۔ لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا اور قرب و جوار میں اس بات کا چرچا ہو گیا، لاہور میں اللہ کا ایک ولی اسلام کی تبلیغ کرتا ہے یہ کرامت ''مقامات اولیاء'' کتاب میں درج ہے۔

Marfat.com

آپ کی سرگرمیوں کی اطلاع لاہور کے حاکم کو بھی ہوگئی، جب اسے اس بات کا علم ہوا کہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے ہیں تو وہ سخت طیش میں آ گیا۔ فوری طور پر سپاہیوں کو بلا کر حکم دیا کہ فوراً ہی اس فقیر کے تبلیغی سلسلے کو ختم کرو، اور اسے شہر سے باہر نکال دو۔

رات ہوئی تو سپاہیوں کا ایک دستہ حضرت کی قیام گاہ پر آ گیا' آتے ہی انہوں نے صورتحال کا جائزہ لیا' دیکھا کہ ایک درویش اپنی جھونپڑی میں یاد الٰہی میں مصروف ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں لاہور کے حاکم نے بھیجا ہے کہ آپ کو یہاں سے نکال دیا جائے کیونکہ آپ کی تبلیغ سے ہندو مذہب کو بہت نقصان ہو رہا ہے۔ ہم برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارا مذہب ختم ہو جائے۔

آپ نے فرمایا کہ میں تو اللہ کی وحدانیت اور اس کی توحید کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہوں تاکہ ان کی عاقبت سنور جائے۔ انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ آپ کا مقصد کیا ہے' ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ آپ یہاں سے چلے جائیں آپ نے کہا میں یہاں خدا کے حکم سے آیا ہوں اور اب میرے ساتھ جو کچھ بھی ہو اللہ میرا مددگار رہے گا۔

حاکم کے سپاہی تشدد پر اتر آئے اور انہوں نے آپ کی جھونپڑی کو آگ لگانے کی کوشش کی مگر اسے آگ نہ لگی آخر سوچنے لگے کہ یقیناً یہ کوئی خدا کا فقیر ہے' ہم اس سے زیادتی کر کے خدا کو ناراض کیوں کریں' واپس لوٹ گئے اور حاکم کو تمام واقعہ سنایا۔

اس نے تمام بات سن کر سپاہیوں کو ڈانٹا اور کہا کہ تمہیں فقیر کو ہر صورت شہر سے نکال دینا چاہئے تھا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی روز حاکم کے محل میں آگ لگ گئی اور آگ بے قابو ہو گئی اور بجھنے میں نہیں آ رہی تھی اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کل رات اس نے فقیر کی جھونپڑی کو آگ لگوانا چاہی تھی اسی کی سزا کے طور پر شاید میرا محل جلا ہے۔ اس خوف سے

Marfat.com

اس کا دل بیدار ہو گیا وہ خود آپ کی قیام گاہ پر آیا اور معافی مانگی۔ آپ نے اسے معاف فرما دیا۔ جونہی آپ نے اسے معاف کیا محل میں لگی آگ خود بخود ختم ہو گئی، آخر وہ آپ کی روحانی طاقت سے متاثر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔

طاعون کی بیماری سے شفایابی

روایت ہے کہ 1918ء میں جب لاہور میں طاعون کی وبا پھیلی تو ہزاروں انسان اس بیماری سے لقمہ اجل بن گئے۔ لاہور کے ایک آدمی امیر رائے بہادر رام سرن داس کے تینوں بیٹے بھی اس بیماری کا شکار ہو گئے۔

رائے بہادر کو بہت پریشانی ہوئی اس نے کرنل بھولا ناتھ، کرنل امیر چند اور کرنل سدرلینڈ (یہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی پوتی مجیا سنگھ کے شوہر اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے پرنسپل تھے) جیسے مشہور اور قابل ڈاکٹروں سے علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا۔

بہت سے لوگ ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر لال کوٹھی جاتے اور خدا سے ان کی صحت یابی کی دعا کرتے۔ رائے بہادر خود اس واقعہ کو اس طرح سناتے ہیں کہ ''ایک شب میں اور تمام اہل خانہ سوئے ہوئے تھے کہ کپکپاہٹ سی محسوس ہوئی اور میری نیند کھل گئی' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید ریش بزرگ براق لباس پہنے ایک ہاتھ میں عصا اور دوسرے میں تسبیح لئے میرے فرزند گوپال داس کی چارپائی کے پاس کھڑے کچھ پڑھ رہے ہیں۔

اس اجنبی کو دیکھ کر میں پریشان ہو گیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ مگر انہوں نے کچھ

Marfat.com

جواب نہ دیا اور برابر پڑھتے رہے پھر وہ بزرگ میرے دوسرے فرزند روپ رام کی چارپائی کے پاس گئے اور وہاں بھی دعا مانگی اور پھر تیسرے بیٹے کی چارپائی کے قریب جا کر بھی دعا کی اس کے بعد وہ بزرگ مجھ سے فرمانے لگے میں تمہارا ہمسایہ گنج بخش ہوں مجھ سے تمہاری پریشانی، بے کلی دیکھی نہ گئی اس لئے میں دعا کے لئے فوراً آ گیا ہوں، اب گھبرانے کی ضرورت نہیں خداوند کریم ان کو شفا عطا کر دے گا"۔

اس واقعہ کے بعد جب بیماروں کو مکمل صحت یابی اور شفا ہو گئی تو رائے بہادر نے حضرت داتا صاحب کے سجادہ نشین غلام حیدر، میاں علم دین، میاں غلام محمد کے پاس حاضر ہو کر تمام واقعہ سنایا اور کہا کہ میں حضرت کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اس کی صورت کیا ہو سکتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہر سال آپ کے عرس پر تو انتظام ہوتا ہی ہے اس لئے ایسا کام کیجئے جو مستقل فیض کی صورت ہو اس پر رائے بہادر نے دربار میں بجلی کا مکمل انتظام اپنے خرچ پر کروایا اور سارا کام ایک ماہ کے اندر مکمل کروایا اور جب سارا کام مکمل ہو گیا تو خود دربار جا کر نذر پیش کی اور بجلی کی روشنی کا افتتاح کیا۔

اخلاق وعادات

حضرت داتا گنج بخشؒ اخلاق حمیدہ کا اعلیٰ نمونہ تھے، آپ کی زندگی آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کا مکمل نمونہ تھی۔ آپ نے ہر حال میں آنحضرت ﷺ کی ہی اتباع میں زندگی گزاری اور آپ کی شخصیت میں وہ تمام اوصاف اور خوبیاں موجود تھیں جو ایک باعمل صوفی، باشرح متقی اور پرہیزگار انسان میں ہونی چاہئیں۔ یہ آپ کے اخلاق حسنہ کا نتیجہ تھا کہ لوگ جوق درجوق حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

Marfat.com

انداز تکلم

آپ کی گفتگو کی نرمی اور حلاوت کا اندازہ اس حکایت سے جو آپ نے کشف المحجوب میں فرمائی ہے لگایا جاسکتا ہے۔آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے ماورالنہر کے ایک ملامتی سے ملنے کا اتفاق ہوا۔صحبت میں کشادگی اور بسط کی کیفیت پیدا ہوئی تو میں نے اسے کہا بھائی ان بے ہودہ افعال سے آخر تمہارا مقصد کیا ہے۔اس نے کہا مخلوق کو اپنے سے دور رکھنا' میں نے کہا مخلوق بے شمار ہے، اور تمہاری عمر اور زبان محدود تو مخلوق سے اپنا دامن نہیں چھڑا سکے گا۔

لہٰذا بہتر یہی ہے کہ خود اسے چھوڑ دے تا کہ اس تکلیف سے بچ جائے۔آپ ہر کسی سے اچھی بات کہتے۔آپ کے سمجھانے کا انداز بہت دلنشین اور ہمدردانہ ہوتا۔یہ آپ کی شیریں بیانی ہی تھی کہ جو بھی آپ کے نزدیک آتا، آپ کی باتوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔آپ کی خوش کلامی کا نتیجہ تھا کہ آپ کے لاہور کے 34 سالہ قیام کے دوران ہندو مسلمان ہوتے رہے اور آپ کے درس کو لوگ بہت شوق سے سنتے۔

عفو و درگزر

حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے سفر میں کسی بات سے اس قدر رنجیدہ نہیں ہوتا تھا جتنا اس بات سے زیر بار ہوتا کہ جاہل خدمت گزار اور کم عقل مقیم مجھے اپنے ساتھ لے لیتے اور اس خواجہ کے گھر اس دہقان کے گھر لئے پھرتے میرا دل اس سے نفرت کرتا مگر ظاہر میں درگزر سے کام لیتا، مقیم حضرات جو بے راہ روی میرے ساتھ اختیار کرتے رہے ہیں۔

میں نے دل میں عہد کر لیا تھا کہ اگر کسی وقت میں مقیم ہو گیا تو مسافروں سے یہ سلوک ہرگز نہیں کروں گا، بے ادبوں کی محبت میں اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ان کے برتاؤ میں انسان کو جو چیز اچھی نہ لگے انسان اس سے پرہیز کے قابل ہو جاتا ہے؟

Marfat.com

اگر کوئی درویش ہو کر چند دن ٹھہرے اور دنیوی ضروریات کی خواہش کرے تو مقیم کیلئے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ اس کی ضروریات فوراً پوری کرے۔ اگر یہ مسافر خالی بے ہمت دعوے دار ہے تو مقیم کو بے ہمتی کرنا اور اس کی ناممکن ضروریات پوری کرنا ضروری نہیں۔ اس کیلئے دنیا چھوڑنے والوں کا راستہ ہے، اگر وہ دنیا کا طالب ہے تو بازاروں میں جا کر خرید و فروخت کرے یا کسی بادشاہ کے ہاں دریوزہ گری کرے، اسے دنیا سے آزاد لوگوں سے کیا واسطہ۔

عفو و درگزر بھی حضرت داتا گنج بخشؒ کی شخصیت کا ایک پہلو تھا۔ وہ لوگ جو راہ حق اختیار کرتے ہیں بہت سے لوگ ان کی جان کے دشمن بن جاتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخشؒ نے بھی جب تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تو لوگوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آپ نے ہمیشہ درگزر سے کام لیا، جس کی وجہ سے دشمن بھی آپ کے دوست اور گرویدہ بن گئے۔

خودداری

آپ کی طبیعت کا نمایاں جوہر خودداری کا وصف ہے۔ آپ اپنے ذاتی معاملات میں عزت نفس اور خودداری کے قائل تھے۔ خودداری کا ایک جذبہ اطاعت الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔ آپ بھی اللہ کے خاص اور برگزیدہ بندوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ نے آپ کی طبیعت میں خودداری کا وصف بھر دیا تھا۔ خوددار انسان کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتا۔ کسی سے کچھ نہیں مانگتا۔ اپنی ضروریات خود پوری کرتا ہے۔ اس لئے آپ نے بھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا، خدا تعالیٰ نے اپنی رحمتوں اور عنایتوں سے ان کی ضروریات خود پوری فرمائیں۔

حضرت علی ہجویریؒ اپنی کتاب کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ درویش کو چاہئے کہ کسی دنیادار کے بلانے پر نہ جائے، اس کی دعوت قبول نہ کرے، اس سے کوئی چیز طلب نہ

Marfat.com

کرے، یہ اہل طریقت کی توہین ہے، اس لئے کہ دنیا دار درویشوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ انسان دنیاداری ساز وسامان کی کثرت سے دنیا دار نہیں بن جاتا اور اس کی قلت اور کمی سے درویش نہیں بن جاتا' جو شخص فقر کو غنا پر ترجیح دیتا ہے وہ دنیا دار نہیں ہے۔ اگرچہ بادشاہ کیوں نہ ہو اور جو فقر کی فضیلت کا منکر ہے وہ دنیا دار ہے۔

اگرچہ وہ (مفلسی کی وجہ سے) مجبور کیوں نہ ہو۔ دعوت میں جائے تو کسی چیز کے کھانے یا نہ کھانے میں تکلف نہ کرے، وقت پر جو کچھ دستیاب ہو اس پر اکتفا کرے، اگر صاحب دعوت محرم (ہم جنس، بے تکلف) ہو تو شادی شدہ شخص کھانا گھر سے لے جا سکتا ہے۔ اگر وہ نامحرم ہو تو اس کے گھر جانا صحیح نہیں، کسی بھی حال میں (بچا ہوا) کھانا گھر لے جانا پسندیدہ بات نہیں۔

ایثار و قربانی

حضرت داتا گنج بخشؒ نے ''کشف المحجوب'' میں فرمایا ہے کہ ''اے غافل! دیکھ یہ میں اور خودی چھوڑ دے۔ مرد راہ بن اور دوسرے کا حق نہ مار۔ دولت دنیا کو عذاب سمجھ اور اسے غریبوں میں لٹا دے اگر نہ لٹایا تو یہ دنیا قبر میں کیڑے بن کر تجھے کھائے گی اور لٹا دیا تو تیری دوست بن جائے گی۔

تیرے ہاتھ پاؤں تیرے دشمن ہیں، جب تو مر جائے گا تو تیرے پاؤں، آنکھیں، ہاتھ، گواہی دیں گے کہ بری جگہ گئے تھے، بری نگاہ ڈالی تھی، دوسرے کی چیز اٹھائی تھی، پس کسی کی چیز کی خواہش نہ کر، گناہوں پر دن رات توبہ کر، استاد کے حق کا خیال رکھ، مخلوق خدا پر رحم کر، لقمہ حرام مت کھا، بے عزتی کی جگہ قدم نہ رکھ، اور عزت کرنے والے کے پاس بیٹھ''۔

Marfat.com

سخاوت وفیاضی

آپ دریادل تھے، گنج بخش تھے، جو ہوتا خدا کے راستے میں خرچ کر دیتے، اس کے بندوں کو دے دیتے، اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتے۔ کسی کو دینے سے کبھی تامل نہیں کیا۔ ان کا نظریہ تھا کہ مال ملنے پر اپنی ضرورت کے مطابق ضرورت پوری کرو اور باقی کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔ آپ نے لوگوں کو بے حساب دیا، لیکن کبھی اشارتاً بھی اس احسان کو جتلایا نہیں اور نہ ہی اس احسان کے بدلے میں کوئی خدمت لینے کی کوشش کی۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ سخاوت میں بے اعتدال ہو گئے اور پھر ایک بزرگ کی نصیحت کے بعد آپ نے اعتدال اور توازن کی راہ اختیار کی۔

انکساری

حضرت علی ہجویریؒ کی خدمت میں جو بھی حاضر ہوتا آپ اس کے ساتھ نہایت عاجزی اور انکساری سے پیش آتے۔ اپنا تمام کام خود کرتے کسی کا احسان لینا پسند نہیں تھا۔ آپ کے دروازے ہر خاص وعام کیلئے کھلے رہتے۔ آپ اپنے کپڑوں پر خود ہی پیوند لگا لیتے۔ اللہ کے ولی اللہ اپنے عجز سے ہی پہچانے جاتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس فرمان کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارتے ہیں۔ آپ نے عاجزی کے بارے میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے "درویش کو چاہئے کہ بے خودی کے عالم میں مراقبہ کی شکل میں سر جھکا کر چلے۔ اپنے سامنے کے سوا ادھر ادھر نہ دیکھے۔ اگر کوئی شخص سامنے آجائے تو اپنے آپ کو اس سے بچانے کے لئے کپڑے نہ سمیٹے کیونکہ تمام مسلمان اور ان کے کپڑے پاک ہیں۔ یہ بات خود بینی اور رعونت پر دلالت کرتی ہے۔ البتہ اگر سامنے آنے والا شخص کافر ہے اور اس کے جسم پر نجاست ظاہر نظر آرہی ہے تو اپنے آپ کو اس سے بچانا جائز ہے۔ جماعت کے ساتھ چل رہا ہو تو آگے بڑھ کر چلنے کی کوشش نہ کرے اس لئے کہ زیادتی کی خواہش تکبر کی نشانی ہے۔ اس طرح پیچھے پیچھے بھی نہ چلے اس میں تواضع کی زیادتی کا

Marfat.com

مظاہرہ ہے اور تواضع کا احساس خود تکبر ہے۔

چلتے وقت چپل اور جوتے نجاست سے محفوظ رکھے اگر کسی جماعت یا ایک درویش کے ساتھ ہم سفر ہو تو راستہ میں کسی اور سے بات کرنے کے لئے نہ ٹھہرے۔ اپنے ساتھیوں کو انتظار نہ کرائے، درمیانی چال چلے جلدی نہ کرے کہ یہ حریص لوگوں کی روش ہے' بہت زیادہ آہستہ بھی نہ چلے کہ یہ متکبر لوگوں کی چال ہے زمین پر پورا قدم رکھے مختصر یہ کہ طالب راہ کی چال ایسی ہو کہ اگر کوئی اس سے پوچھے کہ کہاں جا رہے ہو تو وہ یقین سے کہہ سکے انی ذاھب الی ربی اگر اس کی چال ایسی نہیں ہے تو یہ چلنا درویش کے لئے وبال ہے۔ اس لئے کہ صحیح قدم دل کی کیفیات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ جس کے خیالات حق پر مرکوز ہیں۔ اس کے قدم خیالات کے تابع ہوں گے۔

لباس

آپ کے زمانے میں صوفیا ایک مخصوص قسم کا لباس پہنتے تھے تاکہ اس لباس کے پہننے سے لوگوں کو علم ہو جائے کہ یہ صوفی ہیں اور وہ لباس' لباس صوف کہلاتا تھا۔ اس لباس کا نام خرقہ یا گدڑی تھا اور اس کو پیوند لگے ہوتے تھے مگر آپ کے زمانے میں بعض صوفیا نے اس پیوند لگے لباس کو جاہ و جمال کا ذریعہ بنا لیا تھا یہ ظاہر دار صوفی تھے۔

اس لئے آپ صوفیا کے ظاہری لباس کو پہننا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں صوفیا کا لباس کس قسم کا ہونا چاہئے تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اب صوفیا نے خرقہ یعنی پشم والا لباس ترک کر دیا ہے وجہ یہ ہے کہ یہ لباس شاید راہ طریقت کے لئے شرط نہیں ہے۔ اس دور میں اونی لباس کم پہننے کی دو وجوہات ہیں۔

پہلی یہ کہ اون مشکوک ہوگئی ہے اس طرح کہ جانور چوری اور لوٹ مار میں ایک جگہ سے

Marfat.com

دوسری جگہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بدعتیوں کی ایک جماعت نے اونی لباس پہننا شروع کر دیا ہے اور اہل بدعت کی مخالفت ضروری ہے چاہے اس مخالفت میں خلاف سنت ہی کیوں نہ ہو۔

صوفیا لباس میں پیوند لگانے میں تکلف برتنے لگے ہیں اس لئے لوگوں میں ان کی جاہ و منزلت بڑھ گئی ہے اور اب ہر شخص ان کی نقالی کرنے لگا ہے۔ بظاہر خرقہ پہن لیتے ہیں، لیکن ان سے اعمال ایسے سرزد ہوتے ہیں جو ناپسندیدہ ہوتے ہیں۔

ان نام نہاد صوفیوں کی حرکت سے اس قدر رنج ہوا کہ وہ اپنے لباس اس انداز میں پہننے لگے کہ کوئی دوسرا اس کی نقل نہ کر سکے اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کے لئے یہ اپنی علامت اور نشانی مقرر کر لی اور اس حد تک اپنا شعار بنایا کہ ایک درویش کسی شیخ کی خدمت میں گیا اس نے جو خرقہ پہن رکھا تھا۔ اس پر چوڑے بخیے لگے ہوئے تھے۔

چنانچہ شیخ نے اسے اپنی محفل سے نکال دیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ صفا کی حقیقت طبیعت کی رقت اور مزاج کی لطافت ہے، نیک دل اور صاف طبع میں کجی نہیں ہوتی جس طرح ناموزوں شور طبیعت پسند نہیں کرتی یا کوئی بھی نامناسب کام طبیعت کو اچھا نہیں لگتا۔

بعض لوگوں نے لباس کے معاملے میں کبھی تکلف سے کام نہیں لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اگر انہیں گدڑی عطا کی تو انہوں نے وہی پہن لی، اگر انہیں قبا سے نوازا تو اسی کو زیب تن کر لیا اور اگر انہیں برہنہ رکھتا ہے تو وہ اس طرح گزارہ کر لیتے ہیں اور میں علی بن عثمان جلابی بھی اسی طریقے کو پسند کرتا ہوں اور میں نے اپنے سفر میں بھی اس پر عمل کیا ہے۔

پھر ابو سعید ہجویریؒ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: اس وقت غزنی میں بھی ایک پیر صاحب کرامت موجود ہے خدا اس کو تا دیر سلامت رکھے، اس کا نام توبہ ہے ابو حامد کی طرح اس کو بھی اپنے لباس پر اختیار نہیں، میں بھی اسی طریق کو پسند کرتا ہوں یعنی اگر گدڑی مل جاتی ہے وہی پہن

Marfat.com

لیتا ہوں قبا مل جائے تو اس سے بھی انکار نہیں، پشم کا جامہ اور سفید پیراہن بھی پہن لیتا ہوں۔ گو سفید میں دھونے کی تکلیف ضرور ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لباس میں آپ کسی خاص لباس کے پابند نہیں تھے۔ جو مل جاتا پہن لیتے، لیکن ایسے لباس کو پہننے سے اعتراض کرتے جو نمود و نمائش کا باعث ہوتا۔

خوراک

کھائے پیئے بغیر جان کا جسم کے ساتھ ناطہ برقرار رکھنا ممکن نہیں، صوفیا اور اولیاء اللہ لذت کام و دہن کے لئے نہیں بلکہ زندگی برقرار رکھنے کے لئے بہت کم کھاتے ہیں اور جو مل جائے اسی پر قناعت کرتے ہیں۔ حضرت علی ہجویریؒ بھی جو ان کو میسر ہوتا اللہ کی طرف سے تناول فرماتے۔ خوراک میں بھی لباس کی طرح تکلف نہیں تھا۔ آپ کا ارشاد ہے:

''مرید کے لئے بسیار خوری سب سے زیادہ نقصان دہ ہے''۔ اس لئے آپ نے زندگی بھر کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ کھانا کھاتے وقت آنحضرت ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے آپ نے کشف المحجوب میں فرمایا ہے کہ کھانا اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ، نظر اپنے لقمہ پر رکھو، کھانے کے دوران مکمل پیاس کے بغیر پانی نہ پیو صرف اتنا پیو کہ جگر تر ہو جائے، لقمہ بڑا نہ لو، خوب چبا کر کھاؤ، جلدی نہ کرو کہ اس سے بدہضمی ہے اور سنت کے بھی خلاف ہے، کھانے سے فارغ ہو تو اللہ کا شکر کرو اور ہاتھ دھولو۔

آخری عمر میں قیام لاہور کے دوران جب آپ کی قیام گاہ پر لوگوں کا آنا بکثرت ہو گیا تو لنگر کا اہتمام کیا جانے لگا ہر ایک کیلئے کھانا ایک جیسا ہوتا، جو پکتا آپ بھی اس میں سے تناول فرما لیتے جو آ گیا اسی پر قناعت کر لی۔ خوراک میں دودھ، سبزیاں، دالیں، چاول، گندم، گوشت اور دیگر اشیاء قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

راہ راست کی تلقین

حضرت سید علی ہجویریؒ لوگوں کو سیدھے راستے پر چلنے کی تلقین فرماتے تھے اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں فرمایا ہے اے دوست! میں اور تو پردیسی ہیں دعا کر کہ خدا ہم پر کرم کرے اور اپنی یاد کا ذوق عطا کرے۔ میں بے چارہ یہاں آشکارا آوارہ ہوں اور ہر دم محبوب کا نام لیتا ہوں۔

تعریف اس بے نیاز خدا کی جس نے ہمیں عناصر اربعہ سے بنایا اور نعت پیغمبر کی کہ ہم حضور ﷺ کے امتی ہیں۔ فقیر بادشاہوں اور حاکموں کی دوستی اور ہم نشینی کو سانپ اور اژدھا کی دوستی جانے۔ فقیر کو بادشاہ کا قرب حاصل ہوتا ہے تو اس کا توشہ برباد ہو جاتا ہے۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ اگر تو ہفت ہزاری بھی ہو جائے تو کیا ہے آخر ایک مشت خاک ہے اور خاک ہی ہونا ہے۔ ایک قطرہ ہے پھر اتنا غرور کس لئے بالآخر دنیا سے تجھے جو کچھ ملنا ہے وہ چار گز کفن ہے اور خدا جانے وہ بھی ملے یا نہ ملے۔

مجھے ایک دوست کی بات یاد آتی ہے کہتا تھا اے دوست! خدا کی عنایت ہو تو جنگل میں جا کر خدا کی عبادت کروں اور کسی سے سوائے خدا کے نہ مانگوں اور میں (علی بن عثمان جلابی) اس کو دوست رکھتا ہوں ۔ جو قریب رہ کر دوست رہے۔ برائیوں سے بچے تا کہ بامراد ٹھہرے۔ بلاشبہ حضرت خضر علیہ السلام اولیاء اللہ کے دوست ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ اولیاء اللہ کو بقاء اور مشاہدہ ربانی ہوتا ہے۔

اے دوست! دنیا پانی کی کشتی ہے اور بن پانی کا ملک تو غوطہ خور بن ڈوبنے والا نہ بن وہ کہ جس سے کسی کو تجھ سے فیض ملے وہ نہ کہ جس سے کسی کا دل دکھے، دین پناہ

Marfat.com

بادشاہ کی خدمت یہ ہے کہ وہ روستم کا قلع قمع کرنے والا اور رعیت کے نفع ونقصان کو جاننے والا ہو۔

دنیا نہ ڈھونڈ دنیا مردار ہے، اوراس کا طالب کتا بیان کیا گیا ہے اور عقبیٰ کا بھی نہ بن اسے بھی عذاب جان، رضائے مولا کا طالب بن کیونکہ رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ حرص وہوس اور لالچ بے کار ہیں۔ انہیں ذلت سمجھ اور طمع نہ کر جس شخص نے قناعت کی عزت پائی، طمع کرنے والا ذلیل ہوا۔

اے طالب! اپنے حبیب لبیب کا غم پیدا کر۔ راہ خدا کا مرد راہ بن، رات عبادت میں بسر کر، حواس کو کھول، زیادہ اور کم نہیں، خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ چاہئے کہ کم ہنسیں اور بہت روئیں۔ صبح کے وقت دریا پر جا حضرت خضر علیہ السلام سے محبت کر اور اسم مذکور کا ذکر کرتا کہ منزل مقصود پر پہنچے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ
دس چیزیں دس چیزیں کو کھا جاتی ہیں

1- توبہ گناہ کو۔

2- چغلی عمل کو۔

3- جھوٹ رزق کو۔

4- صدقہ بلا کو۔

5- غم عمر کو۔

6- غصہ عقل کو۔

Marfat.com

7- تکبر علم کو۔

8- نیکی بدی کو۔

9- پشیمانی سخاوت کو۔

10- ظلم عدل کو۔

یہ باتیں دوستوں کو بتاتا ہوں تاکہ عمل کریں اور میرے حق میں دعائے خیر کریں۔ مجھے یاد رکھیں خدا کو پہچانیں اور غیر پر نگاہ نہ کریں۔ لازم ہے کہ تو خواہشات نفس کی طرف میل نہ رکھے لوگوں سے ملنا جلنا ترک کرے۔ تنہائی اختیار کرے اور جو نذرانہ ملے درویشوں میں تقسیم کردے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھے۔

خدا کے سوا کسی سے لو نہ لگائے کبھی قبر پر گزر ہو تو پڑھ کر اسے بخشے تاکہ وہ بھی تیرے حق میں دعا کرے۔ اگر کھجور کی گٹھلی بھی کسی کی تیرے ذمے ہے تو اسے ادا کردے اپنے پاس کچھ نہ رکھو، شرک نہ کر، جب تک جان میں جان ہے اسے وحدہ لاشریک خیال کر۔

Marfat.com

بابرکت عورتیں

یہ تمہاری کھیتیاں ہیں تم اس کا لباس اور یہ تمہارا لباس ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا عورتوں کے بارے میں ارشاد ہے ''عورتوں میں سے بابرکت عورتیں وہ ہیں، جن سے تکلیف کم ہو، خوبصورت ہوں اور جن کے مہر تھوڑے ہوں، مگر بایں ہمہ یہ فساد کی جڑ ہیں اور آفت کی پرکالہ ہیں۔ ایک اور جگہ آپ نے مزید فرمایا کہ

> ''اپنے بعد مردوں کو زیادہ نقصان پہنچانے والا فتنہ عورتوں کے سوا میں نے کوئی نہیں دیکھا'' حضرت داتا گنج بخشؒ نے بھی اپنی کتاب کشف المحجوب میں عورتوں کو فتنہ قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ بہشت میں سب سے پہلا فتنہ جو آدم علیہ السلام پر مقدر ہوا اس کی اصل بھی عورت تھی۔ پہلا جو فتنہ دنیا میں ظاہر ہوا یعنی ہابیل قابیل کی لڑائی اس کا سبب بھی عورت تھی اور جب خدا تعالیٰ نے چاہا کہ وہ فرشتوں کو عذاب دے تو اس کا سبب بھی عورت ہی کو قرار دیا''۔

اور آج کے دن یعنی حضرت کے زمانہ 465ھ تک دینی اور دنیاوی فتنوں کے تمام اسباب کا محرک بھی عورتیں ہیں۔

مزار اقدس پر اولیائے عظام اور بادشاہوں کی حاضری

اللہ کے خاص بندے جہاں آسودہ خاک ہوتے ہیں وہاں سے کروڑوں اور اربوں کی تعداد میں مخلوق اس چشمہ رحمت سے اپنی روحانی پیاس بجھاتی ہے۔ خدا کی رحمت کا نزول اور فیض کا دریا دن رات وہاں رواں رہتا ہے اور یہاں عوام بھی آتے ہیں، خواص بھی، غریب بھی، امیر بھی، محتاج بھی، بادشاہ بھی اور فقیر بھی، جو سکون قلب کی دولت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ وہ لوگ بھی فقر و تصوف کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں جو اللہ کے ولیوں کے مزاروں پر بیٹھ کر چلہ

Marfat.com

کشی کرتے ہیں، بے شمار ایسے ولی جن کا تعلق دہلی، پنجاب آگرہ اور راجپوتانہ کے علاقوں سے تھا۔ آپ کے مزار اقدس پر چلہ کشی کی اور روحانی فیض حاصل کیا، اور اسلام کو پھیلایا۔ جن اکابرین نے آپ کے مزار مقدس پر حاضری دے کر فیض و برکت حاصل کی ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ، حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت شیخ بہلول دریائی قادریؒ، حضرت مادھولال حسینؒ، حضرت شیخ حسن علائی سہروردی حسو تیلیؒ، حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ عنایت قادریؒ، اس کے علاوہ جن بادشاہوں کو آپ کے مزار اقدس پر حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ان میں شہزادہ داراشکوہ، ظہیر الدولہ، ابراہیم غزنوی، سلطان الدولہ بن ارسلان شاہ غزنوی، سلطان معز الدولہ غزنوی، سلطان بن بہرام شاہ، سلطان خسرو شاہ غزنوی، سلطان خسرو ملک، سلطان محمود غوری، سلطان قطب الدین ایبک، سلطان شمس الدین التمش، سلطان غیاث الدین بلبن، شہنشاہ جلال الدین اکبر، نورالدین جہانگیر، شہاب الدین، شاہ جہاں، اورنگ زیب عالمگیر، نواب عبدالصمد خان، دلیر جنگ، عزالدولہ خان بہادر، نواب زکریا خان، نواب یحییٰ خان، نواب معین الملک اور بھی بہت سی نامور شخصیات کو دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔ اب ان شخصیات میں سے چند نامور ہستیوں کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ جب لاہور تشریف لائے تو آپ نے داتا صاحب کے مزار پر چالیس دن چلہ کشی کی۔ جب آپ لاہور پہنچے تو اس وقت خاندان غزنوی غزنی شہر سے لاہور منتقل ہو چکا تھا اور یہ خاندان زوال پذیر تھا۔ شہاب الدین غوری پنجاب پر قبضہ کرنے کے بعد اجمیر پر قبضے کی کوشش کر چکا تھا اور اگرچہ اجمیر پر قبضہ کرنے میں وہ بارہا ناکام بھی ہوا، لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور جب حضرت معین الدین چشتیؒ کئی سالوں کی مسافت طے کرنے کے بعد اجمیر پہنچے تو شہاب الدین غوری نے اجمیر پر قبضہ کرلیا۔ کتابوں کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معین

Marfat.com

الدین چشتیؒ ایک مدت تک آپ کے مزار پر معتکف رہے۔ وہ حجرہ جہاں آپ کا قیام تھا حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار کی پائنتی کی طرف آج بھی موجود ہے۔ لاہور میں آپ کے قیام کی مدت کا تعین نہیں کیا جاسکتا، قیاس کیا جاتا ہے کہ آپ کئی سالوں تک یہاں قیام پذیر رہے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کا شمار بھی ان اولیائے عظام میں ہوتا ہے جنہیں حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار مبارک پر اقامت گزین ہونے کا شرف حاصل ہے اور ان کے آستانہ عالیہ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ مختلف روایتوں کے حوالے سے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ جس زمانے میں زہد و ریاضت کی منازل طے کر رہے تھے، انہی دنوں لاہور تشریف لائے ان بزرگ کا اصل نام خواجہ مسعود اجودھنی ہے۔

اجودھن پاک پتن کا پرانا نام ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین آپ کے دادا پیر تھے۔ یعنی آپ حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کے مرید تھے۔ جنہیں حضرت معین الدین کا خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے حضرت داتا صاحبؒ کی پائنتی کی طرف کچھ فاصلے کی وجہ سے اس کا نام فرید آستانہ مشہور ہوگیا۔ اس کے بعد اس جگہ کو ''فریدانہ'' کہنے لگے اور ہوتے ہوئے پھیلدانہ کہنے لگے یہ جگہ بہت مقدس ہے۔

کسی زمانے میں یہاں قبریں ہی قبریں تھیں لیکن اب قبروں کی صفائی کر دی گئی ہے۔ صرف عبادت گاہ کا مکان محفوظ ہے، آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ ازراہ عقیدت و محبت جب بھی مرقد مبارک پر حاضر ہوتے تو گھٹنوں اور کہنیوں کے بل رینگتے ہوئے حاضر ہوتے۔ آپ کے آباؤ اجداد بھی افغانستان سے ہندوستان آ کر آباد ہوئے تھے اور لاہور میں اقامت اختیار کی۔ آپ کے دادا قاضی شعیب اور والد قاضی جمال الدین سلیمانی لاہور میں قاضی کے

Marfat.com

عہدے پر فائز تھے۔ آپ کا اصل نام فریدالدین ہے، کہا جاتا ہے کہ بچپن میں آپ کی والدہ آپ کو نماز پڑھنے کیلئے کہتیں اور کہتی تھیں کہ جو بچے نماز پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مصلے کے نیچے سے شکر کی پڑیا انہیں انعام کے طور پر دیتا ہے۔

آپ جب نماز پڑھتے تو نماز پڑھنے سے پہلے ان کی والدہ مصلے کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیتیں اور جب آپ نماز پڑھتے تو نماز پڑھنے کے بعد شکر کی پڑیا وہاں سے لے لیتے۔ ایک دن آپ کی والدہ مصلے کے نیچے شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں' جب بیٹے سے پوچھا کہ کیا تم نے نماز پڑھی؟ آپ نے جواب دیا نماز بھی پڑھ لی اور شکر کی پڑیا بھی مل گئی، یہ سن کر آپ کی والدہ بہت حیران ہوئیں اور سمجھ گئیں کہ غیب سے مدد ملی ہے، چنانچہ اس دن سے وہ آپ کو گنج شکر کہہ کر پکارنے لگیں اور آپ اس لقب سے مشہور ہو گئے۔

آپ نے عبادت و ریاضت میں ایسے ایسے مجاہدے کئے، جن کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ دن بھر مراقبہ میں رہتے اور رات بھی غیر آباد کنویں میں الٹا لٹک کر عبادت کرتے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے حکم کے مطابق موذن آپ کو رسی سے باندھ کر کنویں میں الٹا لٹکا دیتا اور اس کا دوسرا سرا درخت سے باندھ دیتا۔

کثرت ریاضت اور چلہ کشی کرنے کے بعد آپ کو بلند مرتبہ ملا، تو آپ پاک پتن میں قیام پذیر ہو گئے اور زندگی کا بقیہ حصہ وہیں بسر کیا۔ وصال کے بعد آپ کو پاکپتن میں ہی دفن کیا گیا اور آپ کے مزار پر ہزاروں لوگ عقیدت اور محبت کے پھول ہر روز نچھاور کرتے ہیں۔

حضرت مادھولال حسینؒ

شہنشاہ اکبر جہانگیر کے زمانے میں یہ نامور درویش بھی داتا صاحب کے مزار پر حاضر ہوتے۔ حضرت مادھولال حسینؒ کو حضرت داتا گنج بخشؒ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی اور اپنے عقیدت مندوں میں آپ کی کرامات کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ آپ ایک عارف حق صوفی شاعر تھے۔

Marfat.com

آپ کا مزار باغبانپور کے قریب ہے۔ جہاں ہر سال مارچ کے مہینے میں آپ کا عرس تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے۔آپ کا عارفانہ کلام عوام میں بے حد مقبول ہے۔

حضرت شیخ بہلول دریائی قادریؒ

آپ حضرت شاہ لطیف بری امام (نور پور شاہاں راولپنڈی) کے خلیفہ تھے۔ جب آپ لاہور سے روانہ ہوئے تو اپنے مرید حضرت لال حسین قادریؒ کو حضرت داتا گنج بخشؒ کے سپرد کر گئے تھے۔

حضرت شیخ حسن علائی سہروردی حسو تیلیؒ

شیخ حسو تیلی کا زمانہ تھا اور حضرت مادھو لال حسین عالم شباب میں تھے۔ شیخ حسو تیلی چوک جھنڈا اندرون لوہاری دروازہ کی ایک دکان میں مقیم تھے۔ حضرت لال حسین اسی راستے سے اپنے مریدوں کے ہمراہ داتا دربار جایا کرتے تھے اور جب وہ شیخ حسو تیلی کی دکان پر پہنچتے تو وجد میں آکر خوب اچھل کود کرتے اور اپنے عارفانہ کلام سے لوگوں کو مسحور کرتے۔

آپ کو اس عالم میں دیکھنے کیلئے لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو جاتا اور آخر اسی طرح جلوس کی صورت میں مزار داتا گنج بخش جاتے، یہ منظر دیکھ کر شیخ حسو تیلی اپنی دکان چھوڑ کر جلوس میں شامل ہو جاتے۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ

حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ کئی بار لاہور تشریف لائے' آپ نے حضرت داتا گنج بخشؒ کے فیض و برکات کی وجہ سے لاہور کو "قطب ارشاد" کا درجہ دیا۔ آپ کا یہ خراج تحسین حضرت داتا گنج بخشؒ کی وجہ سے ہے۔

Marfat.com

شہزادہ داراشکوہ

شاہ جہاں کا سب سے بڑا شہزادہ داراشکوہ ایک صوفی منش شہزادہ تھا۔ تصوف کے موضوع پر اس کی بہت سی کتابیں ملتی ہیں۔ تصوف کی ایک کتاب ''سفینۃ الاولیاء'' میں وہ لکھتا ہے کہ ''چالیس روز متواتر یا چالیس جمعرات تک اگر کوئی شخص حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضری دے اور خدا کو یاد کرتے ہوئے اپنی حاجت بیان کرے اور آپ کی روح سے مدد چاہے تو انشاءاللہ وہ اپنے دل کی مراد حاصل کرلے گا''۔ اپنے بارے میں لکھتا ہے کہ ''میں چالیس روز متواتر حضرت کے مزار اقدس پر حاضر ہوتا رہا اور جو میرے دل کا مقصد تھا وہ جناب الٰہی نے بہ طفیل حضرت پیر علی مخدوم ہجویریؒ پورا کر دیا''۔

ظہیرالدولہ ابراہیم غزنوی

سب سے پہلا بادشاہ جس نے مزار اقدس پر حاضری دی۔ وہ ظہیر الدولہ ابراہیم غزنوی افغانستان اور پنجاب کا حکمران تھا۔ اس وقت حضرت کی وفات کو صرف آٹھ سال گزرے تھے۔ اسی بادشاہ نے اپنے عہد حکومت میں مقبرہ کی تعمیر کرائی۔ ظہیرالدولہ ابراہیم غزنوی کی وفات کے بعد اس کا بیٹا علاؤالدولہ مسعود تخت نشین ہوا۔ وہ خود ہندوستان نہیں آیا، لیکن اس کے امیر اور سپہ سالار امیر معزالدولہ اور طغاتگین جو یکے بعد دیگرے سپہ سالار نامزد ہوئے، لاہور آئے اور آپ کے مزار پر حاضری دیتے رہے۔ علاؤالدولہ مسعود کے بعد اس کا بیٹا سلطان الدولہ ارسلان تخت شاہی پر متمکن ہوا۔ وہ 510ھ میں سلطان سنجر سے شکست کھانے کے بعد ہندوستان چلا آیا تھا اور چونکہ اس زمانے میں لاہور ہی دارالخلافہ تھا اس لئے ارسلان شاہ بھی یقیناً لاہور آیا ہوگا اور یہ ممکن نہیں کہ وہ غزنوی ہو کر مزار داتا پر حاضر نہ ہوا ہو۔ ارسلان شاہ کے بعد اس کا بیٹا سلطان معزالدولہ بہرام شاہ بن مسعود تخت پر بیٹھا تو اپنے باغی سپہ سالار محمد باہیم جس نے شاہ ارسلان کے خلاف علم

Marfat.com

بغاوت بلند کیا تھا شکست دیتا ہوا لاہور پہنچا۔اس کو قید کیا اور مزار پر حاضری دی۔اسی بادشاہ کے زمانے میں غزنوی سلطنت کو زوال ہوا اور غوری خاندان نے عروج حاصل کرنے کے بعد تاج و تخت پر قبضہ کرلیا اور وہ حکمران بھی مزار پر آتے رہے۔اس کے بعد جتنے بھی خاندان مثلاً خاندان غلاماں، خاندان سادات، لودھی، مغلیہ ان میں سے جتنے بادشاہ لاہور آئے، انہیں مزار پر آنے کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔مہاراجہ رنجیت سنگھ بھی سکھ ہونے کے باوجود عقیدت اور محبت رکھتا تھا اور مزار کا بہت ادب احترام کرتا، نذرانے کے روپے بھیجتا اور کبھی کبھار خود بھی حاضر ہوتا تھا۔ بادشاہوں اور شہنشاہوں کے علاوہ لاہور کے مقامی حکام، صوبیدار، نواب، ناظم سب کو اس آستانہ عالیہ سے محبت اور عقیدت تھی، ہے اور رہے گی۔

سماع اور حضرت داتا گنج بخشؒ

سماع کے بارے میں علماء اور صوفیاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔حضرت داتا گنج بخشؒ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں مختلف صوفیاء کے اقوال نقل کئے ہیں لیکن سب سے ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر کوئی اس کا اہل نہیں اس کا ظاہر فتنہ ہے اور باطن عبرت۔حلال کے لئے حلال ہے اور حرام کے لئے حرام یعنی اگر دل میں حق کا خیال ہے تو سماع اس کو حق رسائی ہی کے لئے آمادہ کرے گا اور اگر وہ اس سے محض نفس کو ہی خوش رکھنا چاہتا ہے اور باطن طلب رکھتا ہے تو اس کی طبیعت میں فساد ہوگا اور وہ خطا کھائے گا۔

یہ بات سماع کی شرائط میں سے ہے کہ بغیر ضرورت سماع نہ کیا جائے اسے عادت نہ بنایا جائے کبھی کبھار سننا چاہئے تاکہ اس کی عظمت دل سے کم نہ ہو، سماع کے وقت مرشد، پیر شیخ کا ہونا لازمی ہے۔سماع کی محفل عوام سے خالی ہو قوال معزز ہوں، دل دنیاوی مشاغل سے خالی اور طبیعت لہو ولہب سے پاک ہو، کسی معاملے میں تکلف نہ ہو دل میں جب تک سماع کا تقاضا نہ ہو، ضروری نہیں کہ اس میں بلاوجہ مبالغہ کیا جائے سماع کی قوت اور تقاضا پیدا ہو جائے تو اسے رد نہیں کرنا چاہئے

Marfat.com

وقت کی پیروی کرنی چاہئے۔

سماع کی ابتدا حضرت داؤد علیہ السلام سے ہوئی ہے۔لحن داؤدی کا خطاب آج بھی خوبصورت آواز کو دیا جاتا ہے،آپ کو خدا نے خوبصورت آواز سے نوازا تھا جس کو جنگل کے پرندے بھی سن کر جھوم اٹھتے تھے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کے پیر طریقت شیخ ابوالفضل ختلیؒ سماع کے قائل تو تھے مگر ان کا یہ کہنا تھا کہ یہ ان لوگوں کا توشہ ہے جو ابھی درمیانی منزل میں ہوں جو منزل پر پہنچے ہوئے ہوں ان کو سماع کی حاجت نہیں۔

حضرت داتا گنج بخشؒ خود بھی سماع کے قائل تھے اور سماع کیا کرتے تھے اور حالت وجد میں آجاتے مگر وہ اس بات کو عام نہیں کرنا چاہتے تھے کیونکہ ہر ایک کو وہ اس کا اہل نہیں سمجھتے تھے اس لئے کہ جب ایک بزرگ نے آپ کو آکر بتایا کہ اس نے سماع کے مباح ہونے پر ایک کتاب لکھی ہے تو آپ نے فرمایا بڑا ظلم کیا، اس سے دین میں خرابی پیدا ہوگی، ایک کھیل کو جو گناہوں کا اصل ہے حلال کر دیا ہے اس نے کہا پھر آپ خود کیوں سماع کرتے ہیں فرمایا سماع کے لئے طبیعتوں میں مختلف حکم ہیں، جیسے کہ دلوں میں ارادے مختلف ہیں اگر دل میں حلال کی تاثیر ہے تو سماع مباح ہے اور اگر حرام کی تاثیر ہے تو سماع حرام ہے اگر مباح کی تاثیر ہے تو سماع مباح ہے۔آپ سماع کے قائل تو تھے،لیکن جب کچھ لوگ سماع کے پردے میں عیش وعشرت کا سامان مہیا کرنے لگے اور اس طرح انہوں نے ایک آفت پیدا کر دی اور شریعت میں خلل اندازی ہونے لگی تو آپ نے اعلان فرمادیا۔

> ''میں عثمان بن جلابی کا بیٹا علی اس کو زیادہ دوست رکھتا ہوں جو سماع میں نہ پڑے اور طبیعت کو پریشان نہ کرے، کیونکہ (نادانوں اور ظاہر بینوں) کیلئے اس میں بڑے خطرے ہیں اور بڑی آفت یہ ہے کہ عورتیں کسی اونچے مقام

Marfat.com

سے سماع کی حالت میں درویشوں کو دیکھتی ہیں اور نوجوان اور نوخواستہ (بے ریش وبروت اور خام طبع لڑکے) ان مجلسوں میں شامل ہوتے ہیں جن سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس آفت سے چونکہ آپ سماع کی مجلسوں میں شریک رہے تھے اور سماع کے قائل رہے تھے (جو کچھ مجھ پر گزرا ہے) (آئندہ کے لئے) استغفار پڑھتا ہوں اور خداوند تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں کہ میرے ظاہر اور باطن کو آفتوں سے نگاہ رکھے۔ (کشف المحجوب)

حضرت داتا گنج بخش اور منصور حلاجؒ

حسین بن منصور حلاج کی شخصیت اہل دانش اور علم وفضل کے درمیان ہمیشہ سے متنازعہ چلی آرہی ہے۔ ایک گروہ انہیں سرتاج صوفیا سمجھتا ہے جب کہ دوسرے کے نزدیک حسین بن منصور حلاج مرتد اور ملحد تھا، لیکن یہاں ہمیں حضرت داتا گنج بخشؒ کی رائے منصور حلاج کے بارے میں دیکھنی ہے کہ وہ ان کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

حسین بن منصور حلاج کی کنیت ابومغیث ہے اور ان کا پورا نام ابو مغیث عبداللہ بن احمد بن ابی طاہر حسین بن منصور حلاج ہے۔ ان کا تعلق ایران کی سرزمین سے ہے، آپ 644ھ میں شہر بیضاء میں پیدا ہوئے اسی مناسبت سے آپ کو بیضوی بھی کہا جاتا ہے آپ کے والد پنبہ زنی یعنی روئی دھننے کا کام کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم ایران کے دارالخلافہ میں حاصل کی اور بارہ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا اور قرآن کو سمجھنے کے شوق نے انہیں گھر اور خاندان چھوڑنے پر مجبور کردیا۔ چنانچہ آپ نے سب کو خیر باد کہا اور حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ کے ارادت مندوں میں شامل ہوگئے۔ جنہوں نے منصور حلاج کو اربعین کلیم اللہ (موسیٰ علیہ السلام کے اتباع میں چلہ کشی) کی تعلیم دی، یہاں سے آپ بصرہ کی طرف چلے گئے اور حضرت حسن بصریؒ کے مدرسہ میں زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ عمرو بن عثمان مکیؒ سے تصوف کی تعلیم سے خود کو

Marfat.com

آراستہ کیا اور صاحب طریقت کا راستہ اختیار کیا اور پھر حسین بن منصور حلاج نے ابو یعقوب اقطع بصری کی بیٹی سے شادی کر لی۔ منصور بن حلاج کے ایک پیر طریقت عبداللہ عمرو بن عثمان مکی رحمتہ اللہ علیہ اس شادی سے خوش نہیں تھے کیونکہ ان کی منصور حلاج کے سسر ابو یعقوب اقطع بصری سے نہیں بنتی تھی اور نوبت سخت کلامی تک جا پہنچی تھی، اس صورت حال کو دیکھ کر منصور حلاج سخت پریشان ہوئے تو اس موقع پر حضرت جنید بغدادیؒ نے منصور حلاج کو صبر کی تلقین کی۔ کچھ عرصہ تو منصور صبر کے ساتھ حضرت جنید بغدادیؒ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے صبر کا مظاہرہ کرتے رہے بالآخر تنگ آ کر مکہ معظمہ چلے گئے۔

پہلی مرتبہ منصور حلاج 26 سال کی عمر میں فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ معظمہ گئے اور وہاں ان پر ایسی کیفیت طاری ہو گئی کہ مکہ سے واپسی پر اہواز میں لوگوں کو وعظ و تلقین کرنے لگے۔ یہاں ان کی قشری اور ظاہری صوفیوں سے مخالفت بڑھ گئی۔ چنانچہ تنگ آ کر منصور حلاج خراسان چلے گئے اور پانچ سال تک اس شہر میں مقیم رہے اسکے بعد اہواز واپس آ گئے اور یہاں سے پھر بغداد آ گئے اور پھر دوسری مرتبہ اپنے چار ہزار مریدوں اور عقیدت مندوں کے ہمراہ مکہ معظمہ زیارت کو چلے گئے۔ اس موقع پر لوگوں نے آپ کو شعبدہ باز کہا۔ دوسری بار حج سے فارغ ہونے کے بعد آپ ہندوستان اور ماوراالنہر کی سیاحت کو نکل گئے تا کہ مانی مذہب کے پیروکاروں سے ملاقات کر سکیں۔ ہندوستان سے دریائے سندھ کے راستے کشمیر چلے گئے اس کے بعد پھر واپس بغداد سے پھر مکہ معظمہ حج کے لئے تیسری بار روانہ ہوئے۔ اس سفر میں منصور حلاج عرفات میں قیام کے دوران اپنے خدا سے یوں التجا کرتے ہیں کہ "خدایا رسواء ایم کن تعتم کنند" اے خدا مجھے ذلیل کرتا کہ سب لوگ مجھ پر لعنت بھیجیں اور پھر جب مکہ معظمہ سے واپس بغداد پہنچے تو ان کی زبان سے ایسے کلمات نکلے، جن سے خدائی دعویٰ کی تعبیر ہوتی تھی۔ یہیں سے منصور حلاج کے بارے میں صوفیاء اور علم وفضل جاننے والے لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور منصور حلاج کے بارے میں

Marfat.com

دو آراء مخالف اور موافق قائم ہو گئیں۔ چنانچہ لوگوں کے طعنوں سے تنگ آ کر منصور حلاج نے بغداد کی جامع مسجد میں بلند آواز سے کہا ''مجھے قتل کر دو تا کہ مجھے آرام مل جائے اور تم بدلہ لے لو۔'' بغداد سے بھاگ کر اہواز چلے گئے اور پانچ سال تک لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہے، لوگ ان کو تلاش کرتے رہے اور آخر کار ان کو تلاش کر کے بغداد لایا گیا اور انہیں جیل خانہ میں ڈال دیا گیا۔ نو سال وہ زندان کی صعوبتیں اٹھاتے رہے۔ آخر بغداد کے بڑے قاضی ابو عمر حمادی کی صدارت میں ان کا احتساب ہوا۔ قاضی ابو عمر حمادی نے حلاج کے خون بہانے کو حلال قرار دیا اور ابو محمد حامد بن عباس وزیر خلیفہ المقتدر نے قاضی ابو عمر حمادی کی شہ پر خلیفہ سے حلاج کے قتل کا حکم لے لیا۔ چنانچہ 309ھ میں اس بندہ عشق وصبر و رضا کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ اس کے بعد اس کی لاش کے اعضاء کو کاٹا گیا، سر کو تن سے جدا کر دیا گیا اور لاش کو جلا کر اس کی راکھ دریائے دجلہ میں بہا دی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سال دریائے دجلہ میں اتنی طغیانی آئی کہ عراق کے شہر ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ حلاج نے بہت سی کتابیں لکھی جن میں (''طاین الازل والجواہر الاکبر الطواسین کتاب، الہیاکل، کتاب نور الاصل، کتاب الجسم الاکر، کتاب الکبریت الاحمر، کتاب الجسم والامغز اور کتاب رتبان المعرفت'') مشہور ہیں۔ لیکن نایاب ہیں حلاج بن منصور شاعر بھی تھے ان کا دیوان عربی زبان میں یورپ میں چھپ کر منظر عام پر آ چکا ہے۔ صوفیاء کا ایک گروہ انہیں رد کرتا ہے اور ایک گروہ قبول کرتا ہے۔ وہ لوگ جو منصور حلاج کو مرتد اور ملحد خیال کرتے ہوئے انہیں مردود سمجھتے ہیں یہ ہیں حضرت عمرو بن عثمان المکی (استاد حلاج) ابو یعقوب اقطع، ابو یعقوب ہنر جوزی، علی بن سہل اصفہانی۔ جن مشائخ نے انہیں قبول اور پسند کیا ان کے نام یہ ہیں شیخ ابو عبداللہ محمد بن حنیف، ابو العباس ابن عطاء، شیخ ابو القاسم نصر آبادی۔ حضرت داتا گنج بخش کی رائے ہے کہ

''ایک گروہ انہیں ساحر کہتا ہے لیکن ہمارے زمانے میں شیخ المشائخ ابو سعید ابو الخیر شیخ ابو القاسم گورگانی و شیخ ابو العباس اشقانی حسین بن منصور حلاج کو صاحب

Marfat.com

سر محمول کرتے ہیں اور وہ ان بزرگوں کے نزدیک بزرگ تھے۔استاد ابوالقاسم قشیریؒ کہتے ہیں کہ اگر حلاج ارباب حقیقت و معانی میں سے تھے تو انہیں کوئی چیز بھی خلقت سے جدائی کے باعث حق سے جدا نہیں کر سکتی تھی اور اگر وہ مجود طریقت و مردود حق تھے تو خلقت کی پسندیدگی سے وہ درجہ قبولیت حاصل نہیں کر سکتے تھے اس لئے ہم ان کا حکم ماننے سے پرہیز ہی کرتے ہیں لیکن حقیقت کی صورت میں جو نشانیاں ہم نے ان میں پائیں ان کے باعث ہم نے انہیں بزرگ سمجھا۔ جہاں چند مشائخ کے سوا دوسرے ان کا انکار نہیں کرتے اور میں (علی بن عثمان الجلابی) نے بغداد اور اس کے گردونواح میں حلاج کی پچاس تصانیف دیکھی ہیں اور ایک گروہ اس جواں مرد کو ساحر، شعبدہ باز کہتا ہے جو محال ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک جادو بھی کرامت کی طرح حق ہے، لیکن جادو کا اظہار بوقت حال درجہ کفر ہے اور غلبہ حال میں کرامت کا اظہار کمال معرفت ہے چنانچہ ایک ناراضی خدا اور دوسرے رضائے خدا پر منتج ہوتا ہے اور کرامات کے اثبات میں، میں نے ایک مفصل باب باندھا ہے اور اہل بصیرت اس بات پر متفق ہیں کہ اہل سنت میں سے مسلمان خاسر و ساحر نہیں ہو سکتا اور کافر معزز نہیں ہو سکتا جو مجموعہ اضداد ہو۔ حسین بن منصور حلاج ایسے حال میں تھے اور اس حال میں نماز اور ذکر مناجات میں مشغول رہتے تھے، ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور حمد و ثناء کرتے رہتے تھے اور توحید میں نکات لطیفہ بیان کرتے رہتے تھے اگر ان کے افعال سحر پر مبنی ہوتے تو تمام نماز، روزہ اور ذکر و مناجات کے بغیر کسی سے صادر نہیں ہو سکتیں، آگے چل کر فرماتے ہیں کہ "اللہ کا شکر ہے کہ میرے دل میں انکی عزت ہے۔"

Marfat.com

حکایات حضرت داتا گنج بخشؒ

وہ لوگ جو خدا تعالی اور حق کے راستے کے لئے اپنی جانیں وقف کر دیتے ہیں عام لوگوں کی نسبت خدا تعالی کی طرف سے آزمائش سے گزرتے ہوئے زیادہ دکھ پریشانیوں اور مصائب کا شکار ہوتے ہیں اور انہی دکھوں اور پریشانیوں سے وہ زندگی کے تجربات حاصل کرتے ہیں۔ ایسے تجربات جن کی عام آدمی تک رسائی نہیں ہوتی اور معرفت کے اس درجے تک پہنچتے ہیں، جہاں رشد و ہدایت کے چراغ روشن ہوتے ہیں اور انکے قلب و نظر میں نور الٰہی کی شمع روشن ہو جاتی ہے اور وہ لوگوں کے لئے رہبر کامل کا درجہ اختیار کر لیتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کا شمار بھی انہی ولیوں اور صوفیوں میں ہوتا ہے جنہیں درجہ ولایت تفویض کیا گیا، ایسے بزرگوں کے واقعات اور حکایات بڑے ایمان افروز ہوتے ہیں جن کو پڑھنے سے انسان کو درس عبرت بھی حاصل ہوتا ہے اور دل میں حق کی لگن اور تڑپ بھی پیدا ہوتی ہے۔ قلب و نظر کی اصلاح کے لئے ان حکایات کا مطالعہ ہمارے لئے باعث تسکین اور باعث نجات ہے، حضرت علی ہجویریؒ نے مختلف واقعات کے بارے میں اور مختلف بزرگان دین کے بارے میں جن خیالات کا اظہار اپنی کتاب کشف المحجوب میں کیا ہے، ان میں چند ایک حکایات کو بیان کیا جاتا ہے تا کہ انسان اپنے ظاہر باطن کی اصلاح کی طرف توجہ دے سکے اور ہماری روح تلاش حق کے لئے بیدار ہو جائے۔ (آمین)

حضرت امام حسنؓ کی بردباری اور تحمل

حضرت داتا گنج بخشؒ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں حضرت امام حسنؓ نواسہ رسول ﷺ کی بردباری اور حلم کے بارے میں فرمایا ہے کہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک اعرابی حضرت امام حسنؓ کے مکان پر کوفے میں آیا اس وقت حضرت امام حسنؓ اپنے گھر کے دروازے کے باہر تشریف فرما تھے۔ اس اعرابی نے آتے ہی آپ کو اور آپ کے والدین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ اٹھے

Marfat.com

اور اس سے فرمانے لگے کہ اے اعرابی! اگر تم بھوکے ہو تو تمہارے لئے کھانا منگوایا جائے، اگر پیاسے ہو تو پانی پلایا جائے تم بتلاؤ آخر تمہاری پریشانی اور تکلیف کا باعث کیا ہے۔

وہ کہنے لگا تم ایسے تمہارے والدین ایسے ویسے (فضول بکواس کرنے لگا) حضرت امام حسنؓ نے غلام کو حکم دیا کہ اندر سے دینار کی تھیلی لاؤ اور جب تھیلی لائی گئی تو آپ نے اسے اعرابی کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا مجھے معاف کرنا اس وقت میرے گھر میں اس کے سوا اور کچھ موجود نہیں ہے اگر ہوتا تو تم سے بچا کر نہ رکھتا، یہ سن کر وہ اعرابی پکار اٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے فرزند ہیں، میں آپ کے حوصلے اور حلم کے امتحان کی خاطر یہاں آیا تھا اور یہی صفت محققین مشائخ کی ہے کیونکہ ان کے نزدیک تعریف و تنقیص برابر ہوتی ہے اور بدکلامی کا ان پر اثر نہیں ہوتا۔

حضرت امام حسینؓ کی دریا دلی

حضرت داتا گنج بخشؒ نے یہ حکایت بیان کی ہے کہ ایک دن ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کے صاحبزادے میں ایک درویش اور صاحب اولاد شخص ہوں۔ آج رات مجھے کچھ کھانے کو دیجئے، حضرت امام حسینؓ نے اس سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ ہمارا روزینہ ابھی راستے میں ہے۔

آجائے گا ابھی اس بات کو زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ لوگ حضرت امیر معاویہ کی طرف سے آپ کے پاس پانچ تھیلیاں لے کر آئے، تھیلی میں ہزار دینار تھے، لوگوں نے عرض کی اور بتایا کہ حضرت امیر معاویہ آپ سے معذرت چاہتے ہیں کہ یہ تھوڑی سی رقم خرچ کیجئے پھر اس کے بعد اس سے بہتر امداد کی جائے گی۔

حضرت امام حسینؓ نے اس درویش کی طرف اشارہ کیا اور وہ پانچ تھیلیاں اسے عنایت فرمادیں اور اس سے معذرت کی کہ تھوڑی دیر ہوگئی اور یہ بے قدر سا عطیہ ہے جو تجھے ملا اگر مجھے معلوم

Marfat.com

ہوتا کہ یہ رقم اتنی تھوڑی ہے تو نہیں انتظار کے لئے نہ کہتا، ہمیں معذور سمجھنا کہ ہم اہل بلا ہیں ہم دنیا کی تمام راحتوں اور نعمتوں سے دستبردار ہو چکے ہیں اور اپنی خواہشات کو کم کر کے دوسروں کی خواہشات کے لئے زندہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مرتبہ

حضرت داتا گنج بخشؒ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ مشائخ آپ کو اہل مشاہدہ کا سردار سمجھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہا آپ سے روایات اور حکایات بہت تھوڑی تعداد میں مروی ہیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کو دین کے بارے میں شدت اور معاملات میں سختی کی وجہ سے مجاہدہ میں اول خیال کرتے ہیں۔

صحیح احادیث میں آیا ہے اور اہل علم کے ہاں یہ واقعہ مشہور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ رات کے وقت نماز پڑھتے تو قرآن مجید کی آیات آہستہ آہستہ پڑھتے، آنحضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا کہ تم آہستہ تلاوت کیوں کرتے ہو، انہوں نے کہا کہ اس وجہ سے کہ میں جانتا ہوں کہ جسے میں پکار رہا ہوں وہ دور نہیں ہے اور اس کے سامنے آہستہ یا بلند پڑھنا برابر ہے، یہی بات آپ نے حضرت عمرؓ سے دریافت فرمائی کیونکہ حضرت عمرؓ نماز میں رات کو آیات بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

انہوں نے جواب دیا '' میں سونے والوں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں'' یہ مجاہدے کی بات ہے جب کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اشارہ اور مشاہدے کی طرف تھا اور مجاہدے کا مقام مشاہدے کے سامنے وہی ہے جو قطرے کا سمندر کے سامنے ہے، اس لئے آنحضور ﷺ نے فرمایا اے عمرؓ تو ابوبکر صدیقؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے حصے میں ہو۔ جو شخص یعنی حضرت عمر فاروقؓ اسلام کے لئے باعث عزت ہے، اگر وہ حضرت ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی کے برابر ہے تو باقی دنیا کس شمار میں ہے۔

Marfat.com

حضرت علیؓ کا ایثار

کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخشؒ نے حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا ہے کہ ہجرت کی رات جب آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ غار ثور میں مکہ سے باہر تشریف لے گئے اور حضرت علیؓ آپ کے بستر پر محو خواب ہو گئے اور اسی روز کفار نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا پکا ارادہ کیا ہوا تھا، تو خدا تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ و میکائیلؑ سے کہا کہ میں نے تم دونوں کے درمیان برادری قائم کر دی ہے اور ایک کی زندگی دوسرے سے دراز تر کر دی اب تم دونوں میں سے کون ہے جو اپنے بھائی کی خاطر ایثار کرنے اور اپنی جان اور زندگی اسے دے دے اور خود مرنا قبول کر لے۔

دونوں نے اپنے لئے زندگی کو اختیار کیا اور دوسرے کی خاطر مرنا کسی نے قبول نہ کیا تب ان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذرا علیؓ کا شرف ملاحظہ فرماؤ اور دیکھو کہ تم پر انہیں کیسی فضیلت حاصل ہے کہ عین اسی طرح ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان رشتہ برادری میں نے قائم کیا لیکن دیکھو انہوں نے اپنے قتل اور موت کو اختیار کیا اور اپنے رسول اللہ ﷺ کی جگہ سو گئے جان پیغمبر ﷺ پر قربان کر دی اور اپنی زندگی کو ہلاکت میں ڈال کر ان پر قربان کر دیا۔ پس اب جاؤ اور زمین پر جا کر انہیں دشمنوں سے پناہ میں رکھو، تب جبرائیلؑ و میکائیلؑ آئے۔

ایک ان کے سرہانے اور دوسرا پاؤں کی طرف بیٹھ گیا اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے ابن ابی طالبؓ! خوش ہو جائیے آپ جیسا خوش بخت کون ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام فرشتوں سے بڑھ

Marfat.com

کر آپ پر فخر ہے جس کا ترجمہ ہے ''اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنے نفس کو بیچ دیتا ہے اور بلا شبہ اللہ تعالی اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے''

حضرت امام زین العابدینؓ کی سخاوت

حضرت داتا گنج بخشؒ نے کشف المحجوب میں ایک مقام پر حضرت امام زین العابدینؓ کے بارے میں ایک حکایت یوں بیان کی ہے کہ ہشام بن عبدالملک بن مروان ایک سال حج کو آیا خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ جب حجر اسود کو بوسہ دینے کا ارادہ کیا تو لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے اسے راستہ نہ ملا وہ منبر پر چڑھ گیا اور خطبہ پڑھنے لگا۔ اسی وقت حضرت امام زین العابدینؓ تشریف لائے، چہرہ چودہویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوا اور لباس خوشبو سے معطر انہوں نے طواف کیا۔ جب حجر اسود کے پاس آئے تو لوگ احتراماً ایک طرف ہو گئے اور آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، ہشام بن عبدالملک سے کسی نے کہا کہ آپ بادشاہ ہیں، لیکن حجر اسود تک آپ نہیں پہنچ پائے، وہ جواب آیا تو سب ایک طرف ہٹ گئے اور حجر اسود کو اس کے لئے خالی کر دیا۔ ہشام نے کہا کہ میں اس کو نہیں جانتا ہشام کا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ لوگ حضرت زین العابدینؓ کو پہچان کر اور ان کی طرف داری کر کے ان کو امیر نہ بنالیں۔

اس وقت اپنے وقت کا مشہور شاعر فرزدق موجود تھا اس نے کہا میں جانتا ہوں لوگوں نے کہا تو بیان کرو وہ کون ہے اس کے چہرے سے کیا رعب ٹپک رہا ہے فرزدق نے کہا میں نسب اور اس کی صفات بیان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر فرزدق نے ایک قصیدے کے کچھ اشعار پڑھے جس میں خاندان نبوت کی تعریف کی گئی تھی۔

ہشام یہ اشعار سن کر غصے میں آ گیا اور اس نے فرزدق کو مدینہ اور مکہ کے درمیان عسفان کے مقام پر قید کر دیا۔ جب حضرت زین العابدینؓ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے بارہ ہزار درہم فرزدق کو بھجوائے اور کہلا بھیجا کہ ہم مجبور ہیں، اس سے زیادہ ہمارے پاس نہیں، فرزدق نے وہ روپیہ یہ کہہ

Marfat.com

کروا پس کر دیا کہ اے فرزند پیغمبر! میں تمام عمر مال و زر کے لئے بادشاہوں اور امیروں کے قصائد لکھتا رہا ہوں اور ان کی تعریف میں جھوٹ بولتا رہا ہوں، یہ اشعار میں نے اہل بیت کی تعریف میں کفارے کے طور پر کہے ہیں، جب یہ پیغام حضرت زین العابدینؒ کو ملا تو انہوں نے رقم واپس بھجوادی اور فرمایا۔

''اے فرزدق اگر تمہیں واقعی ہمارے ساتھ عقیدت ہے، تو یہ خیال کرو کہ ہم جو کچھ دے چکے ہیں اسے واپس نہ لیں گے ہم اس کی ملکیت سے دستبردار ہو چکے ہیں''۔

حضرت امام جعفر صادقؒ کا واقعہ

حضرت داتا گنج بخشؒ اپنی کتاب کشف المحجوب میں بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ داؤد طائی حضرت جعفر صادقؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے فرزند رسول اللہ ﷺ! مجھے نصیحت فرمایئے، کیونکہ میرا دل سیاہ ہو چکا ہے آپؒ نے فرمایا کہ اے ابوسلیمان! آپ اپنے زمانے کے بڑے عابد و زاہد ہیں، آپ کو بھلا میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے، انہوں نے کہا کہ حضور آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی ہے، ساری مخلوق کو نصیحت کرنا آپ کا فرض ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابوسلیمان! مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کل قیامت کے دن میرے جد امجد میرا دامن نہ پکڑ لیں کہ تو نے میری متابعت کا حق کیوں ادا نہیں کیا۔ یہ معاملہ نسبت یا کسی دوسری چیز پر نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن عمل پر منحصر ہے، یہ سن کر حضرت داؤد طائی رونے لگے اور فرمانے لگے یا اللہ! جس کا خمیر نبوت کے پانی سے گوندھا گیا ہے، جس کی والدہ سیدہ بتولؓ ہے جب وہ اس حیرانی میں ہے تو داؤد بے چارہ کون ہے جو اپنے آپ کو کسی قطار میں شمار کرے۔

Marfat.com

حضرت اویس قرنیؓ کا واقعہ

حضرت داتا گنج بخشؒ نے کشف المحجوب میں حضرت اویس قرنیؓ کا ذکر کرتے ہوئے یہ حکایت لکھی ہے کہ آپ حضرت اویس قرنی آنحضور ﷺ کے دور مبارک میں موجود تھے لیکن آپ آنحضور ﷺ کی زیارت سے محروم رہے۔ اس کی دو وجوہات تھیں ایک تو غلبہ حال اور دوسری اپنی ضعیف والدہ کے حقوق کے پیش نظر۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ قرن کا ایک اویس نامی آدمی ہے جو قیامت کے روز قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بھیڑوں کے بالوں کی مقدار پر میری امت کی شفاعت کرے گا اور آپ نے اپنا چہرہ انور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ کی طرف کر کے فرمایا کہ تم دونوں اسے دیکھو گے وہ چھوٹے اور درمیانے قد کا لمبے بالوں والا آدمی ہے اور اس کے دائیں پہلو پر ایک درہم کی مقدار برابر سفید نشان ہے، جو چنبل کے علاوہ کسی اور چیز کا نہیں اور اس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر بھی اسی طرح کا سفید داغ ہے اور اس کو میری امت میں قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بھیڑوں کی مقدار شفاعت کا حق ملے گا۔ جب تم اسے دیکھو تو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میری امت کے لئے دعا کرے۔

چنانچہ حضرت محمد ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت عمرؓ مکہ مکرمہ تشریف لائے، حضرت علیؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے تو آپ نے اپنے خطبہ کے درمیان فرمایا اے اہل نجد کھڑے ہو جاؤ، نجد کے رہنے والے کھڑے ہوئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم میں قبیلہ قرن کا کوئی آدمی ہے، انہوں نے جواب دیا ہاں چنانچہ قرن کے رہنے والے کچھ لوگوں کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے حضرت اویس قرنیؓ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں اویس نام کا ایک دیوانہ آدمی ہے جو نہ تو آبادی میں آتا ہے اور نہ کسی شخص کے پاس بیٹھتا

Marfat.com

ہے اور نہ ہی وہ چیز کھاتا ہے جو لوگ کھاتے ہیں اور غم وخوشی میں شریک نہیں ہوتا جب لوگ ہنستے ہیں تو یہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو یہ ہنستا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں انہوں نے عرض کی کہ وہ تو اپنے اونٹوں کے ساتھ جنگل میں ہے۔ دونوں بزرگ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اٹھے اور قرن میں ان کے پاس پہنچے۔ حضرت اویس قرنیؓ اس وقت نماز میں مشغول تھے جب فارغ ہوئے تو انہیں سلام کیا اور اپنے پہلو اور ہتھیلی کا نشان دکھایا تا کہ انہیں معلوم ہو جائے پھر ان سے انہوں نے دعا کی وصیت کی، یہ حضرات تھوڑی دیر حضرت اویس قرنیؓ کے پاس ٹھہرے تب حضرت اویس قرنیؓ نے عرض کی کہ آپ حضرات نے تکلیف گوارا فرمائی اب آپ تشریف لے جایئے کہ قیامت نزدیک ہے، ہمیں وہاں ایسی ملاقات نصیب ہوگی کہ اس سے کبھی محروم نہیں ہوں گے، کیونکہ اس وقت میں سفر قیامت کا سامان تیار کرنے میں مصروف ہوں جب یہ دونوں حضرات عمرؓ اور حضرت علیؓ قرن سے واپس لوٹے تو انہیں حضرت اویس قرنیؓ کے مقام اور مرتبے کا اندازہ اور علم ہو چکا تھا، لہٰذا آپ وہاں سے کوفہ چلے گئے۔

بس ایک دن ہرم بن حیان نے آپ کو دیکھا اس کے بعد کسی نے نہیں دیکھا حتیٰ کہ جب حضرت علیؓ کے دور خلافت میں فتنہ برپا ہوا تو آپ وہاں آئے اور حضرت علیؓ کے ہمراہ آپ کے مخالفین کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ جنگ صفین کے روز شہادت پائی۔

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، کسی کو بھی اس سے مفر نہیں وہ نیک لوگ ہوں خواہ ان کا دامن گناہوں سے آلودہ ہو، وہ پیغمبر ہوں یا اولیاء ہر انسان کو اس دار فانی سے کوچ کرنا ہے چنانچہ وہ دن بھی آ گیا جب اس پیر طریقت کو زندگی کے حقیقی سفر پر روانہ ہونا پڑا، کسی بھی کتاب سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ آپ حضرت داتا گنج بخشؒ کتنے دن بیمار ہوئے اور کس مہینے کی کس تاریخ کو آپ نے رحلت فرمائی لیکن آپ کا عرس چونکہ ہر سال صفر کی انیس تاریخ کو ہوتا ہے اس لئے قیاس کیا جاتا ہے کہ آپ کا وصال اسی مہینے میں ہوا ہوگا، پیدائش کی طرح آپ کے سال وفات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ بہت سے محققین اور تذکرہ نگاروں نے آپ کا سال وفات بمطابق 1078ء سے اتفاق کیا ہے، ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

مولانا جامی اپنی کتاب "نفحات الانس" میں 465ھ لکھتے ہیں۔ میر غلام عباس آزاد بلگرامی نے ماثر الکرام نے، سامی بیگ نے" قاموس الاعلام میں، صباح الدین عبدالرحمان نے بزم صوفیہ میں، گنیش داس وڈیرا نے" چار باغ پنجاب میں" امام بخش نے حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار میں، مفتی غلام سرور لاہوری نے تاریخ مخزن پنجاب اور خزینۃ الاصفیاء میں، رائے بہادر کنہیا لال نے تاریخ لاہور میں شمس العلماء مولوی سید احمد دہلوی نے فرہنگ آصفیہ میں، مولانا عبدالماجد دریابادی نے تصوف اسلام میں، ملک الشعراء بہادر نے سبک شناسی میں، رحمان علی نے تذکرہ علماء ہند میں محمد دین فوق نے سوانح عمری حضرت داتا گنج بخشؒ میں، شمس العلماء سید عبداللطیف نے تاریخ لاہور انگریزی میں، نور احمد چشتی تحقیقات چشتی میں، شیخ محمد اکرم نے آب کوثر میں آپ کا سن وفات 465ھ قرار دیا ہے۔ جب کہ دارا شکوہ نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء

Marfat.com

میں 466ھ بمطابق 1173ء قرار دیا ہے مشہور متشرق پروفیسر نکلسن کا خیال ہے کہ آپ نے 465ھ اور 469ھ کے درمیان وفات پائی، عہد اکبری کے مورخ مرزالعل بخش لالی نے اپنی تالیف ثمرات القدس میں 465ھ تحریر کی ہے، اس کے علاوہ سامی بیگ نے اپنی کتاب قاموس الاحکام میں اور حاجی خلیفہ نے کشف انظنون میں 456ھ تحریر کی ہے۔اس کے علاوہ مزار مبارک کے اندرونی دروازے پر جو قطعہ درج ہے اس پر بھی سن وصال 465ھ درج ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ آپ کی اپنی تالیف کشف المحجوب سے نہ تو آپ کی تاریخ ولادت اور نہ ہی تاریخ کا پتہ چلتا ہے اور نہ ہی آپ کے ہم عصر مصنفین کی کتابوں سے آپ کی تاریخ وفات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔مختلف شہادتوں کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی تاریخ وفات 481ھ سے 500ھ کے درمیان ہے۔

سال وصال اور ولادت میں اختلاف کے باوجود یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ حضرت داتا گنج بخشؒ کا دور پانچویں صدی ہجری پر محیط ہے۔

مزار مبارک

حضرت داتا گنج بخشؒ نے اپنی زندگی کے 34 سال لاہور شہر میں گزارے اور اسی شہر میں ہی چندروز کی علالت کے بعد اس جہانِ فانی کو خیر باد کہا اور اپنے حجرے میں ہی جہاں ان کا قیام تھا انتقال فرمایا اور آپ کے خلیفہ حضرت شیخ ہندیؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو اسی مقام پر جہاں آپ نے وفات پائی تھی دفن کر دیا گیا۔ جہاں آج بھی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے اور آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرتا ہے۔

مقبرہ حضرت داتا گنج بخشؒ

سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی جب غزنی سے لاہور آیا تو اس نے حضرت داتا گنج

Marfat.com

بخشؒ کے مزار پر مقبرہ کی تعمیر کروائی۔ سلطنت کے اندرونی خلفشار کی وجہ سے سلطان ابراہیم کو تقریباً حضرت داتا گنج بخشؒ کے وصال کے آٹھ سال بعد ہندوستان کی طرف توجہ کا موقع ملا اور جب لاہور پہنچا تو آپ کے مزار پر حاضری دی اور مقبرے کی تعمیر کا حکم دیا، مزار تقریباً ڈیڑھ درعہ طول اور سات درعہ عرض ہے۔ ایک ہی سنگ مرمر کی سل سے تعمیر کیا گیا ہے، خدا جانے یہ تختہ سنگ مرمر جس سے یہ تعویز نکالا گیا ہے کس قدر بڑا ہوگا اردگرد جو دو چھوٹی قبریں ہیں وہ شیخ احمد حماد سرخسیؒ اور شیخ ابوسعید ہجویریؒ کی ہیں۔

اگر چہ اب مزار کا احاطہ کچھ بہت بڑا نظر نہیں آتا، لیکن یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ جو مزار بادشاہ کے حکم سے بنایا جائے اس کی وسعت کہاں تک نہ ہوگی اب بھی آثار وشواہد یہ بتاتے ہیں کہ مزار میں بہت سی زمین شامل تھی، لیکن کچھ ناجائز قابضین کے ہاتھوں کم ہوگئی۔

مقبرہ عالیہ پر ہر وقت ایک غلاف پڑا رہتا ہے، تعویز کے گرد ایک چوبی پنجرہ ہشت پہلو بنا ہوا ہے، جس کی میاں عوض خاں فیلبان راجہ رنجیت سنگھ نے 1240ھ 1824ء میں تعمیر کروایا تھا۔ پہلے اس مزار پہ گنبد نہیں تھا، چنانچہ 1278ء بمطابق 1861ء میں حاجی احمد سادھو کشمیری نے ایک نہایت خوبصورت گنبد بنوایا اور روضے کے گرد جو ہشت پہلو آئینے لگے ہوئے ہیں یہ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین مرحوم نے 1914ء میں لگوائے تھے، اس کے بعد مزار کی مرمت محمد گنائی کشمیری رئیس امرتسر نے کرائی۔ چبوترے کے گرد چاندی کا کٹہرا ہے یہ کٹہرا نواب غلام محبوب سبحانی کا بنوایا ہوا ہے۔ بلور کا ایک فانوس بھی روضہ اقدس کے تعویز سے کچھ اوپر لٹک رہا ہے، جو خان بہادر شیخ نصیر الدین التوفی 1920ء کا نذرانہ ہے۔

روضے کا گنبد ہشت پہلو بیضوی شکل کا ہے اندر کا فرش سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے۔ چھت کے اوپر قیمتی مخمل سے چھت گری کی گئی ہے۔ جس پر بہت خوبصورت کار چوبی کا کام کیا گیا ہے۔ 1938ء میں ماسٹر فیروز دین قلم کار نے پیتل پر رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کا نقشہ کھود کر بنایا

Marfat.com

اور اس پر گل کاری کی۔1823ء میں راجہ رنجیت سنگھ نے روضہ اقدس کی مرمت کروائی تھی اور نئی چھت ڈلوائی تھی، مزار مبارک کی سفیدی اور مرمت موراں طوائف، مہر نشان طوائف اور نواب شیخ امام دین صوبہ دار کشمیر نے کثیر رقم سے کروائی تھی۔

1943ء میں مولوی فیروز الدین مالک فیروز پرنٹنگ پریس لاہور نے روضہ مبارک کی کھڑکیاں نکلوا کر اس میں سنگ مرمر کی خوب صورت جالیاں لگوادی ہیں۔ جو سنگ تراشی کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ مولوی صاحب نے گنبد پر بھی بیش قیمت اور چمک دار چینی کی ٹائلیں لگوائی ہیں جس سے گنبد کی خوبصورتی میں اضافہ ہوگیا ہے، مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ اس پر تقریباً سات ہزار روپے کا سونا لگوا کر بنوایا تھا، موجودہ غلام گردش امیر النساء اہلیہ میاں شاہ نواز نے سنگ مرمر کی تعمیر کروائی تھی۔

روضہ مبارک کی چھت پر قرآنی آیات

روضہ مبارک کی چھت پر نظر کی جائے تو ہمیں اس کی چھت قرآن مجید کی آیات اور خدا تعالیٰ کے پاک اسماء مبارک سے مزین نظر آتی ہے۔ ان آیات کی نقاشی پاکستان کے مایہ ناز کاتب حاجی دین محمد لاہوری نے نہایت فن کاری اور مشاقی سے کی ہے۔ گنبد کے بڑی دائرے میں سورہ یاسین کی نقاشی کی گئی ہے۔ محرابوں پر حضورﷺ کی شان میں شیخ سعدی کے چند اشعار اور قرآن کریم کی بعض دوسری آیات کندہ ہیں۔ گنبد کے درمیانی حصے میں ایک بڑا تازہ بنا ہوا ہے جس کے گرد سورہ اخلاص کندہ کی گئی ہے اور باقی تمام جگہوں میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام بڑی خوبصورتی سے کندہ کیے گئے ہیں۔ مزار مبارک کی چھت پر آیات قرآنی اور خدا تعالیٰ کے اسمائے مبارک کے درمیان خالی جگہوں پر رنگین کام کیا گیا ہے۔ یہ تمام کام داتا صاحب کے ایک عقیدت مند میجر ابراہیم نے 2 رمضان 1960ء میں مکمل کیا تھا اور اس میں دو ماہ کا عرصہ صرف ہوا۔ قرآنی آیات کی کتابت کے درمیان خالی جگہ پر رنگوں کی آمیزش نے چھت کی خوبصورتی اور حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔

Marfat.com

سنہری دروازہ

حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار کے لئے دروازے کا یہ تحفہ اصفہان کے ایک کاریگر نے اصفہانی قالین کی طرز پر تعمیر کیا ہے۔ یہ چاندی کا دروازہ ہے اور اس پر سونے کا پانی کیا گیا ہے، دروازے کی پیمائش 18x9 فٹ ہے۔

دسمبر 1974ء کو پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے داتا دربار کے اس سنہری دروازے کی رسم افتتاح کی یہ دروازہ دربار کے جنوبی حصے میں، دربار کے سامنے سڑک کی جانب نصب ہے۔

قدیم کتب خانہ داتا دربار

مسٹر خالد محمود نے اپنی کتاب ''داتا گنج بخش اور ان کا عہد'' میں لکھا ہے ''افسوس کہ یہ بیش بہا تاریخی ذخیرہ بعض نااہل سرکاری ملازموں کی نالائقی سے ضائع ہو چکا ہے۔ جب محکمہ اوقاف نے داتا صاحب کے مزار کو اپنی تحویل میں لیا تو کسی نالائق افسر نے یہ سارے قلمی نسخے بوریوں میں ڈال کر راوی میں بہا دینے کے لئے بھیج دیئے۔ تاہم بعض اجزا دریا برد ہونے سے بچ گئے اور نوادر کے شیدائی فقیر مغیث الدین مرحوم کے ہاتھ لگ گئے اور یہ محفوظ ہو گئے، مرحوم نے اس تاریخی خزانے کے اتلاف ہونے کی کہانی خود بچشم نم سنائی اور بچے ہوئے اجزاء دکھائے۔ جن میں ایک اکبری دور کی خطاطی کا نمونہ ہے اگر یہ خزانہ نالائق اہلکاروں کے ہاتھ نہ لگتا تو آج دارالقرآن میں موجود ہوتا۔''

وہ قیمتی کتب کا خزانہ آپ کی وفات کے بعد ایک کتب خانے کی شکل میں موجود تھا۔ حضرت داتا گنج بخشؒ نے جب یہاں مسجد تعمیر کرائی تو اس کے ساتھ ہی ایک جھونپڑا تیار کرایا۔ آپ کے پاس کچھ کتب تھیں دوسرے علماء، فضلاء اور شیوخ نادر اور نایاب کتب جمع کرتے اور بطور تبرک کتب احادیث اور

Marfat.com

قرآن کریم ایصال ثواب لے کر آتے تھے، بادشاہ اور عوام اپنے ہاتھوں سے کلام پاک لکھ لکھ کر یہاں بھجواتے اور یہ کتابیں اور قرآن پاک کے قلمی نسخے یہاں جمع ہوتے رہتے۔

جس کمرے میں قرآن شریف رکھے جاتے تھے، وہ بھائی ہیرا صاحب کنور نونہال سنگھ نے بنوایا تھا، بعد میں رانی جنداں والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ نے اس کو اور زیادہ کشادہ کرایا تھا۔

ایک قرآن پاک نواب حیدر آباد دکن نظام مومن الملک علاؤالدولہ جعفر خان نصیری بہادر ناصر جنگ نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر نذرانہ پیش کیا تھا۔ انہوں نے قرآن مجید کے اور بھی نسخے اپنے ہاتھ سے لکھے، ان کو مدینہ منورہ میں آنحضورﷺ کے روضہ اقدس پر، اجمیر شریف میں حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ، دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ، حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ، حضرت سالار مسعود غازی اور جگہ میں حضرت سید گیسو دراز بند، نواز غریب نواز کے مقابر پر بھی ارسال کیا۔

نواب صاحب نے یہ قرآنی نسخہ 1724ء میں مجاور درگاہ حضرت داتا گنج بخشؒ کو نذر کیا۔ یہ جلد اس وقت ڈاکٹر محمد باقر ایم اے پی ایچ ڈی کے کتب خانے میں محفوظ ہے، تاریخ لاہور کے مصنف رائے بہادر کنہیا لال کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قرآن شریف محمد خاں چٹھہ احمد نگر قصبہ ضلع گوجرانوالہ نے بطور نذر پیش کیا تھا۔ ایک قرآن احمد بخش لاہوری نے پیش کیا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بھی ایک قرآن نذر کیا تھا، جس کی لمبائی دس گرہ تھی جو پشاور فتح کرنے کے بعد اس نے وہاں سے حاصل کیا تھا۔ اس طرح ایک اور قرآن پاک میاں صمد وکشمیری جو کہ پشمینہ کا سوداگر تھا، نے نذر کیا اس کا طول دس گرہ تھا۔ ایک اور نسخہ قرآن میاں غلام یاسین خوش نویس لاہوری کا نذر کردہ ہے۔ اس کا طول بھی دس گرہ ہے، ایک اور بہت قدیم قرآن مجید کا نسخہ جو بہاری خط میں تحریر کردہ ہے اور مشک سے لکھا گیا ہے اور قرآن شریف ملتانی خط میں تحریر کیا ہوا ہے۔ ایک قرآن پاک غزنوی حکمران سلطان ابراہیم غزنوی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ ایک اور قرآن سلطان شمس الدین التمش کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے حجرہ کلام پاک میں حضرت شیخ سعدیؒ اور

Marfat.com

سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی جلدیں بھی موجود ہیں۔ اورنگ زیب کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن داتا صاحبؒ کی مسجد کے امام کے پاس بھی محفوظ ہے' لیکن افسوس کا مقام ہے کہ جب 1960ء میں درگاہ کا انتظام محکمہ اوقاف نے سنبھالا تو نادر کتب قرآن حکیم کے نسخے اور دیگر تبرکات گنج بخش دریا برد کر کے ضائع کر دیئے گئے۔

جو عمارات ختم ہوگئیں

جنوب اور مشرقی حجرے یہ وہ دو منزلہ حجرے تھے جو فقراء اور مساکین کے قیام کے لئے تعمیر کیے گئے تھے اور جسے لاہور کے ایک امیر خان بہادر میاں محمد بخش دالگر نے بنوایا تھا جب دربار کی تجدید نو کی گئی تو ان حجروں کو گرا دیا گیا اور اب ان کی جگہ ایک عالی شان دروازہ بنا دیا گیا ہے اور سر سید مراتب علی نے اس خوبصورت دروازے کے اخراجات اٹھائے تھے۔

قیمتی پتھر

سرخ پتھر سکھوں کے عہد میں رنجیت سنگھ کے حکم سے مزار پر لگے ہوئے قیمتی پتھر اور جواہر سکھ حکمران نکال کر لے گئے اور اب نہ تو قیمتی پتھر ہیں اور نہ ہی جواہرات موجود ہیں۔

دالان سنگ سیاہ

نواب میر مومن خاں نائب ناظم لاہور کی قبر کے پاس کسی زمانے میں ایک دالان سنگ سیاہ کا ہوا کرتا تھا' جو کہ نواب خان خاناں نے شہنشاہ اکبر کے عہد میں تعمیر کروایا تھا۔ 1812ء کے زلزلے میں یہ دالان منہدم ہو گیا اور اب موجود نہیں ہے۔

Marfat.com

نو تعمیر ڈیوڑھی

یہ ڈیوڑھی میاں غلام حسین ولد حاجی غلام حسن مرحوم نے جنوری 1905ء میں بنوائی تھی۔ محکمہ اوقاف نے اس کو گرا کر نیا دروازہ بنا دیا اس کا خوبصورت اور چمکتا ہوا فرش میاں عبدالسنان مالک پیراماؤنٹ ٹاکیز بھاٹی دروازہ نے 1930ء میں لگوایا تھا جو سنگ مرمر کا تھا۔

دالان رانی چندر کور

اس دالان کی تعمیر رانی چندر کور کی والدہ کنور نونہال سنگھ اہلیہ راجہ کڑک سنگھ نے کروائی تھی۔ کسی زمانے میں اس دالان میں قرآن پاک رکھے جاتے تھے۔ اس دالان کو بھائی ہیرا سنگھ کنور نونہال سنگھ نے شروع کرایا تھا۔ مگر رانی چندر کور نے اس کی تکمیل کی تھی۔ مہارانی نے یہ دالان 1938ء میں تعمیر کروایا تھا۔ اب یہ دالان مسجد میں آ گیا ہے۔

اکبری دالان

شہنشاہ اکبر نے اپنے زمانے میں روضہ اقدس کے جنوب کی طرف خوبصورت دالان تعمیر کروایا تھا جو کہ اب موجود نہیں ہے۔

عمارات

رائے بہادر کنہیالال تاریخ لاہور میں رقمطراز ہیں کہ اس خوبصورت اور متبرک مقبرے کے گرد بڑی بڑی عالی شان عمارتیں تھیں سب کی سب سکھوں نے تباہ کر دیں۔ راجہ رنجیت سنگھ اگر چہ مزار کا بہت ادب کرتا تھا اور ہزاروں روپے نذرانے کی صورت میں بھجواتا تھا مگر باہر کی عمارت اس نے ایک بھی نہ چھوڑی سب کے پتھر اتروا کر ان کی بنیادیں تک زمین سے نکلوا دیں صرف مزار کا مکان باقی رہ گیا۔

Marfat.com

کبوتر خانہ

مقبرہ کے ساتھ ہی ایک مکان کبوتروں کے لئے بنا ہوا تھا جس میں ہزاروں کبوتر رہتے تھے وہ بھی موجود نہیں۔

مزار کے احاطہ کی اندرونی عمارتیں اور قبریں

مسجد

یہ مسجد وہی ہے جس کی بنیاد حضرت داتا گنج بخشؒ نے خود اپنے ہاتھوں سے رکھی تھی جو آپ کے زمانے میں تعمیر ہوئی تھی جس کی شکل وصورت اگرچہ تعمیر ثانی اور ثالث سے بدل گئی ہے لیکن جگہ وہی ہے' مسجد کی موجودہ چھت چادری ہے۔ محراب پر کلمہ طیبہ کندہ ہے اور سنگ مرمر کا ایک منبر بھی موجود ہے۔

ایک معلق لیمپ جو میاں احمد دین کشمیری ٹین سمتھ ٹھیکیدار کا نذر کیا ہوا ہے آویزاں ہے ۔ایک لالٹین بھی جو اسی ٹھیکے دار نے نذر کی تھی، مزار کے احاطہ میں نصب ہے، مسجد کے سامنے ایک وسیع صحن ہے جس میں وضو کرنے کیلئے حوض بنا ہوا ہے، تحقیقات چشتی سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی تعمیر گلزار شاہ سادھو نے بھی سابقہ جگہ کی بنیاد پر ہی کرائی تھی۔ پہلے اس مسجد کے گنبد نہیں تھے صرف چوبی چھت تھی، گلزار شاہ نے گنبد بھی تعمیر کروائے۔

حجرہ اعتکات

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ جب ہندوستان تشریف لائے تو لاہور میں حضرت داتا گنج

Marfat.com

بخشؒ کے مزار مبارک پر معتکف ہوئے اور چلہ کشی کی۔ ان کا حجرہ جس میں وہ معتکف ہوئے مسجد کے سامنے ایک دو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ حجرہ کا دروازہ چھوٹا سا ہے۔ اکبر بادشاہ کے حکم سے اس کے گنبد کی تعمیر کی گئی تھی۔ اب سنگ مرمر کے ایک پتھر پر چھوٹے سے دروازے کے اوپر یہ عبارت تحریر ہے۔

(حجرہ اعتکاف حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ)

اس حجرے کے اندر سیاہ اور سفید رنگ کا خوبصورت فرش ہے، جس کو خان بہادر میاں محمد بخش دالگر مرحوم ٹھیکیدار نے تعمیر کروایا تھا۔

مسجد کے صحن میں قبر

مسجد کے صحن میں حجرہ اعتکاف حضرت معین الدین چشتیؒ کے عقب میں ایک بہت پرانی قبر ہے۔ جو سید حضوری شاہ کی بیان کی جاتی ہے۔ مجاوروں کا کہنا ہے کہ یہ بزرگ حضرت داتا صاحب کے قریب کے زمانے میں گزرے ہیں۔

Marfat.com

مجاوروں کی قبریں

مسجد کی مشرقی طرف زینہ اعتکاف خواجہ معین الدین چشتیؒ کے سامنے ایک چھوٹی سی پختہ قبر زینے کے ساتھ بنی ہوئی ہے۔ جو حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار کے سب سے پہلے مجاور حضرت شیخ ہندیؒ کی تیرھویں پشت کے ایک مجاور شیخ سلیمان کی ہے۔ تاریخوں میں اس قبر کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ قبر شہنشاہ اکبر کے زمانے میں بنی تھی۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کے روضہ کے سامنے اور مشرقی سمت جو بہت چھوٹی چھوٹی قبریں بنی ہیں۔ وہ سب مجاوران قدیم کی ہیں اور انہی میں دو قبریں جو اکٹھی بنی ہیں اور سب سے الگ ہیں ایک قبر سب سے پہلے مجاور سجادہ نشین حضرت شیخ ہندیؒ کی ہے۔ جنوب کی طرف بھی مجاوروں کی وہ قبریں ہیں جن کا انتقال ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔

میاں محمد بخش مرحوم نے جب نئے دالان اور کمرے تعمیر کرائے تو ایسی قبریں بھی جو احاطہ مزار سے باہر تھیں چاردیواری کے وسیع ہونے کی وجہ سے مزار کے احاطہ کے اندر آ گئیں۔ جنوب کی طرف جو قبریں ہیں وہ بھی مجاوروں کی ہیں اور ان پر ان کے نام اور سن وفات تحریر تھا۔

گورنر کشمیر اور ان کے خاندان کی قبریں

جس دالان میں قرآن پاک رکھے ہوئے ہیں اور جہاں لوگ بیٹھ کر تلاوت کلام پاک کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک دالان میں نواب شیخ امام الدین صاحب صوبہ کشمیر کے گورنر کی قبر ہے۔ ان کی وفات 1275ھ میں ہوئی تھی۔ آپ کی قبر کے ساتھ آپ کے

Marfat.com

خاندان کے دیگر لوگوں کی قبریں ہیں۔ جن میں شیخ فیروزالدین سابق وزیر بہاولپور تاریخ وفات ان کی 1299ھ میں ہے اور ایک عورت جس کی تاریخ وفات 1289ھ میں ہے، اس کی قبر موجود ہے۔ دالان سے ذرا باہر نواب غلام سبحانی مرحوم کے خوردسال صاحبزادے کی قبر بھی ہے۔

خان بہادر میاں محمد بخش کے تعمیر کردہ کمرے

خان بہادر میاں محمد بخش مرحوم ٹھیکے دار نے کثیر رقم خرچ کر کے مزار کے احاطہ کے اندر بہت خوبصورت اور عالی شان دومنزلہ کمرے تعمیر کرائے ہیں۔ نچلے حصے کے دروازے تو احاطہ سے باہر کی طرف ہیں ان میں عام مسافر اور فقیر فقراء رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ ان کمروں کی چھت مزار مبارک کی سطح زمین کے برابر ہے۔ اس لئے ان پر چھت ڈلوا کر ان کو دومنزلہ بنا دیا گیا ہے تا کہ سردی گرمی میں عام لوگ یہاں رہ سکیں۔ مندرجہ ذیل اشعار بطور قطعہ تاریخ اس نئی عمارت کے مشرقی دروازے کے اوپر سنگ مرمر کے اوپر کندہ ہیں۔

توسیع نو

حضرت داتا صاحبؒ کا مزار مبارک 11 جنوری 1960ء بروز پیر سے محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ ان 38 سالوں میں دربار شریف کی تمام قدیم عمارتوں کی جگہ نئی عمارات نے لے لی ہے۔ محکمہ اوقاف نے دربار کو اپنی تحویل میں لیتے ہی اس کی توسیع نو کی منصوبہ بندی شروع کر دی تا کہ زائرین اور عقیدت مندوں کو سہولیات بہم پہنچا سکیں۔ ابتدائی منصوبہ بندی میں اس دربار کے ساتھ ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر شامل تھی۔ چنانچہ اس مسجد کی تعمیر کے لئے ڈیزائن کیلئے ایک بین

Marfat.com

الاقوامی مقابلہ ڈیزائن منعقد کرایا گیا۔

جس میں مختلف ممالک سے ماہرین تعمیرات نے حصہ لیا اور ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی جس کے سربراہ اس وقت کے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق تھے' ان کی سرکردگی میں موصول ہونے والے ڈیزائنوں کا جائزہ لیا گیا اور 19 فروری 1980ء کو نقوی اینڈ صدیقی کا ڈیزائن منتخب کر لیا گیا۔ اس ڈیزائن کی خوبی یہ تھی کہ اس میں بادشاہی مسجد لاہور، شاہی مسجد ٹھٹھہ، مسجد وزیر خان اور برادر اسلامی ملک ترکی کی گرین مسجد کی اعلیٰ طرز تعمیر کی روایات کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جنرل محمد ضیاء الحق نے 28 جنوری 1978ء کو اس عظیم الشان مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی مالی مدد کی۔ جناب میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان جو کہ اس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب تھے نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے منصوبہ کی تکمیل کے لئے مکمل سرپرستی کی۔ مسجد کی توسیع کیلئے مطلوبہ قطعہ اراضی دستیاب ہونے پر مسجد کی باقاعدہ تعمیر 1982ء کے وسط میں شروع ہوئی یہ مسجد دربار حضرت داتا صاحب سے ملحق ہے۔

اس وجہ سے یہ جامع مسجد داتا گنج بخش کے نام سے معروف ہے۔ مسجد کی تعمیر کا کام 1989ء میں مکمل ہوا اور اس کا افتتاح 28 ربیع الثانی بمطابق 1410ھ 28 نومبر 1989ء دو بجے بعد دوپہر جناب میاں محمد نواز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب نے کیا۔ اس موقع پر بہت سے مقامی اور غیر مقامی علماء و مشائخ اور دانشوروں نے شرکت کی۔ بھارت سے جامع مسجد دہلی کے امام عبداللہ بخاری، سجادہ نشین درگاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے بھی شرکت کی اور یہ بات محکمہ اوقاف کیلئے باعث صد افتخار ہے۔

محکمہ اوقاف کی آمدنی 96-1995ء کے مالی سال کے دوران پہلے آٹھ ماہ یعنی جولائی 1995ء سے فروری 1996ء میں حقیقی آمدنی 10 کروڑ 44 لاکھ 24 ہزار 647 روپے ہوئی،

Marfat.com

جبکہ مالی سال 97-1996ء کے پہلے آٹھ ماہ کی آمدنی 11 کروڑ 27 لاکھ 60 ہزار 427 روپے ہوئی۔ اس طرح 98-1997ء کے پہلے آٹھ ماہ کی حقیقی آمدنی 11 کروڑ 30 لاکھ 40 ہزار 809 روپے آمدنی ہوئی۔

مساجد و مزارات اور ترقیاتی منصوبے

محکمہ اوقاف پنجاب کے قیام کا مقصد علماء کرام کے علمی اور فکری خیالات کی اشاعت کے ساتھ اس وقف اراضی کی نگہداشت بھی شامل ہے جو دربار کے لئے وقف کردی گئی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے محکمہ ہر سال دربار سے وابستہ مزارات اور مساجد کی تعمیر و مرمت اور تزئین و آرائش کا کام بھی کرتا ہے اور اس کیلئے ایک خاصی رقم رکھی جاتی ہے۔ حکومت پنجاب سے کسی قسم کی کوئی گرانٹ نہیں دی جاتی۔

اس طرح 65 منصوبہ جات پر کام ہو رہا ہے جس میں دربار شریف کی خصوصی مرمت بھی شامل ہے جس پر اندازاً 36 ملین روپے سے زیادہ اخراجات ہوں گے اس کے علاوہ 11 منصوبہ جات ایسے ہیں جن پر کام شروع کیا جائے گا اور ان پر اخراجات کا تخمینہ ساڑھے گیارہ ملین روپے ہوگا۔ اس طرح دیگر کاموں پر اخراجات کا اندازہ 48 ملین روپے ہے۔ اس کے علاوہ ایک بڑا پروجیکٹ داتا دربار کمپلیکس کے نام سے بھی شروع کیا گیا ہے۔ جس پر تقریباً ساڑھے بائیس کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ اس کے علاوہ آرکیالوجی ڈیپارٹمنٹ بھی نو منصوبہ جات پر کام کر رہا ہے، جس پر محکمہ اوقاف نے انہیں ساڑھے چودہ کروڑ روپے ادا کردیے ہیں۔

Marfat.com

خورشید عالم گوہر اور محمد صابر خان کی عقیدت مندی

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی توسیع کی گئی ہے۔ روضہ مبارک میں لوح مزار مرکز تجلیات اور مزار مبارک کے اردگرد سنگ مرمر کی جالیاں بھی تبدیل کروائی گئی ہیں۔ یہ مبارک کام انکے عقیدت مند محمد صابر خان نے اپنی جیب سے کروایا اور مزار مبارک کا کوئی بھی پتھر اگر خراب ہوتا ہے تو صابر خان اسے اپنے خرچ پر تبدیل کراتے ہیں اور یہ انکی محبت کا مظہر ہے۔ لوح مزار اور مزار مبارک کے باہر سورۃ الرحمٰن اور درود تاج شریف اور دیگر آیات کی خطاطی پاکستان کے ممتاز خطوط خورشید عالم گوہر قلم نے بطور محبت اور عقیدت بلا معاوضہ کی ہے اور یہ ان کا بہت بڑا فنی کارنامہ ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گا۔ فنی اعتبار سے دربار گنج بخشؒ برصغیر پاک وہند میں معروف خطاطی شدہ مقامات میں سے ایک اہم مقام کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ لوگوں کی ان سے محبت، چاہت اور عقیدت کا ثبوت ہے۔

مزار داتا صاحب عرس مبارک

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر تقریبات

بزرگان دین کے عرس اور میلے منائے جاتے ہیں، تاکہ ان کی تعلیمات، ارشادات اور فکر و عمل سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے اور ان کی زندگی کے روشن پہلوؤں سے زائرین کو آگاہ اور روشناس کرایا جائے تاکہ ان کے بعد بھی ان کی تعلیمات کا سلسلہ جاری رہے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر درج ذیل میلے زائرین منعقد کرتے ہیں اور آپ کے مزار مبارک پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔

1- چھوٹا عرس جو 19 صفر کو ہوتا ہے۔

2- بڑا عرس جو 20 صفر کو ہوتا ہے۔

3- آخری چہار شنبہ کو یہاں قوالی ہوتی ہے اور لوگوں کا جم غفیر ہوتا ہے۔

4- 9 محرم کو غسل ہوتا ہے اور بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار مبارک کو ہر سال 9 محرم یعنی ان کے عرس کی تاریخ سے چالیس روز پہلے غسل دیا جاتا ہے اور پھر ان کا 19 اور 20 صفر کو سالانہ عرس منایا جاتا ہے، ان کے عرس کے موقع پر زائرین پاکستان کے تمام شہروں سے حاضری دینے کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا ہجوم ہوتا ہے کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ مزار کو غسل دینے کے لئے کئی من عرق گلاب اور کیوڑہ استعمال کیا جاتا ہے اور مزار کو غسل دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر زائرین کی تعداد بے شمار ہوتی ہے۔ احاطہ مزار کو بجلی کی رنگ برنگی روشنیوں سے منور کیا جاتا ہے۔ فقراء اور عام مساکین کیلئے لنگر سے کھانا تقسیم ہوتا ہے۔ عقیدت مند نذریں چڑھاتے ہیں اور مجاوروں میں سے بعض کی دستار بندی کی جاتی ہے۔ پوری فضا پھولوں کی خوشبو سے لبریز ہوتی ہے۔ زائرین ہزاروں کی تعداد میں مقبرے کے گرد قرآن پاک کی تلاوت میں دن رات مصروف نظر آتے ہیں۔ احاطہ سے باہر قوالی کی ایمان افروز محفلیں منعقد کی جاتی ہیں اور نامور قوال اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ دربار کے اندر بڑے بڑے علماء مجلس وعظ منعقد کرتے ہیں جن سے لاکھوں لوگ مستفید ہوتے ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود مزار کے احاطہ کے باہر لوگوں کا ہجوم طوفان بدتمیزی کا مظاہرہ کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ان کو باطنی طور پر عرس داتا گنج بخشؒ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ان کی تعداد ہزاروں تک ہوتی ہے، لیکن کسی کی زبان سے آپ کے فضائل کا ذکر نہیں سنا جاتا۔ لوگ اس عرس کو میلے کی طرح کی چیز سمجھتے ہیں اور اس میں شمولیت ان کیلئے باعث ثواب و برکت ہے۔ مگر انہیں حضرت داتا گنج بخشؒ کے فضائل و مراتب اور ان کے بیش قیمت خیالات سے آگاہی نہیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس موقع پر آپ کی وہ تعلیمات ایثار و تکالیف جو آپ نے مذہب کیلئے اٹھائیں وہ سب مسلمانوں کی غیرت و حمیت کو جگانے کیلئے دہرائی جائیں۔ مزار کے اندرونی و بیرونی حصہ میں عرس کے موقع پر عالمان دین کے وعظ کثرت سے ہونے چاہئیں۔

Marfat.com

اقوال زریں حضرت داتا گنج بخشؒ

حضرت داتا گنج بخشؒ کی زبان کا ایک ایک لفظ گوہر آبدار کی مانند ہے، جس پر وقت کی دھول نہیں پڑی، جس کی چمک و آب و تاب سے آج بھی قلب و نظر میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔ انہوں نے دینداروں اور دنیا داروں کے لئے اپنے کلمات طیبہ اور اقوال زریں کا ایسا لازوال خزانہ چھوڑا ہے جس پر اگر کوئی عمل کرے تو کبھی راہ راست سے نہ بھٹکے۔ کچھ اقوال زریں ان کی کتاب کشف المحجوب اور کشف الاسرار سے قارئین کے لئے منتخب کئے گئے ہیں، درج ذیل ہیں۔

1- جو ولی کی معرفت کے نہ ہونے کے قائل ہیں ان کا قول معتبر نہیں۔

2- روح ایک لطیف شے ہے جو خدائے بزرگ و برتر کے حکم سے آمد و رفت رکھتی ہے۔

3- جو لوگ خدا کی رحمت سے ناامید ہوئے، انہوں نے کفر اختیار کیا اور وحدت سے انکار کیا بے شک ناامیدی شرک کی دلیل ہے۔

4- خداوند تعالیٰ شکستہ دلوں میں پایا جاتا ہے۔

5- ولی مخصوص ہے کرامتوں سے اور نبی معجزوں سے۔

6- علم سے بے پروائی کرنا محض کفر ہے۔

7- تجھے لازم ہے کہ اپنے ماں باپ کو اپنا قبلہ سمجھے۔

8- لوگوں نے حرص کا نام شریعت اور تکبر کا نام عزت رکھ لیا ہے۔

9- غافل علماء وہ ہیں جنہوں نے دنیا کو اپنے دل کا قبلہ بنا لیا ہے۔

10- پیٹ بھر کر کھانا جانوروں کا کام ہے اور یہ کوئی خوبی نہیں۔

11- بے علم بادشاہ، بے عمل عالم، اور بے توکل فقیر شیطان کی نزدیکی کا باعث ہیں۔

Marfat.com

12- استاد کا حق ضائع نہ کر۔

13- حرام کے لقمہ سے پرہیز کر۔

14- بھید کو نہ کھول اور نماز کو نہ بھول۔

15- اگر کسی کو ایک کھجور کی گٹھلی بھی تجھ پر نکلتی ہو، اس سے سبکدوشی حاصل کر۔

16- سچ جانو کہ تم ناپاک مٹی کا صرف ایک قطرہ ہو پھر اس تکبر و نخوت سے کیا حاصل۔

17- اے دانا! ہماہمی کے خیال کو اپنے دل سے نکال اور مرد مسافر ہو جا۔

18- ہر نبی لازماً ولی ہوتا ہے لیکن کوئی بھی ولی پیغمبر نہیں ہوتا۔

19- یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا چاہئے کیونکہ یہ ایک بہترین فرض ہے۔

20- تھوڑی غذا کھانے سے عمر زیادہ طویل ہوتی ہے۔

21- پروانہ شمع پر ہی جان دیتا ہے، پس اگر پروانہ کی طرح یہ جان بھی اسی (شمع حقیقت) کے غم میں جل مرے تو بڑی بات ہے۔

22- علی کو پہلے شکر کا خزانہ بخش اور پھر فقر کی دولت عطا فرما پہلے اسے کدورت سے پاک فرما اور پھر اپنا بھید مرحمت فرما پہلے صبر کی لذت عنایت کر اور پھر رنج و بیماری بھی بخش۔

23- مبتدی کو چاہئے کہ راگ اور سماع سے پرہیز کرے کیونکہ یہ راستہ اس کے لئے بہت مشکل ہے۔

24- جوانوں کو چاہئے کہ وہ بوڑھوں کا احترام کریں، کیونکہ وہ ان سے زیادہ متقی، عابد اور تجربہ کار ہوتے ہیں۔ بوڑھوں کو چاہئے کہ جوانوں کا پاس خاطر کریں کیونکہ ان کے گناہ کم ہوتے ہیں۔

25- عارف عالم بھی ہوتا ہے مگر ضروری نہیں کہ عالم عارف بھی ہو۔

26- تحفہ و ہدیہ و خیرات وغیرہ کے طور پر جو چیز بے طلب خود بخود سامنے حاضر ہو جائے

Marfat.com

اسے رد نہ کر۔

27- فقیر کو چاہئے کہ مرشد ہی کی حضوری رکھے یعنی مرشد کو اپنے پاس ہی سمجھے، جو دریائے معرفت کا غوطہ خور ہونا کہ کنارہ پر رہنے والا۔

28- مخلوق کا مخلوق سے مانگنا ایسا ہی ہے جیسا ایک قیدی دوسرے قیدی سے مدد مانگے، پس مخلوق سے سوال نہ کر، صرف اللہ پاک سے مانگ جو ساری مخلوق کا خالق ہے۔

29- محبت حال ہے اور حال کبھی قال نہیں ہوتا یعنی اگر محبت زبردستی پیدا کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ عطائے الٰہی ہے یہاں روز روز کا کام نہیں۔

30- جو لوگ حضور ﷺ کی حدیث کے تابع ہیں کہ انہوں نے نفس کی تابعداری چھوڑ دی، ان کے وجود کی برکت سے آسمان سے بارش ہوتی ہے اور زمین سے نباتات پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں فجر کی نماز اور دعا کے وقت قصیدہ بردہ شریف کے یہ اشعار بھی پڑھے جاتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٖ
ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمٖ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو مخلوق کو عدم سے وجود میں لانے والا ہے پھر شروع سے مختار نبی پر درود پاک نازل ہو

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اے میرے اللہ ہمیشہ کے لئے درود، سلام نازل فرما اپنے حبیب پر جو تمام مخلوق سے بہترین، اعلیٰ ہیں

Marfat.com

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے مخلوق میں سے زیادہ مہربانی' کرم کرنے والے میرے لئے کون ہے آپ کے سوا جس کی پناہ لوں حادثوں اور بلاؤں کے پہنچنے کے وقت

وَلَنْ يَّضِيْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِيْ
اِذَا الْكَرِيْمُ تَجَلّٰى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

میری شفاعت کرنے کے وقت حضور کا مقام' مرتبہ کم نہ ہوگا جس وقت اللہ تعالیٰ اپنے نام منتقم کے ساتھ جلوہ افروز ہوگا

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

تو بے شک دنیا اور آخرت آپ کی بخششوں میں سے ہیں آپ کے علوم میں سے لوح' قلم ایک علم ہے

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعَنْ عُمَرٍ
وَعَنْ عُثْمَانَ وَعَنْ عَلِيٍّ ذِي الْكَرَمِ

پھر ان پر جو حضرت ابو صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم جو اہل کرم ہیں ان پر فضل فرما

Marfat.com

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ

حضور علیہ الصلوۃ والسلام دونوں جہانوں اور جن اور انسانوں کے اور دونوں فریقوں یعنی عرب، عجم کے سردار والی ہیں

نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِيْ فَلَا اَحَدٌ
اَبَرَّ فِيْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمٖ

ہمارے نبی نیکی کا حکم کرنے والے برائی سے روکنے والے ہیں کوئی بھی ان جیسا کلام، بات میں ہاں اور نہ کرنے کے اعتبار سے زیادہ سچا، سچا نہیں

فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَاغْفِرْ لِسَامِعِهَا
لَقَدْ سَاَلْتُكَ يَا ذَا الْجُوْدِ وَالْكَرَمٖ

یااللہ مصنف اور پڑھنے سننے والے کے لئے بخشش فرما اے جود، کرم کے مالک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِيْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمٖ

آپ ﷺ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے آئے اپنی پنڈلیوں پر بغیر پاؤں کے چل کر آئے

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخشؒ کا ختم شریف

وصال معظم 9 محرم الحرام 465ھ

سورہ الفاتحہ 70 مرتبہ، تیسرا کلمہ 375 مرتبہ، سورہ اخلاص 100 مرتبہ، آیت کریمہ 500 مرتبہ، خذ بیدی شیء اللہ حضرت شہنشاہ سید علی مخدوم ھجویری صاحب المدد 500 مرتبہ، کلمہ طیب 500 مرتبہ، درودشریف 500 مرتبہ پھر ذکر اور دعا۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کی مسجد میں فجر کی نماز اور دعا کے بعد جو اشعار پڑھے جاتے ہیں وہ یہ ہیں

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

گنج بخشی آپ کی آفاق میں مشہور ہے — دل دہی خستہ دلوں کی آپ کا دستور ہے
زرغہ اعداء میں یہ قلب حزیں محصور ہے — المدد یا گنج بخش مضطر مجور ہے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

گنج عرفان الٰہی نیز گنج عافیت — کن عطاء یارب بایں مسکیں بنام گنج بخش

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

یا علی مخدوم ہجویری برائے ذات خویش — غیر کا ہونے نہ دو ہم کو گدایا گنج بخش

Marfat.com

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں راپیر کامل کاملاں زا رہنما

گنج بخشی آپ کی مشہور ہم پہ کر کرم   کرکرم کرواکرم دونوں جہاں میں رکھ شرم

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اور کبھی کبھی فجر اور دعا کے بعد یہ شعر بھی پڑھے جاتے ہیں

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

بحر غم میں ہوتی ہے زیر وزبر کشتی میری   لو خبر بہر محمد مصطفےٰ ﷺ گنج بخش

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

مہرباں ہو کر ہماری مشکلیں آساں کرو   صدقہ حضرت علی مرتضٰی یا گنج بخش

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

یاعلی مخدوم ہجویری برائے ذات خویش   غیر کا ہونے نہ دو ہم کو گدا یا گنج بخش

گنج بخشی آپ کی مشہور ہم پہ کرکرم   کرکرم کرواکرم دونوں جہاں میں رکھ شرم

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد شریف میں صبح کی آذان سے پہلے یہ درود شریف پڑھا جاتا ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَامَحْبُوْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرًا مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَارَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاشَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَااِمَامَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَااِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَااِمَامَ الْمُجَاہِدِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَااِمَامَ الْاَوْلِیَاءِ وَالْاَنْبِیَاءِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَ قُلُوْبِ السَّالِکِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَ قُلُوْبِ الشَّاہِدِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَ قُلُوْبِ الْعَاشِقِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَ قُلُوْبِ النَّاظِرِیْنَ

Marfat.com

مدح حضرت داتا گنج بخش

(حضرت خطیب الملة جناب محمد بخش مسلم خطیب مسلم مسجد لاہور)

مرشد و مخدوم شیدائے کلام کبریا ترجمان حق فدائے سنت خیرالوریٰ
داعی توحید و آئین محمد مصطفیٰؐ طالب صدیقؓ وفاروقؓ وغنیؓ ومرتضیٰؓ
سیدو حسنیؒ حسینیؒ وامام الاصفیاء غزنوی، حنفی، جنیدی پیکر علم و ہدیٰ
رازدار وخود شناس است وحقیقت آشنا کشف محجوب است شاہکار ولی الاولیا
دردیار کفر آمدؒ صاحب نور و ضیا عالماں را پیشوا و عارفاں را مقتدا
گفت تبلیغ و تصوف مرحبا صد مرحبا بیگماں شد اولیں معمار پاکستان ما
خواجہ اجمیرؒ داند سید ہجویرؒ را آشنا گوید بوصف آشنا وہمنوا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

Marfat.com

لطاہر فدا حسین فدا

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مصحف اسرار حق بیشک ہے روئے گنج بخشؒ
مخزن علم لدنی گفت گوئے گنج بخشؒ

روکش فردوس اعلیٰ ہے جو کوئے گنج بخشؒ
دل کھچا جائے مرا پھر کیوں نہ سوئے گنج بخشؒ

ہیں نگاہ قدسیاں میں بھی عظیم المرتبت
اللہ اللہ! بارک اللہ آبروئے گنج بخشؒ

لطف حق سے تھا انہیں حاصل حضوری کا شرف
دید روئے مصطفےٰ تھی آرزوئے گنج بخشؒ

پی رہے ہیں تشنہ کاماں محبت خم پہ خم
بادۂ عشق نبی ہے در سبوئے گنج بخشؒ

سیرتِ اقدس ہے انکی آئینہ شروع و دین
مرأت فقر وغنا وخلق، خوئے گنج بخشؒ

منکشف ہوتے ہیں بیشک اس پہ اسرار نہاں
ہو ارادت سے جو کوئی روبروئے گنج بخشؒ

کب تہی دست انکے در سے ہی پھرا سائل کوئی
بحر الطاف وکرم جاری ہی جوئے گنج بخشؒ

انکے ذکر حق میں ذوق وجد کی کیفیتیں!
رقت و سوز دروں تھا در گلوئے گنج بخشؒ

بے مراد و بے ادب، گستاخ بد بخت ازل
منکر منشائے فطرت ہے، عدوئے گنج بخشؒ

مہبط نور معارف ہے فدا قلب حضور
ہو نہ کیوں ہر اہل دل کو جستجوئے گنج بخشؒ

Marfat.com

صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گولڑہ شریف

ہمارا داتا

ہر کڑے وقت میں ہے سب کا سہارا داتا — سارے داتاؤں کا داتا ہے ہمارا داتا
کی مدد تو نے تجھے جب بھی پکارا داتا — تیری خیرات پہ ہوتا ہے گزارا داتا
یہ سعادت بنے بخشش کا اشارا داتا — قبر سے لے کے اٹھوں نام تمہارا داتا
کیوں نہ ہو مجھ کو دل وجان سے پیار داتا — زندگی ایک تلاطم ہے! کنارا داتا
سر جھکانے نہیں دیتا کسی چوکھٹ پہ مجھے — تیری غیرت تری نسبت کا سہارا داتا
دل ہو انوار سے معمور! مقدر جاگے — جس طرف ہو تری رحمت کا اشارہ داتا
نام آجائے ترا لب پہ جو غرقابی میں — لینے آئے مجھے طوفان میں کنارا داتا
دل بیتاب کی تسکین مرے بس میں نہیں — لو سنبھالو! کہ یہ ہے کام تمہارا داتا
آج انوار محمد سے فضا ہے جگمگ — اللہ اللہ یہ منظر یہ نظارا داتا
بس یہی میری دعا ہے مری حسرت مری آس — آسکوں پھر تری چوکھٹ پہ دوبارا داتا
روشنی شمع شریعت میں تری ذات سے ہے — گلشن دیں ترے ہاتھوں نے سنوارا داتا
شہر لاہور پہ کیوں بارش انوار نہ ہو — سج رہا ہے حسنی راج دلارا داتا

غوث اعظم کے حوالے سے نصیر آیا ہے
اک نظر اس پہ بھی ہو جائے خدارا داتا

Marfat.com

ابوالعاصم محمد سلیم حماد

داتا حضور ہیں

در سرتاج انبیاء کے سائل گنج بخشی پہ وہ سدا مائل
شرع و دین حبیب کے قائل قصد شیطان کی راہ میں حائل
داتا حضور ہیں

لطف وجود وکرم سے ہیں معمور مرقد پاک جلوہ زار نور
قاطعِ شرک کفر سے نافور مے عشق حبیب سے مخمور
داتا حضور ہیں

فقہ و دیں کی حقیقتوں کا نشاں علم و عرفان کی روشنی کا جہاں
نور حق کی تجلیوں کا سماں حور وغلمان خلد کے مہماں
داتا حضور ہیں

حق و صدق و شعور کی آواز درد مندوں کے مونس و دمساز
چرخ دنیائے فقر کے شہباز مرکز نور جلوہ ہائے ناز
داتا حضور ہیں

اہل فقر و غنا کے سلطاں بھی ۔ آرزوئے شہ رسولاں بھی
زہد و تقویٰ کے حسن ذیشاں بھی قلب حمّاد کے نگہباں بھی
داتا حضور ہیں

Marfat.com

اقوال حضرت داتا گنج بخشؒ

(1) جس کام میں نفسانی غرض شامل ہو جاتی ہے اس سے خیر و برکت اٹھ جاتی ہے۔

(2) نفسانی خواہشات کی تکمیل دروازہ دوزخ کی چابی ہے اور خواہش و شہوت کی پیروی نہ کرنا بہشت کی چابی ہے۔

(3) میری کتاب کشف المحجوب سے وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو وقتی اور عارضی غفلت میں ہیں۔ حق و صداقت کا انکار جن لوگوں کا حصہ بن چکا ہے انہیں اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

(4) اتنا اندازہ علم شریعت حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جس سے عمل کی ادائیگی درست ہو سکے۔

(5) علم اور عمل نہایت ضروری ہے۔

(6) علم کی روشنی کے بغیر عمل کرنے والے کولہو کے بیل کی طرح ہیں۔

(7) عمل اس وقت عمل کہلائے گا جب شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو۔

Marfat.com

مناقب وسلام حضرت داتا گنج بخشؒ مسدس مبارک

در مدح جناب قطب الاقطاب فرد الافراد پیشوائے اہل توحید وتفرید حضرت داتا گنج بخش صاحب علی ہجویریؒ نور اللہ مرقدہ (از سلطان العاشقین معارف آگاہ حضرت خواجہ مستان شاہ صاحب کابلیؒ)

مالک ملک دوعالم خواجہ ہر دوسرا نہ سپہرش سایہ گرداں مہر و ماہش خاک پاء
اولیاء اللہ لاء ن علیہم را سزا کیست آں ظل الٰہی نور پاک مصطفےٰ
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

شاہباز قاف قدس وطائر صدرہ نشین بل بود سکاں سدرہ مرد راز رنگیں
حامل بار امانت حامی دنیا و دیں آستاں بوس حریمش غوث قطب اجمعیں
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

نور پاک مصطفےٰ پروردہ رب جلیل کعبہ معنی دلہا رابود ہم چوں خلیل
فیض عامش کردہ جاری خلد آسازیں قبیل جوئے شہد وجوئے شیرو سلسبیل و زنجبیل
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

روضہ پرنور پاکش و زمیں ہچوں بہشت بہرہ دراز فیض عامش خاص وعام خوب ورخشت
تیر رفتہ بازگرد اند بدل ساز وسرشت خوش بسفتہ درا وصافش معین الدین چشت
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

Marfat.com

نور بیچون تقدس درمیان ماء وطین حق پرستاں را کشودہ دیدہ حق الیقین
خازن گنجینہ اسرار باشد امیں سایہ الطاف ایزد رحمۃ للعالمین
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما
ناصیہ فرساہمہ روئے زمین بردر کہش پہلوئے شیر فلک رامے درانددر بہش
از خدا آگہ دل را خیال آگہش شد معین الدین فرید الدین بطوفش چلہ کش
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما
اے شہنشاہ دوعالم خواجہ مالک رقاب از فراقت دیدہ ماگریہ دار وچوں سحاب
تابشر خورشید عالم در زمین زیر نقاب ہر زمان خواند فلک یا لیتنی کنت تراب
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما
ے کہ از خوبان عالم بردہ یکسر سبق چرغ خیر مقدمت کردہ ستارہ درطبق
سینہ بے کینہ لت از تیغ وحدت گشتہ شق آفتاب ملک معنی ذات آں دیدار حق
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما
شاہ جیلاں غوث اعظم شیخ ارض و سما گفت در جمع مریداں از کرامت بارہا
ہم زمانہ گر ہمی بودم علی ہجویر را تازہ بیعت کردے بردست آں بیضا لقاء
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

Marfat.com

شاہ عالم فخر آدم قطب جملہ اولیاء　　سید عالی نسب فرزند خاص مصطفےٰ
سرحق اسرار احمد نور پاک مرتضےٰ　　مرحباؤ مرحباؤ مرحباؤ مرحبا!

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

چشم مست سرمہ کش از کحل مازاغ البصر　　مقبس از روضہ پر نور تو شمس و قمر
مہر تو منقوش بردل ہمچونقش کالحجہ　　یک نظر بر حال مسکین وفقیراں یک نظر

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

طوف کویت ے نمائید جملہ طوافیاں　　چوں طواف کعبہ اللہ ے نمائید جاجیاں
در صفاء مروہ کویت ہمہ نعرہ زناں　　صاحب بیتے نظر بر حال زار عاجزاں

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا!
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را ہنما

جسم زاریم ونظر ناروح وروحانی شویم　　بر جہم از خاکدان تیرہ نورانی شویم
تا بکے لبیک گویاں جان وایجانی شویم　　عید وصلت، رانما تا جملہ قربانی شویم

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

لاہور از فیض قدومت رشک بستان ارم　　میرسد برطوف کویت، ہندی و رومی عجم
کعبہ ثانی شدہ برعاشقاں زاں لاجرم　　بزبان پیرو برناگشتہ جاری ومبدم

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

Marfat.com

شہسوار اوج ولایت عرش اعلیٰ متکاء لطف کن از فیض عامت خواجہ عالم پناہ
زاں نظر جو حضرت اجمیر کردی بادشاہ کن بحال زارمستان شاہ کابل یک نگاہ
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

نذرانہ عقیدت "کرم داتا ہمارے"

(از ولایت فاروقی)

کرتے ہیں فقیروں پہ کرم داتا ہمارے
رکھتے ہیں غریبوں کا بھرم داتا ہمارے
تا عمر زمانے میں بلند کرتے رہے ہیں
توحید و رسالت کا علم داتا ہمارے
چلنے کا ارادہ جو کیا دل نے کہیں کا
اٹھے ہیں تیری سمت قدم داتا ہمارے
جائیں گے سدا بڑھتے تیرے چاہنے والے
ہوگی نہ یہ تعداد کبھی کم داتا ہمارے
کیا پوچھتے ہو ہم سے کہ ہم کون ہیں، کس کے
سمجھو کہ ہیں داتا کے ہم داتا ہمارے
اک تو ہی نہیں کہتا ہے فاروقی زمانہ
دنیائے "ولایت" کے ہیں ھقم داتا ہمارے

Marfat.com

مخمس بر مصرع خواجہ حافظ شیرازی

در مدح حضرت سید الاولیاء قطب الاقطاب والا جناب پیشوائے اہل توحید و تفرید حضرت مخدوم علی ۔ تا گنج بخشؒ لاہوری نور اللہ مرقدہ

(از مولوی محرم علی صاحب چشتی لاہوری)

سگ دربار تو بر فرق شہاں خواہد بود　　عاشق روئے تو جانان جہاں خواہد بود
روضہ پاک زبس رشک جناں خواہد بود　　سوئے ایں قبلہ رخ اہل زماں خواہد بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

وصف از خامۂ ایں عاجز مسکین چہ شود　　خادمت مدح تو اے حضرت داتا چہ کند
یمن ایں مرقد پاک تو نہ حدے دارد　　بر زمینے کہ نشان کف پائے تو فتد
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

ہر قدر نور وتجلی کہ عیاں مے بینم　　مرقد پاک تو یک مظہر آں مے بینم
بس کہ او شانئے محراب جناں مے بینم　　برسر ابروئے پاک تو پنہان مے بینم
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

گفتہ پاک تو چوں زنگ ضلالت بزدود　　قلب طالب تو سوے سماہا بربود
بس کہ ایں ہر کرہ فقر بعالم بکشود!　　برسوئے نکتہ ایں کشف تو دانم زشہور
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

رخش مہرت شدہ آراستہ باساز وبہ زیں　　از سما رخ بکند گر بسوئے ملک زمین
برسر نقش دو نعلش چو ہلال ازرہ دین　　ماہ ہا خلق شود راکع ودیگر بہ یقیں
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

Marfat.com

اے خوشا حال کسے آنکہ بفہد خویش | فرخ آنست کہ در خواب بہ بیند رویش
گر کسے زرہ یک ذرہ بیابد بویش | نیک بینی کہ زہر طبقہ عالم سویش
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود
قبلہ و کعبہ ما حضرت بابائے فرید | گفت چوں حضرت جیلاں بجمعے
ہر کہ باصدق رہ خدمت داتا بدوید | زمرید جانب یک سر پایش تو بخواہی ایں دید
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود
نظم من گر بنود خوب بباشد ہمہ زشت | کن تو مقبول پے حضرت مستان شہ چشت
چونکہ در مدح تو ایں چند سخن ہانبوشت | باور ایں است سوئے خامہ چشتی بہشت
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

از جناب مفتی غلام سرور صاحب لاہوری

جناب مصطفیٰ سلطان داتا گنج بخشؒ | یا محمد بادشاہ دین و دنیا گنج بخشؒ
میرے صاحب میرے مالک میرے آقا گنج بخشؒ | میرے حضرت میرے والی میرے مولا گنج بخشؒ
مانگنے کے واسطے آیا ہے در پہ آپ کے | یہ فقیر بے نوا عاجز گدایا یا گنج بخشؒ
خیر بخشو اپنے گنجینے سے یا خیر الوریٰ | خالق اکبر نے ہے تجھ کو بنایا گنج بخشؒ
گنج علم و گنج عرفان گنج سیم و گنج زر | نام ہے مشہور دنیا میں تمہارا گنج بخشؒ
کون آیا ہے سخی دنیا میں ثانی کا | اور ہوا ہے کون اس رتبے کا پیدا گنج بخشؒ
مانگنے آتا ہے جب کوئی گدا دربار پر | آپ دیتے ہیں اسے فی الفور سارا گنج بخشؒ
ایک گر مانگے کوئی دس اس کو کرتے ہو عطا | کون ایسا دوسرا دنیا میں ہوگا گنج بخشؒ

ہے یقیں اب سرور مفلس غنی ہو جائے گا
پالیا ہے اس نے اب یثرب میں اپنا گنج بخشؒ

Marfat.com

سلام

(از مولوی فیروزالدین صاحب مترجم کشف المحجوب لاہور)

ہیں ترے در پر سلامی ہو رہے باصد ولا ہندی و سندھی و کشمیری و افغانی شہاء
جو کوئی آتا ہے لیجاتا ہے اپنا مدعا کیوں نہ پھر نکلے ہر اک کے منہ سے یہ سچی صدا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

چشتیوں کو فخر تجھ سے قادری تجھ پر فدا نقشبندی تجھ پہ نازاں سہروردی جبہ سا
صابری ہو یا نظامی یا سلیمانی گدا! صدق دل سے ہے ہر اک قائل ترے اوصاف کا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

کس قدر ہے روضہ انور تیرا معمور نور رحمت و برکت کا ہر دم جس پہ ہوتا ہے ظہور
ہے صلوٰۃ وصوم پر درود و وظائف کا وفور ہر گھڑی قرآن خوانی ذوق افطار و سحور

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

آفتاب فیض ہے تو فقر کا مہر منیر! صاحب تاج کرامت ملک معنی کا امیر!
طالبوں کا قبلہ جاں عارفوں کا زندہ پیر نامرادوں کی مراد اور بیکسوں کا دستگیر

Marfat.com

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

ہیں تصانیف معلےٰ گنج گوہر لا کلام! کشف محجوب اور کشف اسرار ہے جن سے دوام
علم خود نازاں رہے گا جس کی ہستی پر مدام راز دار فقر جن سے ہو رہے ہیں خاص و عام

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

غزنی و ہجویر تھا گر مفتخر تجھ سے مدام کر دیا پنجاب کو بھی تو نے مشہور انام
زیور لاہور ہے درگاہ جنت احتشام تیرا خطبہ پڑھ رہا ہے ملک سارا صبح و شام

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں راپیر کامل کاملاں را رہنما

فخر ہو مجھ کو نہ کیوں اس عزت احضار پر جبکہ ہو نازاں ہر اک سائل تیری سرکار پر
جان و دل قربان ہے شاہا تیرے دربار پر ہر سلامی صدق سے قائل ہے اس اقرار پر

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

ہوں تیرے در کا سلامی میں بھی اے شاہ شہاں میری حالت مو بمو ہے آپ پر ساری عیاں
کب تلک یہ دل رہے گا نامراد و نیم جاں کیجئے چارہ کہ تم ہو چارہ بے چارگاں

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں راہ رہنما

گنج بخشی آپ کی آفاق میں مشہور ہے دلدہی خستہ دلوں کی آپ کا دستور ہے
نزعہ اعداء میں یہ قلب حزیں محصور ہے یا علی امداد کیجئے! منتظر مہجور ہے

Marfat.com

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

یا علی مخدوم ہجویری! نگاہ التفات کشت دل کے واسطے ہے ابر رحمت تیری ذات
شرم اس فیروز عاصی کی ہے شاہا تیرے ہاتھ بند عصیان و غم دنیا سے دے دیجئے نجات

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

جب تلک باقی الٰہی ! اثر نور و نار ہو گنج بخش دین و دنیا آپ کا دربار ہو
قبلہ حاجات عالم آپ کی سرکار ہو زائروں کو دم بدم اس شعر کا تکرار ہو

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

Marfat.com

از طبع زاد جناب محی الدین صاحب

دوجہاں زیرِ نگیں مہر نام گنج بخش ۔۔۔ جن وانسان وملک منقاد و رام گنج بخشؒ
سید السادات نور مصطفےٰ و مرتضےٰ ۔۔۔ گردش چرخ بریں باشد بکام گنج بخشؒ
بادشاہ اولیاء والا قدر عالی محل ۔۔۔ سلم ہفت آسمان کمتر زبام گنج بخشؒ
پیر کامل مرشد وہادی مکمل راہنما ۔۔۔ بوئے عرفان الٰہی درمشام گنج بخشؒ
برمزار پاک اوصد شعلہ ہائے نور حق ۔۔۔ روشن از صبح درخشاں ہست شام گنج بخشؒ
گر ہمے خواہی کہ بینی بز زمین باغ ارم ۔۔۔ روضہ انور مقدس بین مقام گنج بخشؒ
معتقد را تاج عزت ے نہد برفرق سر ۔۔۔ گردن منکر زند براں حسام گنج بخشؒ
ہر کہ آمد با ارادت صد سعادت یافت او ۔۔۔ ہر کسے شد بہرہ یاب از فیض عام گنج بخشؒ
ہر کرا اندک عطا از وے میسر شد بس است ۔۔۔ مست دارد تا قیامت جرعہ جام گنج بخشؒ
روز وشب ورد زبانم ہست نام پاک تو ۔۔۔ اسم اعظم یافتم من پاک نام گنج بخشؒ
کرہ نفس است دائم درکجی وسرکشی ۔۔۔ کس نہ گرداند مطیعش جز لگام گنج بخشؒ
دردلم جز مدعائے دیدن دیدار نیست ۔۔۔ گوش ہم خواہد شنیدن یک کلام گنج بخشؒ
از خدا خواہم کہ یابد دیدہ ام دیدار تو ۔۔۔ شکر حق افتاد مرغ دل بدام گنج بخشؒ
گنج عرفان الٰہی نیز گنج عافیت ۔۔۔ کن عطا یارب بایں مسکیں بنام گنج بخشؒ
ہر زمانش میفرستم صد سلام وصد دعاء ۔۔۔ برامید آنکہ یابم یک سلام گنج بخشؒ

از دل و جانم غلام شاہ میراں محی دین
نیز از فضل خدا، ہستم غلام گنج بخشؒ

Marfat.com

ترجیع بند

بہ عتبہ عالیہ بندگان سرکار ابد قرار نائب منائب سید المرسلین عارف معارف صدر عش نشیں زبدۃ الثقلین عمدۃ الدراین ہادی گمراہان ضلالت خضر بادیہ طریقت سرمایہ جناب اجمیری فیض رساں عالم وعالمیان حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری اوام اللہ فیوضہ۔

(از تصنیف سید فیروز شاہ صاحب شوق امرتسری تلمیذ حضرت استاذی المعظم نواب فصیح الملک بہادر مرزا داغ دہلوی)

رونق لاہور بستی افتاب پر ضیاء　　عاشق شیدا علی مشتاق محبوب خدا
اے مرے حامی مشکل اے میرے حاجت روا　　آستانے پر ترے جھکتے ہیں سب شاہ گدا
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

آپ محتاجوں کے والی دردمندوں کی دوا　　بیکسوں کے آپ وارث اے ولی شان خدا
مشکلیں حل ہوتی ہیں دربار عالی سے سدا　　جاری دریا ہے سخاوت کا تری شاہنشا
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

محسن عالم ہو تم حاجت روا ہر کام کے　　واقف راز نہاں آغاز اور انجام کے
آتے ہیں یہاں بغداد و روم و شام کے　　صدقے اس دربار کے قربان میں اسکے نام کے
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

آپ کو سید حسن اور شاہ نظام الدین بھی　　خواجہ قطب الدین بھی خواجہ معین الدین بھی
یہ بھی تو چاروں کے چاروں اور یہاں دو تین　　کہہ رہے ہیں صاحب ارشاد اور تلقین بھی

Marfat.com

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

یہ مجھے معلوم حضرت آپ ہیں ہجویر کے — خاک راہ پر سینکڑوں نقش قدم ہر شیر کے
اے ولی لائی یہاں تیری ہدایت گھیر کے — صاحب لطف وکرم ہو خواجہ اجمیر کے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

جھومتے عابد ہیں سب اسم شہ لولاک پر — وجد میں صوفی ہیں، ہے دھوم عرش کی افلاک پر
لوٹتے پھرتے ہیں مجذوب آج فرش خاک پر — کہہ رہے سالک ہیں یہ مل کر مزار پاک پر

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

دست بستہ شوق کی اب التجا ہے آپ سے — دور بیماری ہو اتنا مدعا ہے آپ سے
تنگ آ کر عرض کرنا پڑا ہے یہ آپ سے — آپ اولاد علی ہیں کہہ دیا ہے آپ سے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

قطعہ تاریخ

(از جناب میر کرامت اللہ صاحب میر امرتسری)

فوق حالات خواجہ ہجویری زد رقم بالعشی والابکار
از پے سال انطبا عش میر کفت ہاتف مرقع اذکار

☆ ☆ ☆

Marfat.com

مسدس بطور اسلام

(بحضور فیض گنجور سر آمد اولیائے کبار زبدہ اخیار و ابرار حضرت مخدوم علی ہجویری ملقب بہ داتا گنج بخشؒ لاہوری بتضمین شعر حضرت خواجہ معین الدین الحسن السنجری ثم اجمیری چشتیؒ)

(از طبع زاد مولوی فیروز الدین صاحب مترجم کشف المحجوب لاہور)

السلام اے آفتاب خاندان مصطفےٰ السلام اے سرو بستان محمد مجتبیٰ!
السلام اے نور چشمان علی مرتضےٰ السلام اے فخر فرزندان امام باصفا
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصان را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے قدوہ درگاہ رب ذوالجلال صد سلامت یا علی یا مظہر شان جمال
السلام اے طاہر صدرہ نشین خوش مقال السلام اے صاحب فضل و کمال لا یزال
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے ساقی صہبائے نور معرفت السلام اے قاسم لطف و سرور معرفت
السلام اے شرح فرمائے ظہور معرفت السلام اے گوہر پاک بحور معرفت
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے غازی میدان زہد و اتقاء السلام اے کشتہ شمشیر عشق جانفزاء
السلام اے پہلوان عرصہ فقر و غناء السلام اے تاجدار و فاتح ملک ولا

Marfat.com

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں راپیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے نغمہ خوان قل ہو اللہ احد السلام اے صدر بزم عشق اللہ الصمد
السلام اے ماہر تجرید و تفرید اید السلام اے محو لم یولد قتیل لم یلد

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے مہبط فیض حقیقت السلام السلام اے سرمہ چشم بصیرت السلام
السلام اے رہبر ملک طریقت السلام السلام اے داب شریعت السلام

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے مرجع و امید گاہ شیخ و شباب السلام اے بادشاہ اولیائے پنج آب
السلام اے سرگروہ صوفیائے عالی جناب السلام اے گنج بخش بے شمار و بے حساب

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام بے چارہ بے چارگان بے نوا السلام اے مرہم جاں بخش زخم جاں گزا
السلام اے ہر مرض را خاک تو دارالشفاء السلام اے وجہ تسکین دل ہر مبتلاء

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے حامئے درماندگان ناتواں السلام اے اوج بخش در حضیض افتادگاں
السلام اے قاطع بدعات و کفران جہاں السلام اے ہادی پیراں دلیل طالباں

Marfat.com

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے روئے زیبائت جواب صد بہشت السلام اے فیض یاب در گہت ہر خوب
نقشبندی، قادری و سہروردی در بسفت وزشت ہمزباں ورستت، ہمچوں معین الدین چشت

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے حضرت مخدوم عالم السلام جز سلامت نیست دیگر یک کہا لم السلام
نفس و شیطانند ہر دم زوالم السلام کن برایں اعدائے دیں فیروز عالم السلام

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخشؒ
کی طریقت کا شجرہ مبارک

یا الٰہی حضرت خیر الوریٰ کے واسطے — سرورِ عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے
حضرت شہ الٰہی بادشاہِ بحروبر — چشمہ عرفاں علی مرتضیٰ کے واسطے
مخزن علم لدنی مدح علوم و حیا — ایں کن مصری سراج اولیاء کے واسطے
تاجِ فرق اولیاء شاہنشہ ملک عجم — شیخ ما حضرت حبیب با خدا کے واسطے
مقتدائے دو جہان وہادی راہِ خدا — حضرت داؤد طائی باصفا کے واسطے
نیر بُرجِ ولایت آسمانِ معرفت — حضرت معروف کرخی بے ریا کے واسطے
شیخ عبداللہ سری سقطی کانِ حیا — بادشاہِ اولیاء و اتقیاء کے واسطے
آفتاب چرخ عرفان شیخ بو القاسم جنید — منبع ارشاد ورشد و ابتدا کے واسطے
گوہر عمان وحدت قلزمِ جودو سخا — شیخ شبلی صاحب حلم و حیا کے واسطے
دور کر دونوں جہاں کا رنج وکلفت اے خدا — شیخ ما حضرت علی حصری بدیٰ کے واسطے
دو جہاں کی نعمتیں تو بخش دے یارب مجھے — حضرت بو الفضل ختلی رہنما کے واسطے
زُمرۂ عشاق پیغمبر میں میرا حشر ہو — انبیاء و متقین و صالحین کے واسطے
کر کرم مخدوم علی ہجویر داتا کے طفیل — نیز حضرت مصطفیٰ و مرتضیٰ کے واسطے

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخشؒ کے
نسب شریف کا شجرہ مبارک

معتمد شجرہ نسب ہوتا ہے حضرت کا رقم — جان ودل سے تم پڑھو فیض وعطا کے واسطے

یاالٰہی دوجہاں کی کر مجھے قوت عطا — حیدرِ کرار علی شیر خدا کے واسطے

یاالٰہی روز وشب قرباں ہو میرا جان ودل — اس حسن خستہ جگر صاحب عطا کے واسطے

یاالٰہی دوجہاں میں شاد اور آباد رکھ — سید زید سخا اہل وفا کے واسطے

یاالٰہی کفر وشرک وغیر سے دل پاک کر — اس حسن اصغر سراسر باوفا کے واسطے

یاالٰہی فرض وسنت پر مجھے تو قائم رکھ — بو الحسن پیارے علی رہنما کے واسطے

یاالٰہی دے سعادت عشق احمد کی مجھے — اس شہنشاہ شجاع یوسف لقا کے واسطے

یاالٰہی ذات اپنی کا مجھے تو عبد رکھ — عبدِ رحمٰن باصفا وباوفا کے واسطے

یاالٰہی فقر کی دولت سے دل معمور کر — بادشاہ سید علی نور ھدیٰ کے واسطے

یاالٰہی کر نہ تو محتاج مجھ کو غیر کا — زیرِ احساں اپنے رکھ عثماں حیا کے واسطے

یاالٰہی کرم سے عرفان کا تو گنج بخش — گنج بخش مخدوم علی صاحب عطا کے واسطے

یاالٰہی زائروں کو تو وہ انعامات بخش

جو کہ ہوں مطلوب انہیں داتا ولی کے واسطے

Marfat.com

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

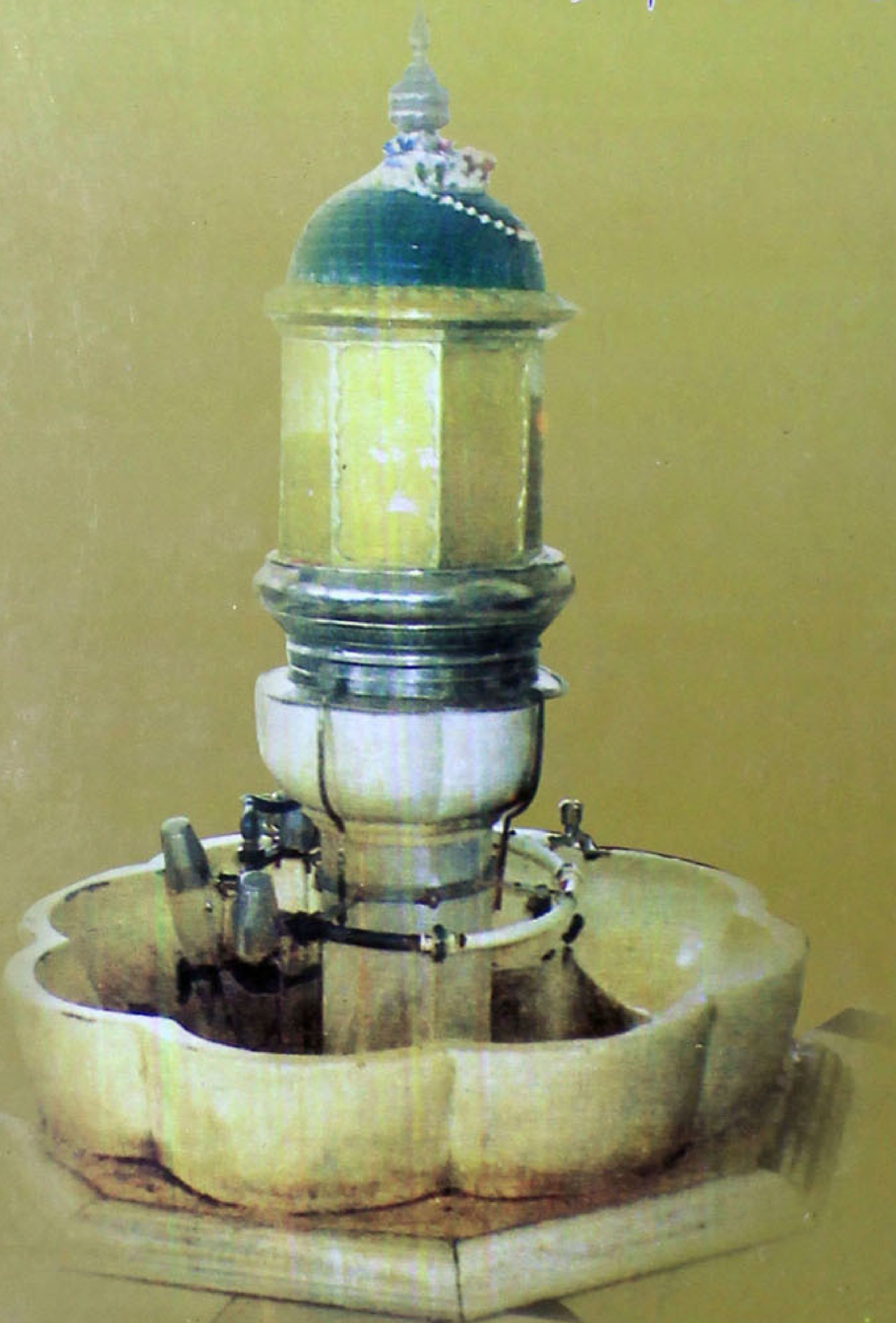

حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کے مزار شریف کے قریب چشمہ فیض کا یہ کنواں
حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد تعمیر کرنے کے بعد خود تعمیر کرایا تھا

ادارۃ الاویس ۰ لاہور

5 فیروز پور روڈ مزنگ چونگی لاہور۔فون: 042-37575836 فیکس: 042-37500290
Email:adaraalawais@yahoo.com

Marfat.com